

رباعیات خیام

مع مقدمہ، تصحیح، ترجمہ و معانی الفساظ

فیضانِ حیدر

RUBAIYAT-E-KHAYYAM

With Introduction, Editing, Translation & Annotations

by

Faizan Haider

**EDUCATIONAL
PUBLISHING HOUSE**

www.ephbooks.com



978-93-5073-863-4

فیضانِ احمدی

ادبیات
فارسی

۳۷

۳

۷

رباعیات خیام مع مقدمہ، تصحیح، ترجمہ و معانی الفیاض

رباعیات خیام

مع مقدمہ، تصحیح، ترجمہ و معانی الفاظ

اسکن شد

فیضانِ حیدر

ایجوکیشنل پبلیشنگ ہاؤس، دہلی

© فیضان حیدر

”یہ کتاب قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان کے مالی تعاون سے شائع کی گئی ہے
نیز شائع شدہ مواد سے اردو کونسل کا متفق ہونا ضروری نہیں ہے۔“

Rubaiyat -e- Khayyam

With Introduction, Editing, Translation & Annotations

by

Faizan Haider

E-mail: faizanhaider40@gmail.com

Mob. 7388886628

Year of Edition 2016

ISBN 978-93-5073-863-4

Price Rs. 131/-

نام کتاب : رباعیات خیام (مع مقدمہ، تصحیح، ترجمہ و معانی الفاظ)
مصنف و ناشر : فیضان حیدر
سنہ اشاعت : ۲۰۱۶ء
قیمت : ۱۳۱ روپے
تعداد : ۵۰۰
کمپوزنگ : محمد وحی اختر معرونی
مطبع : عقیف پرنٹرس، دہلی-۶

EDUCATIONAL PUBLISHING HOUSE

3191, Vakil Street, Kucha Pandit, Lal Kuan, Delhi-6 (INDIA)

Ph : 23216162, 23214465, Fax : 0091-11-23211540

E-mail: info@ephbooks.com, ephdelhi@yahoo.com

website: www.ephbooks.com

انتساب

والد محترم کی نذر جن کی

شفقتوں اور رہنمائیوں نے میرے اندر

علمی ذوق پیدا کیا۔

فہرست

07 to 09	☆ اپنی بات
10 to 40	☆ مقدمہ
41 to 248	☆ رباعیاتِ خیام (مع ترجمہ و معانی الفاظ)

اپنی بات

رباعیات خیام کے بہت سے منثور اور منظوم ترجمے اردو زبان میں ہوئے ہیں لیکن ان میں سے بہت کم ایسے ہیں جو علمی روش پر مبنی ہوں اور ہر خاص و عام اس سے استفادہ کر سکے، خصوصاً طلبہ تو اس سے خال خال ہی استفادہ کر پاتے ہیں، اس لیے حقیر نے اس کے ترجمے کا بیڑا اٹھایا اور ساتھ ہی مشکل الفاظ کے اطمینان بخش معانی بھی درج کر دیے تاکہ ہر شخص اس سے خاطر خواہ فائدہ اٹھا سکے۔

رباعیات خیام کی ترتیب و تنظیم اور تصحیح کی ضرورت بہت پہلے سے ہی محسوس کی جا رہی تھی کیونکہ جب قدیم ادب جدید عصری تقاضوں کے مطابق نہیں ہوتا تو وہ طاق نسیاں کی نذر ہو جاتا ہے اس لیے وقت کے ساتھ جدید تقاضوں کے مطابق اگر اسے از سر نو مرتب کر کے ترجمہ کر دیا جائے تو اسے ایک نئی زندگی مل جاتی ہے اور اس کے استفادے کا دائرہ بھی وسیع تر ہو جاتا ہے۔ چنانچہ خیال پیدا ہوا کہ اسے از سر نو ترتیب دیا جائے تاکہ رباعیوں کے متن کی گونا گونی حتی الامکان دور ہو جائے۔ ساتھ ہی اس کے املا کو موجودہ تقاضے کے مطابق لکھا جائے اور ترجمہ کے ساتھ مشکل الفاظ کے معانی بھی درج کر دیے جائیں۔ کیونکہ شارحین کی ہمیشہ سے یہ ستم ظریفی رہی ہے کہ وہ مشکل الفاظ کو نظر انداز کر دیتے ہیں اور آسان و عام فہم الفاظ کی خوب خوب تشریح کرتے ہیں۔ اس ترجمہ میں اس نقص کی تلافی کی ہر ممکن کوشش کی گئی ہے۔

اس ترجمے کی بنیاد رباعیات خیام کا ”نولکشوری“ نسخہ ہے۔ اسی کو سامنے رکھ کر ترجمہ کیا گیا ہے لیکن بد قسمتی سے اس نسخے میں غلطیوں کی بھرمار ہے۔ اس میں بہت سی ایسی رباعیاں نظر سے گذریں جنہیں پڑھنے کے بعد محسوس ہوا کہ یہ قطعاً الحاقی ہیں اور کسی کم پایہ شاعر کی ہیں اس لیے کہ ان میں بعض الفاظ اور ترکیبیں ایسی ہیں جن سے شعر کی نزاکت اور لطافت میں فرق آ گیا ہے

جوفن رباعی کے سراسر منافی ہے۔ اس لیے ان کو مختلف ایرانی نسخوں سے مقابلہ کر کے موجودہ خامیوں کو دور کیا گیا، تاہم قیاسی تصحیح سے پرہیز کیا گیا ہے اور کچھ ایسی رباعیوں کو جو خیام سے منسوب ہیں اور دوسرے شعرا کے دواوین میں بھی نہیں ملتیں انھیں شامل کر لیا گیا ہے۔

خیام کی رباعیوں میں خلط ملط ہوا ہے کہ نہیں، اور ہوا ہے تو کس قدر ہوا ہے۔ یہ ایک الگ بحث ہے جس پر برسوں سے تحقیق ہو رہی ہے اور محققین نے اپنے اپنے اصول تحقیق کے مطابق تحقیقات کی ہیں پھر بھی اب تک یہ طے نہیں ہو سکا کہ اس کی کل کتنی رباعیاں ہیں، اس پر ابھی بھی مزید تحقیق کی ضرورت ہے۔ لیکن اس حقیقت سے کوئی شخص انکار نہیں کر سکتا کہ خیام نے سیکڑوں رباعیاں کہی ہوں گی کیونکہ خیام جیسے بالغ نظر فلسفی اور باذوق شاعر کی جولانی طبع کا یہ ادنا سا کرشمہ ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ اپنی رباعیوں کو کوئی خاص اہمیت نہیں دیتا تھا اسی لیے اس کے ذریعہ کہی گئی زیادہ تر رباعیاں حوادثِ زمانہ کی نذر ہو گئیں۔ پھر بھی اگر اس سے منسوب رباعیوں پر نظر کی جائے تو ان کی تعداد ایک ہزار سے بھی تجاوز کرتی ہے۔

اس ترجمہ کی سب سے بڑی خاصیت یہ ہے کہ اس میں نفس مضمون اور روح معانی کو سمونے کی کوشش کی گئی ہے، اس کے باوجود یہ لفظی ترجمہ سے بہت قریب ہے اور اسے بالکل آزاد ترجمہ بھی قرار نہیں دیا جاسکتا۔ یہ ترجمہ میری سال بھر کی محنت شاقہ کا نتیجہ ہے جسے آپ حضرات کی خدمت میں پیش کرنے کا شرف حاصل کر رہا ہوں۔ میں اپنے مقصد میں کتنا کامیاب ہوا ہوں اس کا فیصلہ قارئین مطالعے کے بعد کریں گے۔

انسان کا خمیر خطا اور نسیان سے عبارت ہے لہذا مجھ سے بھی اس مجموعے کی تصحیح و تنظیم اور ترجمے میں یقیناً غلطیاں ہوئی ہوں گی۔ میں اپنی علمی کم مائیگی اور ادبی بے بضاعتی کا خود معترف ہوں اور اسے بڑے خلوص اور خندہ پیشانی سے قبول کرنے کو تیار ہوں اور یہ بھی بیان کر دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ جب تک انسان، انسان ہے اس سے خطاؤں کا سرزد ہونا ایک لازمی امر ہے اس لیے رباعیوں کے اس ترجمے میں اگر کھرے سکوں کے ساتھ کچھ کھوٹے بھی نکل آئیں تو حیرت کا مقام نہیں ہے۔ لہذا قارئین سے بصد ادب گزارش ہے کہ اگر کوئی خوبی نظر آئے تو حقیر کو دعاؤں سے نوازیں اور اگر کوئی خامی دکھائی دے تو مطلق فرمائیں تاکہ

اگلی اشاعت میں اس کا ازالہ کیا جاسکے۔

یہاں پر اس بات کی وضاحت بھی ضروری ہے کہ راقم السطور نے اس ترجمے میں رباعیات خیام کے کئی منشور اور منظوم ترجموں سے استفادہ کیا ہے جن میں میر ولی اللہ بی اے اور ڈاکٹر سید رغیب حسین کے اردو تراجم کا نام لیا جاسکتا ہے۔

اس موقع پر میں اپنی مادر علمی جامعہ ناظمیہ لکھنؤ کو کیسے فراموش کر سکتا ہوں جس کی علمی فضا سے کم و بیش سات سال تک مسلسل فیض یاب ہوا ہوں۔ میں اپنے تمام اساتذہ کا تہ دل سے شکر گزار ہوں جنہوں نے میری تعلیم و تربیت پر خاص دھیان دیا اور انھیں کی شفقتوں اور محبتوں کے زیر سایہ میرا تعلیمی سلسلہ پروان چڑھتا رہا، ان اساتذہ میں علامہ سید محمد شاہ صاحب نقوی (مرحوم)، مولانا محمد مجتبیٰ حسین صاحب اور مولانا محمد حسین صاحب خصوصیت کے ساتھ قابل ذکر ہیں۔

آخر میں اس کتاب کی ترتیب و تنظیم میں جن افراد کا تعاون شامل رہا ہے ان کا شکریہ ادا کرنا میرا اخلاقی فریضہ ہے۔ برادر م مولانا ڈاکٹر ذیشان حیدر صاحب کا شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے قدم قدم پر میری رہنمائی کی اور اپنے مفید اور قیمتی مشوروں سے نوازا، خصوصاً والد محترم جناب مولانا ارشاد حسین صاحب (سابق پرنسپل مدرسہ باب العلم مبارک پور) کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے اپنی خرابی صحت کے باوجود بڑی جانفشانی سے اس ترجمے پر ابتدا سے انتہا تک نظر کی اور مناسب اصلاح بھی فرمائی اور پروفیسر سید حسن عباس صاحب (صدر شعبہ فارسی بنارس ہندو یونیورسٹی) کا بھی شکر گزار ہوں کہ انھوں نے اپنی تمام تر علمی اور خانگی مشغولیات کے باوجود اس کتاب پر نظر ثانی کی اور میری حوصلہ افزائی فرمائی۔

صلوات اللہ وسلامہ علی النبی والہ

فیضان حیدر (ریرج اسکالر)

شعبہ فارسی بنارس ہندو یونیورسٹی وارانسی

مقدمہ

خیام کا شمار ایران کے پانچویں اور چھٹی صدی ہجری کے صف اول کے دانشمندوں اور شاعروں میں ہوتا ہے۔ اسے اپنے زمانے کے تمام عقلی اور نقلی علوم میں مہارت حاصل تھی۔ خصوصاً فقہ، تفسیر، فلسفہ و حکمت، ریاضی، نجوم اور ہیئت میں مہارتِ تامہ رکھتا تھا۔ قدرت نے یہ تمام خوبیاں اس کی ذات میں بڑی فیاضی سے ودیعت کر دی تھیں، اس کی ذات مذکورہ علوم کا منبع و مخزن تھی۔

اس کا نام عمر، لقب غیاث الدین، کنیت ابوالفتح، تخلص خیام یا خیامی اور باپ کا نام ابراہیم تھا۔ اس کے خیام یا خیامی کے نام سے مشہور ہونے کی اصل وجہ معلوم نہیں ہو سکی ہے، کہا جاتا ہے کہ اس کا باپ اسی نام سے مشہور تھا یا اس کا پیشہ خیمہ دوزی تھا۔ پانچویں صدی ہجری کے اوائل (رمضان ۴۳۲ھ) میں نیشاپور یا اس کے مضافات میں پیدا ہوا اور اپنی عمر کا بیشتر حصہ یہیں گزارا۔ سال وفات بھی کسی معتبر تاریخ سے معلوم نہیں ہو سکا ہے بعض ۵۱۵ یا ۵۱۷ھ بتاتے ہیں لیکن اتنا مسلم ہے کہ وہ ۵۳۰ھ ہجری سے قبل ہی دنیا سے رخصت ہوا اور نیشاپور میں سپرد خاک ہوا، جہاں اُس کا مزار مرجعِ خلایق ہے۔

مشہور ہے کہ اس نے عراق اور خراسان کا سفر کیا اور ایک روایت کے مطابق اس نے فریضہ حج بھی انجام دیا۔

وہ اپنے زمانے کے علما جیسے امام غزالی وغیرہ کے ساتھ رفاقت رکھتا تھا اور بعض علمی اور فقہی

مسائل میں ان کے درمیان مذاکرے اور مناقشے بھی ہوا کرتے تھے۔ خیام نے اپنے زیادہ تر اوقات فلسفہ و حکمت کی تعلیم و تدریس اور علم ریاضی کی مشغولیات میں بسر کیے۔ وہ سیاست میں چنداں دخیل نہیں تھا اور قناعت پسند واقع ہوا تھا، دنیاوی مال و دولت اور جاہ و جلال کو خاطر میں نہیں لاتا تھا۔ اسی شان کے ساتھ اس نے پوری زندگی علمی مشاغل میں بسر کر دی۔

۴۶۷ ہجری میں جلال الدین ملک شاہ سلجوقی کے حکم سے جب تقویم کی ترتیب دی جا رہی تھی اور سال و ماہ کو علم نجوم کے قواعد کے مطابق مرتب کیا جا رہا تھا تو ان ماہرین اور دانشوروں کی کمیٹی میں خیام بھی تھا بلکہ وہ اس کمیٹی کا سربراہ تھا۔

ایک واقعہ یوں بیان کیا جاتا ہے کہ خیام، نظام الملک طوسی اور حسن بن صباح کا ہم درس تھا اور تینوں نیشاپور میں امام موفق کے شاگرد تھے۔ اس زمانے میں مشہور تھا کہ امام موفق کے شاگردوں میں سے کوئی نہ کوئی بڑے عہدے پر ضرور پہنچتا ہے چنانچہ ان تینوں نے ایک عہد و پیمان کیا کہ ہم میں سے جو بھی کسی بلند مرتبے پر فائز ہوگا وہ دوسرے کی مدد کرے گا۔ خوش قسمتی سے نظام الملک طوسی سلجوقیوں کا وزیر ہو گیا اور اپنا وعدہ پورا کیا، حسن بن صباح کو سلطان کی خدمت میں حاضر کیا لیکن وہ اپنے مکر و فریب اور حیلہ گری کی وجہ سے کچھ بھی فائدہ نہ اٹھا سکا۔ خیام صاحب علم و فضل تھا، بادشاہوں کے تقرب اور خوشامد کو پسند نہیں کرتا تھا اس لیے اس نے خواجہ سے درخواست کی کہ اس کے لیے مختصر سی روزی کا انتظام کر دے، یہی اس کے لیے کافی ہوگی۔ چنانچہ نظام الملک طوسی نے اسے نیشاپور میں ایک جاگیر عطا کر دی۔ اس کے بعد یہ علم و دانش کا شناور ساری عمر علم و دانش کے دریا میں غوطہ زن رہا اور اسی میں پوری عمر گزار دی۔

خیام کا رتبہ دانشوروں، بزرگوں اور بادشاہوں کے نزدیک بہت بلند تھا۔ فلسفہ و حکمت میں اسے تالی ابوعلی سینا کہا جاتا تھا، ریاضیات میں اہل فن کا پیشرو تھا اور احکام نجوم میں اس کے قول سے لوگ استناد کرتے تھے اگرچہ وہ خود اس علم کے احکام کی درستی پر چنداں اعتقاد نہیں رکھتا تھا۔

یہ بات بھی یقین کے ساتھ کہی جاتی ہے کہ اگر اس کا سن سو، سو اس سال تک نہیں پہنچا تھا تب بھی اس کی عمر بہر حال طولانی ہی تھی کیونکہ تقویم جلالی کی ترتیب کے بعد تقریباً پچاس سال تک

زندہ رہا اور جس وقت تقویم کو ترتیب دے رہا تھا تو اس زمانے کے نامور علما و فضلا میں سے تھا۔ اس بنا پر تقویم کی ترتیب کے وقت اس کی عمر تیس چالیس سال سے کم نہیں رہی ہوگی۔ تذکرہ نگاروں نے لکھا ہے کہ اگرچہ وہ بہت ہی عالم، فاضل اور دانشمند تھا لیکن تصنیف و تالیف اور تعلیم کے سلسلے میں بڑا بخیل اور تند مزاج بھی تھا۔ اس کی تند مزاجی تو تسلیم کی جاسکتی ہے کیونکہ وہ بہت ہی حساس تھا اور اسی بنا پر وہ زندگی کی الجھنوں، پریشانیوں اور سختیوں سے بہت جلد غمگین ہو جاتا تھا، اس لیے شاید وہ تند مزاج رہا ہو لیکن تصنیف و تالیف میں بخیل ہونا صرف اس وجہ سے کہ اس نے زیادہ کتابیں تصنیف نہیں کیں اور جب امام غزالی نے اس سے پوچھا کہ نقطہ قطب آسمان کے دیگر نقاط پر کیا برتری رکھتا ہے کہ وہ قطب ہو گیا ہے تو جواب میں اس نے مقدمات کو بیان کرنے میں بڑی تفصیل سے کام لیا یہاں تک کہ اصل موضوع تک پہنچنے سے قبل ہی نماز کا وقت ہو گیا اور بات نامکمل رہ گئی، تو یہ دونوں چیزیں اس کے علم و حکمت میں بخیل ہونے کی کوئی معقول وجہ نہیں ہو سکتیں کیونکہ تصنیف و تالیف کے لیے علم و دانش کے ساتھ حالات کا بھی سازگار ہونا ضروری ہے۔

اس نکتہ کی طرف بھی اشارہ کر دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ تصنیف و تالیف کوئی واجبی امر نہیں ہے اور یہ بھی ضروری نہیں ہے کہ ہر دانشمند تصنیف و تالیف کی طبیعت رکھتا ہو۔ بسا اوقات دیکھا گیا ہے کہ اہل علم و فن اسی وقت کسی کتاب کی تصنیف و تالیف کرتے ہیں جب انھیں اس کی ضرورت درپیش ہو یا کوئی نیا نکتہ اور نئی بات ان کے ذہن کو دعوت دے، جیسا کہ خیام نے ”جبر و مقابلہ“ کے سلسلے میں کچھ نئی معلومات حاصل کیں تو اس سلسلے میں ایک کتاب تصنیف کر دی، جو بعد کو بہت مشہور ہوئی اور اس کا یہ کام اس علم میں بڑی اہمیت کا حامل ہے۔ اس کے علاوہ بہت سے رسالے علمی موضوعات میں لکھے جو نہایت فصیح و بلیغ ہیں، جن سے اندازہ ہوتا ہے کہ خیام پُرگوئی اور بسیار نویسی کو پسند نہیں کرتا تھا۔ درحقیقت یہ صفت حسن ہے عیب نہیں، اور اس سے کسی بھی طرح تعلیم و تعلم میں اس کا بخیل ہونا ثابت نہیں ہوتا، یا پھر یہ تسلیم کر لیا جائے کہ کوئی شخص خود تعلیم کی غرض سے اس کے پاس گیا ہو اور خیام نے اسے تعلیم دینے سے انکار کر دیا ہو جب کہ اس طرح کا کوئی صریحی واقعہ میری نظر سے نہیں گذرا۔

خیام اگرچہ ایک بہت بڑا عالم، فقیہ، فلسفی، طبیب، ریاضی داں اور نجومی تھا لیکن اس کی شناخت ان رباعیوں کی وجہ سے ہوئی جو اس نے فرصت کے اوقات میں کہی تھیں۔ ہرچند اس نے ان رباعیات میں عالمانہ، فلسفیانہ، حکیمانہ اور عارفانہ مضامین کے موتی پروئے ہیں پھر بھی اس کے زمانے کے لوگوں نے اس کی قدر نہیں کی۔ خشک عابد و زاہد اسے ملحد اور عوام کا فر سمجھتے رہے اور اس کے ان اشعار کے ظاہری معانی پر نظر کی جو شراب نوشی، عیش کوشی، عشق و عاشقی اور رندی و سرمستی پر مبنی ہیں۔ اور اسی کے پیش نظر ایک افسانہ بھی گڑھ لیا گیا کہ ایک مرتبہ خیام نے شراب پینے کی غرض سے جام شراب ہاتھ میں لیا، اتفاق سے اس کے ہاتھ سے جام گر کر ٹوٹ گیا اور ساری شراب زمین پر بہہ گئی تو خیام نے فی البدیہہ یہ رباعی کہی:

ابریق می مرا شکستی ربی بر من در عیش را بستی ربی
بر خاک ریختی می ناب مرا خاکم بدھن مگر تو مستی ربی
(خدا یا! تو نے میری شراب کی صراحی توڑ دی اور مجھ پر عیش و عشرت کا دروازہ بند کر دیا،
میری خالص شراب کو خاک پر گرا دیا خاکم بدھن شاید تو مست ہو گیا ہے)۔

جب اس نے یہ کفر آمیز بات اپنی رباعی میں بیان کی تو فوراً خدا نے اس کو سزا دی اور اس کے چہرے کو ٹوٹے کی طرح سیاہ کر دیا تو اسی وقت اس نے اپنے گناہوں کی معافی چاہی اور پھر یہ رباعی کہی:

نا کردہ گناہ در جہان کیست بگو آن کس کہ گنہ نکرد چون زیست بگو
من بد کنم و تو بد مکافات دہی پس فرق میان من و تو چیست بگو
(ایسا شخص جس نے دنیا میں گناہ نہیں کیا ہو، کون ہے مجھے بتا اور یہ بھی بتا دے کہ جس شخص نے گناہ نہیں کیا اس نے کیسے زندگی گزاری۔ اگر میں برائی کروں اور تو برابر لہ دے تو بتا کہ میرے اور تمہارے درمیان فرق ہی کیا رہ گیا)۔

جب اس نے اس طرح خدا کی بارگاہ میں معذرت طلب کی تو خدا نے اس کے گناہوں کو بخش دیا اور اس کے چہرے کی اصل رنگت واپس آ گئی۔ یہاں یہ بیان کرنے کی ضرورت نہیں ہے کہ یہ داستان حد درجہ ہچکچاہٹ اور من گڑھت ہے۔ اس کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں ہے اور یہ

دونوں رباعیاں جو اس واقعہ میں دلیل کے طور پر پیش کی جاتی ہیں یہ خیام ہی کی ہوں ابھی یہ ثابت نہیں ہو سکا ہے، ہاں یہ خیام سے منسوب ضرور ہیں۔

تحقیقات سے یہ بات ثابت ہے کہ خیام نے شاعری کو بطور پیشہ اختیار نہیں کیا تھا۔ اس کا مقام تو اس سے بہت بلند ہے۔ اس وجہ سے نہیں کہ شاعری حقیر چیز ہے اور شاعر کا سماج اور معاشرہ میں کوئی مقام نہیں ہوتا بلکہ اس وجہ سے کہ جن لوگوں نے شاعری کو بطور پیشہ اختیار کیا ہے انھوں نے مال و دولت اور جاہ و حشم کے لیے زمین آسمان کے قلابے ملائے ہیں اور شاعرانہ مبالغے اور فکر و تخیل سے حقیر سے حقیر چیز کو بڑی، اور بڑی سے بڑی چیز کو حقیر و بے وقعت بنا کر پیش کیا ہے اور اہل فسق و فجور کی مجلسوں میں شریک رہے ہیں، تاہم اس بات سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ ایسے شعرا بھی گذرے ہیں جنھوں نے شاعری کے ساتھ عزت نفس اور وقار کو بھی برقرار رکھا ہے جیسے ناصر خسرو، حکیم سنائی، مولانا جلال الدین رومی، شیخ سعدی اور حافظ شیرازی وغیرہ، جن کی ظاہری اور باطنی قدر و منزلت کسی حکیم، فقیہ اور فلسفی سے کم نہیں ہے لیکن چونکہ شعرا کے قول و فعل میں اکثر تضاد پایا جاتا ہے اور خود قرآن نے بھی شعرا کے قول کو غیر معتبر قرار دیا ہے اس لیے علما، فضلا اور حکما باوجود بہترین شاعر ہونے کے، پسند نہیں کرتے تھے کہ ان کو شاعر کہا جائے۔

تاریخوں کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ اسے بوعلی سینا سے بڑی عقیدت تھی اور وہ اسے افضل المتأخرین کے لقب سے یاد کیا کرتا تھا۔ اسے اپنا پیر و مرشد اور معنوی استاد تصور کرتا تھا۔ اسے بوعلی سینا کی کتابوں سے والہانہ وابستگی تھی، وہ ان کا مطالعہ بڑے انہماک سے کرتا تھا اور اس میں بیان کی گئی باتوں کو حرف آخر سمجھتا تھا۔ شاید یہی وجہ ہے کہ وہ اپنی زندگی کے آخری لمحات میں بھی اسی کی کتاب کے مطالعہ میں مشغول تھا کہ اس پر کچھ ایسے آثار نمایاں ہوئے جس سے وہ سمجھ گیا کہ اس کا آخری وقت قریب آچکا ہے۔ چنانچہ اس کی وفات کے سلسلے میں ایک واقعہ مشہور ہے کہ وہ ابوعلی سینا کی کتاب ”الہیات شفا“ کا مطالعہ کر رہا تھا، جب واحد اور کثیر کی بحث پر پہنچا تو اس پر ایک عجیب اور غیر معمولی کیفیت طاری ہو گئی، اسی وقت اپنے عزیزوں کو بلایا، ان سے وصیت کی، نماز پڑھی اور عشا تک کچھ نہ کھایا نہ پیا۔ پھر عشا کی نماز ادا کرنے کے بعد سر سجدہ میں رکھ دیا اور بار بار یہی کہتا تھا کہ اَللّٰهُمَّ تَعَرَّفْ اِنِّیْ عَرَفْتُكَ عَلٰی مَبْلَغِ اِمْکَانِیْ فَاَغْفِرْ لِّی

فَإِنَّ مَعْرِفَتِي إِيَّاكَ وَيَسِيلَتِي إِلَيْكَ (خدا یا تو جانتا ہے کہ جتنا ہوسکا میں نے تجھے پہچانا اس لیے تو مجھے بخش دے بیشک تیری معرفت ہی تجھ تک پہنچنے کا وسیلہ ہے) اور یہی کہتے کہتے یہ طوطی خوشنوا جو ہزاروں دلوں کے سکون کا باعث تھا، ہمیشہ ہمیشہ کے لیے خاموش ہو گیا۔^۱

تصنیفات و تالیفات

(۱) رسالہ جبر و مقابلہ۔ یہ خیام کی سب سے اہم کتاب ہے جس میں اس نے ریاضی کے کچھ اصول بیان کیے ہیں۔

(۲) رسالہ فی شرح ما اشکل من مصادر کتاب اقلیدس۔

(۳) رسالہ فی الاحتمال لمعرفة مقدارى الذهب والفضة فی جسم مرکب منہما۔ اس میں اس نے ارشمیدس کے ناپ تول کے قواعد و ضوابط بیان کیے ہیں کہ چیزوں کو کس طرح ناپا اور تول جائے۔

(۴) لوازم الامکنۃ یا رسالہ مختصر در طبعیات۔ اس میں اس نے مختلف ملکوں اور شہروں کے موسم اور فضا کی نوعیت کے بارے میں گفتگو کی ہے۔

(۵) نوروز نامہ۔ اس کتاب کو خیام سے منسوب کرنا اشکال سے خالی نہیں ہے۔ اس کتاب میں نوروز کے آغاز اور اس کے آداب و دستور بیان کیے گئے ہیں۔

(۶) رسالہ در علم کلیات یا رسالہ در کلیات وجود (فارسی)۔

(۷) ترجمہ خطبۃ الغزاء۔ یہ ابن سینا کے ایک عربی خطبے کا ترجمہ ہے جو خداوند عالم کی وحدانیت کے سلسلے میں ہے۔ خیام نے اسے ۴۷۲ ہجری میں اپنے ایک دوست کی خواہش پر اصفہان میں ترجمہ کیا تھا۔^۲

۱۔ خیام، سید سلیمان ندوی ۲۶۰-۲۶۱ بحولہ شہزوری، ص ۷۲۔ بیہقی و درۃ الاخبار، ص ۹۰

۲۔ تاریخ ادبیات ایران، دکتر توفیق۔ ص ۲۰۹۔ سبحانی، ص ۲۰۹

(۸) رسالۃ مکعبات۔

(۹) زیچ ملکشاہی۔

(۱۰) رسالہ کون و تکلیف و رسالہ اسئلہ ثلاثہ۔

(۱۱) رسالہ موضوع علم کلی و وجود (عربی)۔

(۱۲) رسالہ اوصاف یا رسالۃ الوجود (عربی)۔

(۱۳) رباعیات فارسی و بعض عربی اشعار۔ ۳

اس سے قبل کہ رباعیات خیام کے متعدد نسخوں اور ان کی خوبیوں کا جائزہ لیا جائے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ رباعی کی تعریف اور اس کے عہد بہ عہد ارتقا کا ایک اجمالی جائزہ پیش کر دیا جائے۔ یہ اجمالی جائزہ قارئین کے لیے رباعیات خیام کو سمجھنے میں بڑا معاون ثابت ہوگا۔

رباعی اور اس کا آغاز و ارتقا

لفظ رباعی، ارباع سے نکلا ہے جس کے معنی ”چار“ کے ہیں، اس سلسلے میں ڈاکٹر سیروس شمیسا اپنی کتاب میں یوں رقم طراز ہیں:

”رباع در لغت به معنی چهارگان است و هر چیزی را که دارای چهار جز باشد می توان رباع گفت۔ و گفته اند کہ آن معدول أربع أربع یا أربعة أربعة است۔ رباعی بایای نسبت، یعنی شعری کہ دارای چهار مصراع باشد“ ۳

یعنی لفظ رباع کے لغوی معنی ’چار‘ کے ہیں اور ہر وہ چیز جو چار اجزا پر مشتمل ہو اسے رباع کہا جاسکتا ہے۔ اور کہا گیا ہے کہ یہ ارباع ارباع یا ارباعۃ ارباعۃ سے معدول ہے۔ لہذا رباعی ’یائے نسبت کے ساتھ، اس شعر کو کہتے ہیں جو چار مصرعوں پر مشتمل ہو۔ اس سے اس کی وجہ تسمیہ کی بھی

۳۔ خیام، سید سلیمان ندوی، ص ۱۳۶-۱۳۷

۴۔ سیر رباعی، ص ۱۳

وضاحت ہو جاتی ہے، چونکہ یہ چار مصرعوں پر مشتمل ہوتی ہے اس لیے اسے رباعی کہا جاتا ہے۔
رباعی کا شمار قدیم ترین شعری اصناف میں ہوتا ہے۔ اس کی تشکیل چار مصرعوں سے ہوتی ہے جن میں سے پہلے، دوسرے اور چوتھے مصرعے کا ہم قافیہ ہونا ضروری ہے۔ بعض اوقات شعرا تیسرے مصرعے کو بھی ہم قافیہ لاتے ہیں جسے رباعی مصرع کہا جاتا ہے۔ جہاں تک رباعی کے وزن کا تعلق ہے تو اس کے لیے ”لا حول ولا قوۃ الا باللہ“ کے وزن سے مطابقت ضروری ہے اور بحر ہزج یعنی ”مفعول مفاعیل مفاعیلن فع“ کے وزن پر اس کی تقطیع ہوتی ہے۔ لیکن شاعر کو اختیار حاصل ہے کہ وہ اس وزن میں تھوڑی بہت تبدیلی کر دے، اس طرح اس سے چوبیس اوزان نکلتے ہیں جو علمائے عروض نے بیان کیے ہیں اور یہ سبھی اوزان اصل وزن سے خارج نہیں ہیں۔

رباعی کے اوزان پر اب تک بہت کچھ لکھا جا چکا ہے۔ سبھی محققین اس بات پر متفق ہیں کہ رباعی بحر ہزج سے مخصوص ہے۔ خواجہ امام حسن قطان نے رباعی کے اوزان کی تفہیم کے لیے بارہ بارہ اوزان کو دو الگ الگ وزنوں میں بانٹ دیا ہے اور انھیں شجرۂ اُخرم اور شجرۂ اُخرم سے تعبیر کیا ہے۔

رباعی کی پیدائش اور آغاز و ارتقا کے سلسلے میں محققین نے مختلف نظریات کا اظہار کیا ہے۔ شمس قیس رازی نے اپنی کتاب ’المعجم فی معاییر اشعار العجم‘ میں ’رودکی‘ (متوفی ۳۲۹ ہجری) کو رباعی کا موجد قرار دیا ہے اور دولت شاہ سمرقندی کی روایت کے مطابق یہ ابو دلف علی اور ابن الکعب کی ایجاد ہے۔ لیکن ان سے قبل بھی ایرانی شعرا میں رباعی کا وجود دیکھنے کو ملتا ہے۔ اس کے ابتدائی نقوش ہمیں دوسری صدی ہجری کے اواخر کے شعرا میں دیکھنے کو ملتے ہیں لیکن اس زمانے کے جتنے شعرا سے یہ رباعیاں منسوب کی جاتی ہیں ان میں زیادہ تر غیر معروف ہیں۔

رباعی ایک ایسی صنف سخن ہے جو ایرانیوں کی اختراع ہے۔ کچھ لوگ رباعی کی ایجاد کا سہرا عرب کے سر باندھتے ہیں لیکن یہ محض ایک واہمہ ہے۔ زیادہ تر لوگوں کا راسخ خیال یہ ہے کہ رباعی ایران میں پیدا ہوئی اور وہیں پھولی پھلی۔

رباعی کے وجود میں آنے اور اس کے وزن کے دریافت ہونے کے سلسلے میں بہت سے

قصے کہانیاں مشہور ہیں جن میں اس قصے نے بہت شہرت پائی جسے شمس الدین محمد بن قیس رازی نے اپنی کتاب ”المعجم فی معاییر اشعار العجم“ میں نقل کیا ہے کہ غزنین کے کسی شہر میں کچھ بچے اخروٹوں سے گولیاں کھیل رہے تھے۔ کسی لڑکے کا اخروٹ گچی کی طرف جانے لگا تو وہ خوشی سے اچھل پڑا اور بے ساختہ اس کی زبان سے یہ جملہ نکلا ”غلطان غلطان ہمیں دو دتا بنی گو“، بعض جگہ ’لب گو‘ آیا ہے۔ دولت شاہ سمرقندی کی روایت کے مطابق یہ خاندان صفاریہ کے بانی یعقوب لیث صفار (متوفی ۲۶۵ ہجری) کا لڑکا تھا۔ وہیں پر ایک شاعر نے جو غالباً رودکی تھا، اس جملے کو سنا اور اسے بہت پسند آیا اس نے فوراً قوانین و قواعد عروض کی طرف رجوع کیا تو اسے معلوم ہوا کہ بحر ہزج کی ایک شاخ ہے پھر اس نے اس پر تین مصرعے لگا کر اسے مکمل کیا اور اس کا نام ترانہ رکھا۔ یہ واقعہ درست ہو یا نہ ہو لیکن اتنا مسلم ہے کہ رباعی ایرانی نژاد صنف سخن ہے اس لیے کہ اس سے پہلے عرب میں اس قسم کے اشعار دیکھنے کو نہیں ملتے۔

رباعی مشکل ترین صنف سخن ہے کیونکہ اس کے لیے جو شرطیں اور قیدیں مقرر کی گئی ہیں اس اعتبار سے چار مصرعوں میں اپنی بات خوش اسلوبی کے ساتھ بیان کر دینا کوئی آسان کام نہیں ہے۔ اس لیے ضروری ہے کہ اس کے اجزا درست، قوافی متمکن، الفاظ شیریں اور معانی لطیف ہوں۔ حشو و زوائد، تجنیسات مکرر اور بھونڈی تقدیم و تاخیر سے خالی ہوں۔ اگر کہیں صنایع و بدائع کا استعمال بھی ہو تو وہ ضرورت کے تحت ہو جس سے کلام میں الجھاؤ کے بجائے حسن میں چار چاند لگ جائیں۔

یہ بات بھی ذہن نشین کر لینا ضروری ہے کہ شاعر کا مقصود اور مافی الضمیر اس وقت تک ادا نہیں ہو سکتا جب تک زبان و بیان پر قدرت کے ساتھ اس کے اندر یہ صلاحیت موجود نہ ہو کہ وہ اچھے اور بلند معنی کو اس مختصر سے پیرائے میں بیان کر سکے۔ بلکہ وہ اس قدر روشن فکر ہو کہ صرف آخری مصرعے میں ہی اپنے مافی الضمیر کو بخوبی ادا کر سکے اور پہلے کے تین مصرعے میں اس کو پیش کرنے کے لیے زمین ہموار کرے۔

رباعی کے چار مصرعے معنا و مفہوم کے اعتبار سے ایک دوسرے سے مربوط ہوتے ہیں اور یہی رباعی کی سب بڑی خصوصیت ہے۔ اس کے چاروں مصرعوں کا موضوع یا مضمون

ایک دوسرے سے گتھا ہوتا ہے، شاعر تینوں مصرعوں میں اپنی بات کو اچھے طریقے سے پیش کرنے کے لیے زمین تیار کرتا ہے اور چوتھے مصرعے میں اپنی بات پر زور طریقے سے پیش کر دیتا ہے۔ رباعی کو مضمون اور محتوا کے اعتبار سے تین حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ عاشقانہ، صوفیانہ اور فلسفیانہ۔ ایران کے اکثر شعرا نے رباعیاں کہی ہیں جن میں رودکی سمرقندی (متوفی ۳۲۹ ہجری)، ابوالحسن باخری (متوفی ۴۳۵ ہجری)، ابوالحسن باخری (مقتول ۴۶۸ یا ۴۶۷ ہجری)، خیام نیشاپوری (متوفی ۵۱۷ ہجری) اور عطار نیشاپوری (متوفی ۶۱۸ ہجری) کے نام خصوصیت کے ساتھ قابل ذکر ہیں، لیکن ان شعرا میں خیام کو جو شہرت و مقبولیت نصیب ہوئی وہ کسی اور شاعر کے حصے میں نہ آسکی۔ اس کے بعد کے ادوار میں بابا افضل الدین کاشانی (متوفی ۶۶۷ ہجری) کا نام قابل ذکر ہے جنہوں نے رباعی گویوں کی فہرست میں نمایاں مقام حاصل کیا۔ لیکن ان کے بعد رباعی میں کوئی خاص تبدیلی واقع نہیں ہوئی۔ انقلاب اسلامی نے اس کے قالب میں ایک نئی روح پھونک دی ہے اور شعرا نے اس میں طرح طرح کے مضامین نظم کیے ہیں اور کر رہے ہیں۔ اس طرح اس کا دائرہ عاشقانہ، صوفیانہ، فلسفیانہ اور حکیمانہ مضامین ہی تک محدود نہیں رہ گیا بلکہ اس میں حیات و کائنات کے ہر مسئلے بیان کیے جانے لگے، ان شعرا میں حسن حسینی، قیصر امین پور، محمد رضا سہرابی نژاد وغیرہ خصوصیت کے ساتھ قابل ذکر ہیں۔

رباعیات خیام کی تدوین کا مسئلہ

خیام کی رباعیاں ابتدا ہی سے دلنشین واقع ہوئی ہیں اور عوام و خواص نے اسے بعد کو بہت سراہا۔ اسی وجہ سے شعرا کی ایک کثیر تعداد نے اس کی تقلید میں رباعیاں کہنا شروع کر دیں اور وہ رباعیاں عہدِ یاسہو یا خیام سے منسوب ہو گئیں اور خیام کی شہرت کے بعد بہت سے غیر معروف شعرا نے اپنی اپنی بیاضوں میں جن میں خیام کی رباعیاں لکھیں تھیں، حاشیہ وغیرہ پر اپنی کہی ہوئی رباعیاں بھی لکھ دیں اور بعد کے آنے والے افراد نے ان کے ذریعہ کہی ہوئی

رباعیوں کو بھی خیام ہی کی ملکیت سمجھ لیا جس کی وجہ سے زمانے کے ساتھ ساتھ اس کی تعداد میں بھی معتد بہ اضافہ ہوتا گیا۔

مثال کے طور پر عبیدزاکانی (متوفی ۷۷۲ ہجری) کو ہی لے لیجیے جسے خیام سے بڑی عقیدت تھی، وہ اس کا نام بڑی عزت سے لیتا ہے اور اس سے حد درجہ متاثر نظر آتا ہے۔ اس کے موجودہ دیوان میں کل رباعیوں کی تعداد ۵۱ رہے (سیر رباعی، ص ۱۰۰) جن میں وہ رباعیاں بھی شامل ہیں جو خیام سے بھی منسوب ہیں مثلاً یہ رباعی:

دنیا نہ مقام گشت و نہ جای نشست
فرزانہ در او خراب و اولیٰ تر مست
بر آتش غم ز بادہ آبی می زن
زان پیش کہ در خاک روی باد بہ دست

الفاظ کی تھوڑی بہت تبدیلی کے ساتھ عبیدزاکانی کے دیوان میں درج ہے باوجود اس کے کہ خیام سے بھی منسوب ہے۔ شاید اس کی وجہ یہ رہی ہو کہ وہ خیام سے حد درجہ متاثر تھا اس لیے اس نے اس کی تقلید میں رباعیاں کہی ہوں اور بعد میں دھیرے دھیرے خیام سے منسوب ہو گئی ہوں۔

یہاں پر اس بات کی وضاحت بھی ضروری ہے کہ خیام سے منسوب تقریباً نصف رباعیاں دوسرے شعرا سے بھی منسوب ہیں اور ان کے دواوین میں بھی ملتی ہیں۔ جیسا کہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے کہ خیام اپنے زمانے میں شاعر کی حیثیت سے چنداں مشہور نہیں تھا لیکن اس کے باوجود اس کی رباعیاں رفتہ رفتہ لوگوں تک منتقل ہوتی گئیں یہاں تک کہ چھٹی صدی ہجری کے اواخر تک اس کی شاعری کی شہرت کا آفتاب نصف النہار پر پہنچ گیا تھا۔

خیام کی شہرت کے بعد دوسرے شعرا نے بھی اس کی تقلید میں اسی طرز پر رباعیاں کہنا شروع کر دیں اور اسی کے بعد اس کی رباعیوں میں خلط ملط شروع ہوا اور فارسی کی تاریخ میں ایک جدید مکتب کی بنیاد پڑی جو بعد میں ”مکتب خیام“ کے نام سے مشہور ہوا۔

بعض افراد کہتے ہیں کہ جیسے فردوسی رزم نگاری میں، سعدی غزل گوئی میں اور انوری قصیدہ نگاری میں اپنا ثانی نہیں رکھتے، خیام بھی رباعی گوئی میں اپنا ثانی نہیں رکھتا، لیکن حقیقت یہ

ہے کہ یہ بزرگ شاعر اس وقت مشہور ہوا جب انگریزی کے ایک باذوق شاعر فیٹز جیرالڈ نے اس کی چند رباعیوں کے معانی و مفہام کو انگریزی شعر کی صورت میں ترجمہ کیا۔ یہ ایک ایسا شاہکار ہے جس سے ہر انگریزی داں محظوظ ہو رہا ہے۔ کچھ نے تو یہاں تک کہہ دیا کہ اس کا انگریزی ترجمہ طرز ادا اور زبان و بیان کے اعتبار سے خیام کی اصل رباعیوں سے بہتر ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ اس نے ان معانی و مفہام کو مغربی مذاق کے مطابق نظم کیا ہے جس سے ان کو حسب خواہش معانی و مفہام کو سمجھنے کا موقع ملا۔

فارسی زبان کی سب سے بڑی مشکل یہ ہے کہ خیام کی رباعیوں کی تشخیص کیسے کی جائے اور جب لوگوں کی توجہ اس کی رباعیات پر مبذول ہوئی تو محققین نے تحقیقات شروع کر دیں اور اس کی شناخت کے کچھ پیمانے وضع کیے لیکن اب تک اس کی اصل رباعیوں کے سلسلے میں یہ قطعی طور پر نہیں کہا جاسکا ہے کہ ان کی تعداد کتنی ہے۔ اور یہ بھی بہت ممکن ہے کہ جیسے دوسروں کی رباعیاں خیام سے منسوب ہو گئی ہیں ویسے ہی خیام کی بہت سی رباعیاں دوسروں سے بھی منسوب ہو گئی ہوں گی، چنانچہ ایک مجموعہ جس کا نام ”اشعار العارفین“ ہے اور یہ نسخہ تہران کے قومی کتب خانہ میں موجود ہے اس رباعی:

چون نیست به هرچه هست جز باد بدست

چون نیست به هرچه نیست نقصان و شکست

پندار کہ هرچه هست در عالم نیست

انگار کہ هرچه نیست در عالم هست

کو صائب کی رباعی قرار دیا گیا ہے جب کہ یہ رباعی ان مجموعوں میں بھی پائی جاتی ہے جو صائب سے قبل مرتب کیے گئے ہیں لہذا اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ جس طرح دوسروں کی رباعیاں خیام سے منسوب ہو گئی ہیں ویسے ہی خیام کی بہت سی رباعیاں اب تک ناشناختہ ہیں اور وہ دوسروں کے دواوین کی زینت بنی ہوئی ہیں جن کی تلاش و جستجو بے حد ضروری ہے۔

رباعیات خیام کے بہت سے خطی نسخے ملتے ہیں، اس کا ایک نسخہ جس پر اس کی تاریخ

کتابت ۷۲۱ ہجری درج ہے اور جو Frede Vich Rosen کے مقدمے کے ساتھ ۱۹۲۵ء میں ڈاکٹر تفتی ارانی کی کوششوں سے برلن میں چھپا ہے اس میں کل ۳۳۰ رباعیاں ہیں۔ لیکن اس کی تاریخ کتابت سے یہ صاف ظاہر ہے کہ یہ نسخہ جعلی ہے اور خود مقدمہ نگار نے بھی اس بات کا اقرار کیا ہے کیوں کہ یہ ایک خوشخط نستعلیق میں لکھا ہوا ہے اور اس کے آخر میں تاریخ کتابت یوں درج ہے ”تمت الرباعیات الخیام ۷۲۱ھ“۔ اس سے یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہو جاتی ہے کہ یہ نسخہ جعلی ہے کیونکہ ۷۲۱ ہجری تک تو خط نستعلیق ایجاد ہی نہیں ہوا تھا (فرہنگ فارسی، ص ۲۱۱۹)، پھر کاتب ان رباعیات کو خط نستعلیق میں کیسے لکھ سکتا ہے جب کہ یہ نسخہ خوشخط نستعلیق میں لکھا ہوا ہے۔

اب تک جو سب سے معتبر نسخہ دریافت ہو سکا ہے وہ نسخہ ہے جو ”مجموعہ اوزلی“ کے نام سے مشہور ہے اور آکسفورڈ کی بوڈلین لائبریری میں موجود ہے جس کا اندراج نمبر ۵۹۵/۲ ہے۔ اس پر تاریخ کتابت ۸۶۵ ہجری درج ہے اور اس میں ۱۵۸ رباعیاں ہیں، بجز تین رباعی کے اس کی ترتیب الفبائی ہے۔ اور اسی کو ’ایڈورڈ ایلن‘ نے ۱۸۹۸ء میں عکسی صورت میں چھاپا تھا۔ اس کے بعد کے بھی لکھے گئے بہت سے قلمی نسخے ملتے ہیں جن میں سے ایک نسخہ تو خود لکھنؤ میں دستیاب ہوا ہے جس کی کتابت کرمان میں ہوئی ہے اور سن کتابت ۸۲۶ ہجری درج ہے۔ اور دوسرا نسخہ لاہور میں دستیاب ہوا ہے جس کی کتابت ۸۶۸ ہجری میں بغداد میں ہوئی ہے، اس میں کل ۱۴۳ رباعیاں ہیں جن میں سے ۱۳۴ رباعیاں اس میں اور ’نسخہ اوزلی‘ میں یکساں ہیں، اس کے علاوہ ۹ رباعیاں مختلف ہیں جن میں سے ۷ دوسرے نسخوں میں پائی جاتی ہیں لیکن ۲ رباعیاں کسی اور نسخے میں دیکھنے کو نہیں ملتیں۔^۲

لیکن نسخہ اوزلی کے بعد جو سب سے معتبر پرانا نسخہ دستیاب ہو سکا ہے وہ جنگی کا مجموعہ ہے جسے ”طربخانہ“ کے عنوان سے یار احمد بن حسین الرشید المعروف بہ تبریزی نے ۸۶۷ ہجری

۱۔ رباعیات عمر خیام، حسین دانش و رضا توفیق، ص ۳۱

۲۔ خیام، سید سلیمان ندوی، ص ۲۳۱

میں مرتب کیا ہے اور ”طربخانہ“ (ط [۹] + ر [۲۰۰] + ب [۲] + خ [۶۰۰] + ا [۱] + ن [۵۰] + ہ [۵] = ۸۶۷ھ) سے اس کی تاریخ نکالی ہے۔ اور اس کے بھی کئی نسخے دستیاب ہیں جن میں خیام سے منسوب رباعیوں کی تعداد ۴۶۰ سے ۵۶۰ تک ملتی ہے۔

ان کے علاوہ رباعیات خیام کے اور بھی بہت سے قلمی اور مطبوعہ نسخے دستیاب ہیں جن کی تعداد سیکڑوں تک پہنچتی ہے جن میں خیام سے منسوب رباعیوں کی تعداد ۱۰۰ سے لے کر ۱۰۰۰ تک ملتی ہے۔ یہاں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ ان نسخوں میں بعض تو اس کی رباعیات کا انتخاب ہیں اس لیے ان سے اس کی رباعیوں کی تعداد کا اندازہ نہیں لگایا جاسکتا ہے۔ اور ان میں سے بعض اس قدر نامعتبر معلوم ہوتے ہیں اور ان میں کتابت کی غلطیاں بھی بہت ہیں اور اکثر جگہوں پر کچھ الفاظ کو چھوڑ کر رباعی مکمل کر دی گئی ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ان کے کاتبین فارسی زبان سے خاطر خواہ واقفیت نہیں رکھتے تھے اس لیے ان سے اس کے املا میں اتنی بے احتیاطی ہو گئی ہے۔ مذکورہ بالا باتوں کو مد نظر رکھتے ہوئے انھیں یہاں یکسر نظر انداز کر دیا گیا ہے کیوں کہ ان سے خیام کی اصل رباعیوں کا اندازہ لگانا جوئے شیر لانے سے کم نہیں ہے۔

قدیم ترین ماخذ جن میں خیام کا ذکر ہوا ہے ان میں سے سنائی (متوفی ۵۳۵ ہجری) سے منسوب وہ خط جو اس نے خیام کو لکھا ہے، عبدالرحمن خازنی (متوفی بعد از ۵۲۵ ہجری) کی ”میزان الحکمة“ (مولف ۵۱۵ ہجری)، زنجشیری کی ”الزجر للصغار“ (مولف ۵۱۶ ہجری)، نظامی عروضی سمرقندی کی ”چہار مقالہ“ (۵۵۱-۵۵۲ ہجری) قابل ذکر ہیں، نظامی عروضی نے تو خود کو اس کا شاگرد اور دوست بتایا ہے لیکن اس نے بھی خیام کا ذکر شاعر کی حیثیت سے نہیں بلکہ نجومی کی حیثیت سے کیا ہے۔ ”سند بادنامہ“ جو ظہیری سمرقندی کی تالیف ہے اور خیام کی وفات سے تقریباً ۴۰ سال بعد ۵۵۶ ہجری یا اس کے ایک آدھ سال بعد لکھی گئی ہے، اس میں خیام سے منسوب ۵ رباعیاں درج ہیں لیکن مولف نے شاعر کی نشاندہی نہیں کی ہے اور اسی نے اپنی دوسری کتاب ”اغراض السياسة فی اغراض الریاسة“ میں سند بادنامہ کی ایک رباعی کی تکرار بھی کی ہے۔

ظہیر الدین ابوالحسن بیہقی (۵۶۵ ہجری) نے ”تاریخ بیہقی“ اور ”تہذیب صوان الحکمة“

(عربی) میں خیام کا ذکر کیا ہے لیکن اس کے شاعر ہونے کی نشاندہی نہیں کی ہے۔ عماد الدین کاتب اصفہانی (متوفی ۵۹۷) نے اپنی کتاب ”خریدۃ القصر“ میں جو ۵۷۲ ہجری میں عربی میں لکھی ہے یعنی یہ کتاب تقریباً خیام کی وفات کے ۵۰ سال بعد لکھی گئی ہے، اس میں خیام کا ذکر شاعر کی حیثیت سے ملتا ہے اور یہ سب سے پرانی کتاب ہے جس میں خیام کا ذکر شاعر کی حیثیت سے ہوا ہے لیکن اس میں بھی صرف اتنا ہی کہا گیا ہے کہ وہ خراسان کے شاعروں میں سے ایک تھا۔

باوجود اس کے کہ قدیم منابع میں اس کا ذکر فقہی، فلسفی، ریاضی داں اور منجم کی حیثیت سے ہوا ہے لیکن کسی بھی قدیم ماخذ میں جو تقریباً ۶۰۰ ہجری تک تصنیف و تالیف ہوئے ہیں یعنی اس کی رباعی گوئی سے لے کر تقریباً ۱۵۰ سال تک کسی بھی ماخذ میں اس کا تذکرہ رباعی گوئی کی حیثیت سے نہیں کیا گیا ہے، اور نہ ہی اس زمانے تک کسی رباعی کی نسبت اس کی طرف دی گئی ہے۔ ان منابع میں جو ۶۰۰ ہجری سے ۶۵۰ ہجری تک تالیف ہوئے ہیں ان میں فقط چار رباعیوں کی خیام کی طرف نسبت دی گئی ہے، اور ان منابع میں جو ۶۵۰ ہجری سے ۷۰۰ ہجری تک تالیف ہوئے ہیں پچھلی چار رباعیوں کو لے کر کل ۱۶ رباعیوں کی خیام کی طرف نسبت دی گئی ہے۔ ان منابع میں جو ۷۰۱ ہجری سے ۷۳۰ ہجری تک تالیف ہوئے ہیں ان میں فقط ۵ رباعیوں کی خیام کی طرف نسبت دی گئی ہے جن کی تعداد پچھلی ۱۶ رباعیوں کو ملا کر صرف ۲۱ تک پہنچتی ہے۔ وہ منابع جو ۷۳۱ ہجری سے ۷۵۰ ہجری تک تالیف ہوئے ہیں ان میں ۷۶ رباعیاں خیام سے منسوب کی گئی ہیں لہذا پچھلی ۲۱ رباعیوں کو شامل کر کے ۷۵۰ ہجری تک خیام سے منسوب رباعیوں کی تعداد ۹۷ تک پہنچ گئی۔

خیام کی رباعیوں کے متعدد نسخوں کے تاریخوار مطالعہ سے اندازہ ہوتا ہے کہ آٹھویں صدی ہجری کے اواخر اور اس کے بعد کے ادوار میں ان کی تعداد میں تیزی سے اضافہ ہوا اور جیسے جیسے زمانہ گزرتا گیا اضافے کا یہ سلسلہ بدستور جاری رہا یہاں تک کہ موجودہ دور میں ان کی تعداد ہزار سے تجاوز کر گئی ہے۔

اب محققین اور قارئین کے لیے ان رباعیوں کی بھیڑ سے خیام کی اصل رباعیوں کی

نشاندہی کرنا ایک بہت بڑا مسئلہ بن گیا ہے۔ محققین نے اس کے لیے کچھ اصول و ضوابط وضع کیے ہیں جن کو مد نظر رکھتے ہوئے خیام کی رباعیوں کی نشاندہی کرتے ہیں۔ بعض محققین نے یہ طریقہ کار اپنایا ہے کہ انھوں نے شعرا کے دواوین کا بغور مطالعہ کیا اور جو رباعیاں دوسرے شعرا کے دواوین میں درج ہیں اور خیام سے بھی منسوب ہیں تو انھیں خیام کے بجائے انھیں شعرا کی ملکیت گردانا ہے۔ لیکن اگر اس طریقہ کار کا بخوبی جائزہ لیا جائے تو اس کی خامیاں روز روشن کی طرح واضح ہو جاتی ہیں۔ کیونکہ اس سے بہت سی ایسی رباعیاں جو خیام کی ہوں گی اور غلطی سے کسی کاتب نے انھیں کسی دوسرے شاعر کے دیوان میں درج کر دیا ہو تو وہ خیام کی ہوتے ہوئے بھی دوسرے شعرا کی ملکیت ٹھہریں گی، اس لیے کہ کاتب عہد بھی ایسا کر سکتا ہے چہ جائیکہ سہو کیا ہو۔ اس لیے اس طریقہ کار کو معیار قرار دینا از روئے عقل درست نہیں ہے بلکہ ایسی رباعیوں کو آوارہ گرد قرار دینا زیادہ مناسب معلوم ہوتا ہے۔ محققین پر یہ بات واضح ہے کہ جس طرح ممکن ہے کہ دوسروں کی رباعیاں خیام سے منسوب ہو گئی ہوں ویسے ہی یہ بھی ممکن ہے کہ خیام کی بہت سی رباعیاں دوسروں سے منسوب ہو گئی ہوں اس لیے یہ طریقہ کار درست نہیں ہو سکتا، جب کہ بڑے بڑے محققین جیسے عبدالباقی گولپینار اور مرحوم جلال ہمامی وغیرہ نے 'طربخانہ' کی تعلیقات اور مقدمے میں اسی روش کو اختیار کیا ہے اور رباعیوں کی ایک بڑی تعداد کو دوسرے شعرا کی ملکیت گردانا ہے۔

بعض افراد از جملہ Arthur Christensen نے ان تمام رباعیوں کو جن میں خیام تخلص آیا ہے، خیام کی شمار کیا ہے اور جن میں تخلص نہیں آیا ہے اسے خیام کی ملکیت نہیں تسلیم کیا ہے۔ لیکن ادب کے ایک ادنا طالب علم کو بھی یہ بات معلوم ہے کہ رباعی کا قالب اجازت نہیں دیتا کہ اس میں شاعر اپنا تخلص پیش کرے۔ اس کے ہر لفظ میں معانی کا انبار ہونا چاہیے اور چار مصرعوں میں معانی کا ایک دریا سمودینا اسی وقت ممکن ہے جب ہر لفظ پورا پورا معنا دے۔ اب اگر ایسی صورت میں شاعر تخلص استعمال کرے گا تو اس کی معنویت ضرور متاثر ہوگی، اسی لیے اکثر شعرا رباعی میں اپنا تخلص استعمال نہیں کرتے، یہی صورت حال خیام کی بھی ہے۔ دوسری بات یہ بھی ہے کہ کیا ممکن نہیں ہے کہ خیام کی جگہ دوسرے شعرا نے اس کی

رباعیوں کی مقبولیت کو دیکھتے ہوئے اپنا تخلص استعمال کر لیا ہو اور یہ تو ایک معمولی بات ہے اور خاص طور سے اس زمانے میں جب پریس وغیرہ نہ تھے اور تمام چیزیں کاتب کی صواب دید پر منحصر تھیں۔

میرا تو یہ بھی خیال ہے کہ وہ تمام رباعیاں جن میں خیام کا تخلص استعمال کیا گیا ہے وہ خیام کی نہیں ہیں اور بہت ممکن ہے کہ کسی نے اپنے عیوب چھپانے کے لیے انھیں خیام کے نام سے مشہور کر دیا ہو یا ان میں خیام تخلص استعمال کر لیا ہو تا کہ دوسرے افراد ان میں کمیاں اور خامیاں نہ نکالیں اور بے چوں و چرا اسے قبول کر لیں۔ جب کہ حقیقت یہ ہے کہ تقریباً آٹھ دس رباعیاں ایسی ہیں جن میں لفظ خیام استعمال کیا گیا ہے لیکن الفاظ و عبارات اور مضامین سے بخوبی اندازہ ہو جاتا ہے کہ یہ تمام رباعیاں حکیم عمر خیام کی ہرگز نہیں ہو سکتیں، جب کہ وہ رباعیاں اسی کی سمجھی جاتی رہی ہیں۔

ایک بات یہاں پر یہ بھی عرض کرتا چلوں کہ اس سے منسوب وہ تمام رباعیاں جو متحد المضمون اور متحد القافیہ ہیں وہ کسی بھی صورت میں خیام کی نہیں ہو سکتیں کیوں کہ اس کا پیشہ شاعری نہیں تھا اور نہ ہی وہ لوگوں سے داد و تحسین حاصل کرنے کی غرض سے رباعی کہتا تھا اس لیے اس نے جو کچھ بھی کہا ہوگا انتخاب ہی ہوگا اور علم و حکمت سے خالی نہیں ہوگا۔

رباعیات خیام کی فکری اور فنی خوبیاں

اس میں کوئی شک نہیں کہ فن رباعی گوئی کا تاریخی تناظر جتنا دلچسپ ہے اس کا فن اتنا ہی مشکل اور پیچیدہ ہے، کیونکہ رباعی کا فن اوزان و بحر کی پیچیدگیوں، معنوی در و بست، صوتی کیفیت اور مصرعوں میں معنوی و صوری ارتباط و اختلاط کے ساتھ زبان و بیان کی سادگی کا متقاضی ہے۔ جنھیں برتنا ایک رباعی گو کے لیے بہت مشکل کام ہے اور اس میں بڑے بڑے شعرا سے تسامح ہو جاتا ہے۔ فن رباعی کے اصول کی روشنی میں اگر خیام کی اصل رباعیوں کا تجزیاتی مطالعہ کیا

جائے تو رباعی گوئیوں کی فہرست میں اس کا نام سنہرے حروف سے لکھے جانے کا مستحق قرار پائے گا، کیونکہ اس نے اس زمانے میں فن رباعی کے رموز و عروض کو اتنی کامیابی سے برتا جس کی مثال اب تک پیدا نہیں ہو سکی ہے، اس لیے دعوے کے ساتھ کہا جاسکتا ہے کہ رباعی گوئی کے حوالے سے اب تک اس کا کوئی ثانی پیدا نہ ہو سکا۔

خیام جس درجہ فلسفہ، طب، نجوم، ریاضی، موسیقی، فقہ اور تفسیر میں مہارت رکھتا تھا اسی طرح اسے شعر و شاعری سے بھی خصوصی دلچسپی اور فطری مناسبت تھی۔ وہ اپنے خالی اوقات کو اس فن لطیف میں صرف کرتا اور نئے نئے معانی و مفہام اور نئے نئے گوشے تلاش کرتا، اس طرح اس نے اس صنف سخن میں فکر و خیال کے جواہرات بکھیر دیے ہیں اور یہ بات یقین کے ساتھ کہی جاسکتی ہے کہ جہاں کہیں بھی رباعی کا ذکر ہو اور خیام کا تذکرہ نہ ہو تو وہ بحث نامکمل رہے گی۔

وہ عالم و فاضل ہونے کے باوجود الہانہ ذوق اور شاعرانہ طبیعت کا بھی مالک تھا اور جب اپنی علمی مشغولیات سے فراغت حاصل کر لیتا تھا تو اشعار بھی کہا کرتا تھا اور اکثر صاحبان علم کی طرح جو مضامین و معانی اس کے ذہن میں آتے تھے اسے رباعی کی صورت میں قلمبند کر دیتا تھا۔ اس کی رباعیاں تصنع اور بناوٹ سے بالکل منزہ اور پاک ہیں۔ وہ ان شعرا کے مثل نہیں تھا جن کا پیشہ شاعری ہو یہی وجہ ہے کہ وہ اپنی رباعیات میں کبھی کوئی مصنوعی جذبہ نہیں پیدا کرتا بلکہ اس کا انداز بالکل نیچرل اور فطری ہے۔

خیام کی نظر میں شاعری کے لیے جذبات کی شدت کے باوجود تفکر و تدبیر اور دیدہ وری کی بھی ضرورت ہے، ایسی دیدہ وری جو کائنات کے ہر ذرے کی حقیقت تک پہنچ سکے، اس کی رباعیات کا موضوع ساری کائنات ہے۔ لیکن فطرت کے حسین مناظر اور گل بوٹوں کی جلوہ آرائیوں سے محظوظ ہونا اور دوسروں کو اس سے استفادہ کی دعوت دینا اس کی رباعیوں کا خاص موضوع ہے۔ وہ لفظ و معنا کے باہمی ربط کی اہمیت سے بخوبی واقف تھا، اس کی رباعیات میں اعلا جذبات کی ترجمانی ملتی ہے، اس میں ایسے ذہن کی عکاسی ملتی ہے جو پس پردہ رازوں کی حقیقت تک رسائی کا متلاشی ہے۔ ان افکار کی ترسیل میں اس کے یہاں کسی تکلف یا تصنع کا شائبہ بھی نظر نہیں آتا۔

چونکہ شاعر کا شعر اس کی شخصیت کا آئینہ دار ہوتا ہے اور یہ بھی بدیہی ہے کہ شاعر بھی ہم ہی جیسا ہوتا ہے، اسی معاشرے میں زندگی گزارتا ہے اس لیے اس کا گرد و پیش کے اثرات سے متاثر ہونا ایک لازمی امر ہے لیکن یہ بھی روشن ہے کہ گرد و پیش کے اثرات سے متاثر ہونے کے باوجود اس سے بلند تر ہو کر شعر کہنا صرف ان چند ہستیوں کا خاصہ ہے جن کا شمار قومی شاعروں سے ہٹ کر آفاقی شعرا میں ہوتا ہے۔ خیام بھی ان چند آفاقی شعرا میں سے ہے جنہوں نے اپنی قوت مشاہدہ سے دنیا کو بہت قریب سے دیکھا اور انھیں دنیا کی ہر چیز منفرد نظر آئی۔

وہ حقائق پر گہری نظر ڈالتا تھا اور اپنے خاص دل و دماغ اور مخصوص ذہن و ذکا، فہم و فراست اور عقل و دانش کی مدد سے دنیا کی حقیقت تک پہنچنا چاہتا تھا۔ اس کا ماننا تھا کہ کائنات کے اسرار و رموز انسانوں پر منکشف نہیں ہوتے اور اس کائنات کی تمام موجودات غیب کی غمازی کرتی ہیں اس لیے حقیقت مطلق کا ادراک ممکن نہیں ہے۔ گل و بلبل کی اصل، فریب اور دھوکا ہے۔ اگرچہ شاعر اس سے محظوظ ہوتا ہے لیکن تلاش و جستجو کے باوجود حقیقت تک پہنچنے سے قاصر رہتا ہے۔ اس طرح اس کی رباعیوں میں ایسے ذہن کی کارفرمائی نظر آتی ہے جو زندگی اور کائنات کے اسرار و رموز کی حقیقت تک پہنچنے کا متلاشی ہے۔ وہ کائنات کے حسن سے آنکھیں چار کرتا ہے اور اس سے لمحہ بھر خوشی حاصل کر لینے کی کوشش کرتا ہے پھر بھی اسے زندگی کی تلخیوں اور ناخوشگوار حالات سے دوچار ہونا پڑتا ہے۔ اس کے نزدیک لمحہ بھر خوشی پالینا ہی زندگی کا ماحصل ہے۔

اسے اس بات کا بخوبی اندازہ تھا کہ دنیا کی بہار چند روزہ ہے اس لیے جس قدر ممکن ہو اس سے استفادہ کر لیا جائے کیونکہ عنقریب بادخزاں کے جھونکے اس چمن کی شادابی کو پایمال کر دیں گے۔ یہی وجہ ہے کہ اس نے زندگی کے ایک ایک لمحے کو غنیمت شمار کیا اور لوگوں کو اس سے بھرپور استفادے کی دعوت دی۔

وہ آج کے عیش و عشرت کو اندیشہ فردا پر قربان نہیں کرنا چاہتا، اس کا کہنا ہے کہ اگر آج زندگی میں لطف اور مزہ ہے تو اس سے جتنا ممکن ہے استفادہ کر لیا جائے کیونکہ شاید بعد میں یہ دن میسر نہ ہو سکیں اور چند لمحوں میں زمانہ ہم سے یہ خوشیاں چھین لے اس لیے وہ آج کی خوشی کو غم فردا پر شمار کرنے کو عقلمندی نہیں سمجھتا۔

تمام بڑے شعرا کے دواوین کے مطالعے سے یہ بات روشن ہو جاتی ہے کہ وہ بھی خیام کے اس فلسفے سے متفق نظر آتے ہیں اور ان کی شاعری کا ایک بڑا حصہ اسی موضوع سے مخصوص ہے لیکن خیام نے اس موضوع پر بہت لکھا ہے اور اسے اپنے تخیل کی بلندی اور طرز ادا کی انفرادیت کی وجہ سے معراج کمال تک پہنچا دیا ہے اور جس قدر اس موضوع کا اعادہ کیا ہے اس میں فرسودگی کے بجائے اس کا حسن دوبالا ہو گیا ہے۔

وہ حکمت و فلسفہ میں بھی اکثر تنگ نظروں کی طرح کم ظرف اور کم ہمت نہیں تھا کہ امور دنیا کے حقائق اور اس کے سر بستہ رازوں کی نقاب کشی میں فلاسفہ کی آرا سے قانع اور راضی ہو جائے بلکہ حکما اور دانشمندوں کی طرح ان کے حقائق دریافت کرنے کے درپے تھا۔ درحقیقت علم و حکمت اور فلسفہ کی بنیاد اسی مشکل کو حل کرنے میں ہے، جو واقعی عقلمند اور صاحب بصیرت ہوتے ہیں وہ کسب علم و دانش، غور و فکر اور مطالعے کے بعد اس نتیجے پر پہنچتے ہیں کہ ان کے ہاتھ کچھ بھی نہ آسکا اور یہ معمہ معمہ ہی رہا، اس کی گرہیں وائے ہو سکیں، اور اسی کو فلسفہ لا ادری سے تعبیر کیا جاتا ہے، وہ کہتا ہے:

تا بود دلم ز علم محروم نشد کم بود ز اسرار کہ مفہوم نشد
اکنون کہ ہمی بنگرم از روی خرد معلوم شد کہ ہیچ معلوم نشد
(جب تک میرا دل تھا علم سے محروم نہ ہوا اور بہت کم راز تھے جو معلوم نہ ہوئے، اب جبکہ عقل کی رو سے دیکھتا ہوں تو مجھے معلوم ہوا کہ کچھ بھی معلوم نہ ہوا)۔

یعنی بڑے بڑے فلاسفہ نے اپنی پوری زندگی درس و تدریس اور علمی مباحث میں گزاری جب وہ علم کی بلندیوں پر پہنچ گئے تو یہی کہتے نظر آئے کہ ابھی میں کچھ بھی نہیں جانتا۔ خیام بھی تمام علوم عقلیہ اور نقلیہ کے مطالعے کے بعد اس نتیجے پر پہنچا کہ دنیا کے راز اب تک ہم پر عیاں نہیں ہوئے، اب تک یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ دنیا کی حقیقت کیا ہے؟ ہم کس لیے دنیا میں آئے ہیں؟ اور کہاں جا رہے ہیں؟ اگر زندگی اصل اور حقیقت ہے تو ہمیں موت کیوں آتی ہے؟ اور اگر زندگی حقیقت نہیں ہے تو حوادث زمانہ، ہمیں دنیا و مافیہا میں کیوں مشغول رکھتے ہیں؟ اور ہم ان کے ہاتھوں کھلونا کیوں بنے ہوئے ہیں؟ یہ مضامین رباعیات خیام میں مختلف انداز میں دیکھنے کو ملتے ہیں۔ درحقیقت یہ ایک ایسا نالہ ہے جو صرف خیام ہی کا خاصہ نہیں ہے بلکہ تمام حکما اور عقلا نے اس پر ماتم کیا ہے۔

رباعیات خیام کے مطالعے سے اندازہ ہوتا ہے کہ وہ دنیاوی امور میں جبر کا قائل ہے۔ مسئلہ جبر و اختیار ایک ایسا عقدہ ہے جو آج تک وانہ ہوسکا، ایک جماعت ایسی ہے جو انسان کو مجبور محض قرار دیتی ہے تو دوسری جماعت اس کی آزادی اور خود مختاری کی قائل ہے۔ خیام بھی انسان کو مجبور محض مانتا ہے، اس کا خیال ہے کہ انسان حوادثِ زمانہ کے ہاتھوں بازیچہ بنا ہوا ہے اور اس سے جو امور بھی سرزد ہوتے ہیں ان میں سے اکثر اس کی مرضی کے خلاف ہوتے ہیں، یہاں تک کہ ہمارا دنیا میں آنا اور دنیا سے جانا بھی ہمارے اختیار سے باہر ہے۔ فلسفہ جبر و اختیار ایک ایسا فلسفہ ہے جو بہت ہی نازک اور دقیق ہے۔ بڑے سے بڑا عالم، فلسفی اور دانائے راز بھی جب اس مسئلے میں غور و فکر کرتا ہے تو الجھتا چلا جاتا ہے کیونکہ ہر صاحبِ عقل اس بات سے واقف ہے کہ دنیا کے اکثر امور انسانوں کی قدرت و اختیار سے باہر ہیں یہاں تک کہ بعض اوقات تو ایسے مواقع پیش آتے ہیں کہ اس کا کھانا پینا، اٹھنا بیٹھنا بھی اس کی قدرت و اختیار میں نہیں رہ جاتا۔ اس قسم کے جبریہ مضامین اس کی رباعیات میں بکثرت پائے جاتے ہیں ایک جگہ وہ کہتا ہے:

ایزد چو نخواست آنچه من خواسته ام کی گردد راست آنچه من خواسته ام
گر جملہ صوابست آنچه او خواسته است پس جملہ خطاست آنچه من خواسته ام
(جو میں نے چاہا جب وہ خدا نہیں چاہتا تو جو میں نے چاہا کیسے صحیح ہو سکتا ہے۔ اگر تمام چیزیں جو وہ چاہتا ہے درست ہیں تو جو کچھ میں نے چاہا وہ سراسر خطا ہے)۔
اپنی ایک رباعی میں ایک جگہ اور کہتا ہے:

یزدان چو گلی وجود ما را آراست دانست ز فعلی ما چہ بر خواہد خواست
بی حکمش نیست ہر گناہی کہ مراست پس سوختن قیامت از بہر چہ خواست
(خدا نے جب ہمارے وجود کا نمیر تیار کیا تو وہ جانتا تھا کہ ہم سے کیا اعمال سرزد ہوں گے۔ مجھ سے جو بھی گناہ سرزد ہوتا ہے اس کی مرضی کے خلاف نہیں ہے، پھر قیامت (کے دن) کا جلنا کس وجہ سے ہے)۔

اس کا خیال ہے کہ انسان اس دنیا میں ایک معین مدت کے لیے آتا ہے اور پھر رابی عدم ہو جاتا ہے۔ وہ پہلے بھی عدم تھا پھر خدا نے اپنی مرضی کے مطابق وجود بخشا اور اپنی مرضی ہی سے

اسے دنیا سے اٹھایا، یہ ایک سلسلہ ہے جو نہ جانے کب سے شروع ہوا ہے اور کب تک جاری رہے گا۔ اس کا فلسفہ جبر بھی فلسفہ لاادری کی بازگشت معلوم ہوتا ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ اپنے اس فلسفے کے ذریعہ تمام انسانوں کو یہ تعلیم دینا چاہتا ہے کہ انسان کو راضی بہ رضار ہونا چاہیے، جو کچھ بھی اس کی قسمت کی لکیروں میں لکھا جا چکا ہے اسے خوشی خوشی قبول کر لینا چاہیے اور ہر حال میں شکر خداوندی بجالانا چاہیے۔ وہ کہتا ہے:

بر لو ح نشان بود نی ہا بو دست پیوستہ قلم ز نیک و بد آسو داست
اندر تقدیر آنچه بایست بداد غم خوردن و کوشیدن ما بیہود است
(جو کچھ بھی ہونے والا ہے وہ لوح محفوظ پر تحریر کیا جا چکا ہے اور ہمیشہ کے لیے تقدیر کا قلم نیکی اور بدی لکھنے سے آرام پا گیا ہے، ہماری قسمت میں جو کچھ بھی ہونا چاہیے تھا اس نے دے دیا لہذا ہمارا غم کھانا اور کوشش کرنا بے فائدہ ہے)۔

جو لوگ خیام کی رباعیات کو اس کے کافر اور زندیق ہونے کی دلیل قرار دیتے ہیں شاید اس بات سے غافل ہیں کہ یہ تلاش اور جستجوئے حقیقت دین و ایمان کے منافی نہیں ہے کیونکہ اگر کوئی شخص قلبی ایمان یا فلسفیانہ دلیلوں کے ذریعہ وجود صانع پر برہان قائم کرے اور اپنی تمام تر شرعی ذمہ داریوں کو بجالائے پھر کہے کہ مجھے صنعت خدا کے سمجھنے میں شناسائی حاصل نہ ہو سکی اور صنعت خدا کی حکمتوں کو سمجھنا انسان کی قوت فہم و ادراک سے باہر ہے تو تعجب نہیں ہے بلکہ تعجب تو اس وقت ہوگا جب کوئی حقیقت کا قائل ہی نہ ہو اور دنیا کو ہرج و مرج اور تمام امور دنیا کو تصادفی اور اتفاقی تصور کرتا ہو اور کسی بھی شے کی حقیقت جاننے کی فکر میں نہیں رہتا۔

جو افراد خیام کو امور دنیا میں حیرانی اور پریشانی ظاہر کرنے کی وجہ سے سرزنش کرتے ہیں وہ اس امر کی طرف ملاحظت نہیں ہیں کہ اول تو وہ خود اپنی خدا داد ذہنی صلاحیتوں کو بروئے کار نہیں لاتے اور دوسرے یہ کہ جو حقیقت تک پہنچنے کی کوشش کرتا ہے اس کی سرزنش کرتے ہیں اور پھر اعتراض کر بیٹھتے ہیں کہ اگر بیان بھی کیا ہے تو کیوں اس انداز میں بیان کیا ہے۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ لُحْن شعر ہے جو لُحْن فقہ و تفسیر سے الگ ہے۔ ع۔ ہر سخن جابی و ہر نکتہ مکانی دارد۔

اور یہی ان افراد کا بھی جواب ہے جو رباعیات خیام کے مطالعے سے یہ استنباط کرتے

ہیں کہ وہ شرابی تھا۔ درحقیقت وہ اس بات سے غافل ہیں کہ شاعری میں سے و معشوق مجاز اور استعارے کی رو سے استعمال ہوتا ہے۔ زبان شعر میں غالباً شراب کے معنی حقیقت تک رسائی کا وسیلہ اور معشوق سے مراد حقیقت و معرفت ہے۔ جب خیام کہتا ہے کہ اس ایک لمحے کو غنیمت جان، شراب پی کیونکہ زندگی کا کوئی اعتبار نہیں ہے تو اس سے اس کی مراد یہ ہے کہ وقت کی قدر و قیمت پہچانو، اسے بیکار کے کاموں میں صرف نہ کرو بلکہ ہر لمحہ حقیقت کی تلاش میں مستغرق رہو اور دنیا کی آلودگیوں سے اپنا دامن داغدار نہ کرو۔

خیام نے اپنی رباعیوں میں تنگ نظر عابدوں اور زاہدوں کو آڑے ہاتھوں لیا ہے کہ وہ صرف ظاہری نکتے کو دیکھتے ہیں اور ہزاروں ایسے نکات سے غافل رہتے ہیں جن کی وجہ سے وہ کبر و نخوت میں مبتلا رہتے ہیں۔ مذکورہ بالا باتوں سے میرا مقصد خیام کا دفاع نہیں ہے کیونکہ اس کا علم و فضل خود اس کا دفاع کرنے کے لیے کافی ہے بلکہ غرض یہ ہے کہ عوام اور نوآموز طلبہ خیام اور حافظ کے اشعار سے سوء استفادہ نہ کریں اور یہ نہ خیال کریں کہ یہ بزرگ ہستیاں ہمیں شراب نوشی اور فسق و فجور کی دعوت دیتی ہیں بلکہ معاملہ اس کے برعکس ہے، اور ہماری دلیل وہ علما و فضلا ہیں جو اس کا نام بڑے احترام سے لیتے ہیں اور اسے حجتہ الحق اور لسان الغیب کے لقب سے پکارتے ہیں۔

یہ وہ حقیقت ہے جس سے حکما اور فلاسفہ رو برو ہوتے ہیں کیوں کہ بعض فقہا متظاہر اور ریاکاری کی وجہ سے کسی ایک برائی کو ترک کر دیتے ہیں، اس وجہ سے نہیں کہ وہ شرعاً حرام ہے بلکہ اس وجہ سے کہ اس سے ان کا مادی اور دنیاوی مفاد وابستہ ہے جیسے شراب پینا جو اکیلنا وغیرہ، لیکن اس سے بدتر چیزوں میں مبتلا رہتے ہیں کیوں کہ اس سے بھی ان کی دنیاوی منفعت وابستہ ہے جیسے جھوٹ بولنا، ظلم کرنا، رشوت لینا، مال حرام کھانا وغیرہ۔ ایسے امور میں شعرا نے شراب پینے کی تشویق و ترغیب کی ہے تو درحقیقت یہ شراب خمر کی تشویق نہیں ہے بلکہ ان ظاہر پرستوں کو اس نکتہ پر متوجہ کرنا مقصود ہے کہ گناہ صرف شراب پینے میں ہی منحصر نہیں ہے بلکہ مذکورہ امور تو اس سے بھی بدتر ہیں جن میں یہ ظاہر میں افراد مبتلا رہتے ہیں اور اسے گناہ بھی نہیں سمجھتے۔ ایک جگہ وہ کہتا ہے:

گر می نخوری طعنہ مزین مستان را گر دست دھد توبہ کنم یزدان را

تو فخر بدین کنی کہ من می نخورم صد کار کنی کہ می غلام است آن را
(اگر تو شراب نہیں پیتا تو شرابیوں کو طعنہ نہ دے، خدا نے توفیق دی تو میں اس کی بارگاہ
میں توبہ کر لوں گا تو اس بات پر فخر کرتا ہے کہ میں شراب نہیں پیتا لیکن سیکڑوں ایسے کام کرتا ہے جو
شراب سے بدتر ہیں)۔

اپنی ایک اور رباعی میں اسی مضمون کو یوں بیان کرتا ہے:

آن قوم کہ سجاده پرست اند خراند زیرا کہ بہ زیر بار سالوس دراند
وین از ہمہ طرفہ تر کہ در پر دہ زهد اسلام فروشند و ز کافر بتر اند
(جو لوگ سجادہ پرست ہیں وہ بے وقوف ہیں کیونکہ وہ ریا کاری کے بار تلے دبے
ہوئے ہیں، اور یہ اس سے بھی زیادہ تعجب کی بات ہے کہ پارسائی کے لباس میں اسلام بیچتے
ہیں اور کافر سے بدتر ہیں)۔

اس طرح اس نے اپنی بہت سی رباعیوں میں ریاکار زاہدوں، عابدوں، واعظوں اور
مذہبی پیشواؤں کو طنز کا نشانہ بنایا ہے تاکہ وہ دوسروں پر لعن طعن کرنے سے قبل اپنے گریباں میں
جھانک لیں اور ظاہر پرستی، ریا کاری اور اپنی کرتوت سے باز آ جائیں جن کی شریعت نے ہرگز
اجازت نہیں دی ہے۔

ہر چند اس کی رباعیوں میں شراب و شباب اور جام و پیمانے کا ذکر ملتا ہے لیکن بغیر تحقیق
کے اسے شرابی قرار دینا سراسر نا انصافی ہوگی کیونکہ یہ تو شعر کا انداز فکر ہے۔ شعرا نے جام و شراب،
گل و بلبل، شمع و پروانہ جیسی اصطلاحات کو بطور علامت استعمال کیا ہے جس کا اصل مقصد معشوق حقیقی
تک رسائی اور اس کا وصال ہے اور یہ کوئی نئی بات نہیں ہے بلکہ یہ تو شرقی شاعری کی روایت رہی ہے
مرزا غالب نے تو یہاں تک کہہ دیا:

ہر چند ہو مشاہدہ حق کی گفتگو بنتی نہیں ہے باد و ساغر کہے بغیر

اس میں شک نہیں کہ اس کی رباعیوں میں شراب کا ذکر مختلف پیرائے میں ملتا ہے اور
ظاہراً اس نے شراب پر دنیا کی تمام نعمتیں تج دی ہیں لیکن تھوڑے سے غور و خوض کے بعد بخوبی
معلوم ہو جاتا ہے کہ اس کی شراب، شراب معرفت ہے جو معشوق حقیقی تک پہنچنے کا وسیلہ ہے۔ وہ

اکثر اسی سے مخمور، دنیا و مافیہا سے بے خبر رہتا ہے جس کی وجہ سے خام خیال افراد اسے مست بادہ سمجھتے ہیں۔ دراصل وہ ایک کامل انسان تھا، اس کا خیال تھا کہ جس طرح قطرہ دریا سے الگ ہو جائے تو اس کا وجود مٹ جاتا ہے اور جب ٹھانٹیں مارتے ہوئے سمندر سے مل جائے تو اسے بقائے دوام حاصل ہو جاتی ہے اسی طرح جب انسان اپنے اصل مرکز اور حقیقت سے الگ ہو جائے تو اس کا وجود فنا ہو جاتا ہے لیکن اگر وہ اپنی اصل حقیقت سے مل جائے تو اسے بقائے دوام مل جاتی ہے اور اسی جذبہ کو فنا فی المعشوق سے تعبیر کیا گیا ہے۔

بعض افراد قائل ہیں کہ وہ عقیدہ تناخ رکھتا تھا لیکن نہ معلوم ان کا ماخذ کیا ہے اور اگر تسلیم بھی کر لیا جائے تو وہ کیوں اپنی رباعیوں میں بار بار افسوس کا اظہار کرتا ہے کہ ہم سفر عدم کو جاتے تو ہیں لیکن کوئی واپس نہیں آتا اور وہ اس قدر موت سے کیوں متاثر ہے؟۔ ان امور میں اس کا یہ افسوس خود اس بات کی دلیل ہے کہ وہ تناخ کا قائل نہیں تھا۔ وہ اپنی ایک رباعی میں کہتا ہے:

ای کاش کہ جای آر میدن بودی یا این رہ دور را رسیدن بودی
کاش از پی صد ہزار سال از دلِ خاک چون سبزہ اُمید بر دمیدن بودی
(کاش! دنیا آرام کرنے کی جگہ ہوتی یا اس طویل راستے کی کوئی منزل ہوتی، کاش ہزاروں سال بعد مٹی سے سبزہ کی طرح دوبارہ اُگنے کی امید ہوتی)۔

وہ اپنی رباعیوں میں قناعت، توکل اور استغنا پر حد درجہ زور دیتا ہے۔ اسے یقین کامل ہے کہ خدا رحمان و رحیم ہے، اس کی رحمت عام ہے اور یہ اسی کا نتیجہ ہے کہ اکثر افراد اقتصادی اور معاشی بحران کا شکار ہوتے ہیں لیکن انھیں بھی خدا کہیں نہ کہیں سے رزق فراہم کرتا ہے اس لیے وہ اپنی رباعیات میں لوگوں کو خدا پر توکل کرنے اور قناعت پیشہ بننے کی دعوت دیتا ہے۔

وہ اپنی رباعیوں میں صنعتوں کا استعمال نہیں کرتا لیکن اگر کبھی ضرورت محسوس ہوتی ہے تو وہ اپنی بات میں وزن پیدا کرنے کی غرض سے صنایع و بدائع کا بھی سہارا لیتا ہے، دراصل وہ نکاتِ وجود اور دقائقِ ہستی کو سمجھنا چاہتا ہے، سبزہ دیکھتا ہے تو فوراً متوجہ ہو جاتا ہے کہ یہ خاک سے اُگا ہے اور آج جو خاک ہے کل وہ لوگوں کے اعضا و جوارح تھے۔ ویران قلعوں اور کھنڈروں کو دیکھتا ہے تو سوچتا ہے کہ کل اسی محل میں بادشاہ رہا کرتے تھے لیکن آج وحوش و طیور کی آماجگاہ بن

چکا ہے۔

خیام کا ذوق بڑا لطیف اور قوت مشاہدہ بہت تیز تھی۔ اگرچہ وہ شاعری کا قصد نہیں رکھتا تھا لیکن حسین و جمیل مناظر قدرت مثلاً پھول، سبزہ، صبح و شام کی کیفیت اور ابرو نیساں وغیرہ کو دیکھتا تھا تو وجد میں آجاتا تھا اور اس کی موزوں طبیعت سرشار ہو جاتی تھی اور تفریح طبع کے لیے کچھ رباعیاں بھی کہہ دیتا تھا۔ اگر غور کیا جائے تو بڑی آسانی سے معلوم ہو جاتا ہے کہ اس کی شاعری کا دار و مدار دو تین موضوع سے زیادہ پر نہیں ہے اور وہ موت کی یاد آوری، زندگی کی ناپائیداری اور زمانے کی بے اعتباری ہے۔ وہ انسان کی خلقت اور سرنوشہ کی حکمت تلاش کرتا ہے، زندگی کی ناپائیداری اور زمانے کے حالات سے متاثر اور جوانوں، نازنینوں کی موت سے غمگین ہوتا ہے۔ فطرت کی زیبائی اور طراوٹ کو محسوس کرتا ہے اور اس سے بہرہ مند ہوتا ہے لیکن اس بات کو فراموش نہیں کرتا کہ اس تمتع میں دوام و بقا نہیں ہے اس لیے عمر کو غنیمت سمجھنا چاہیے کیونکہ مرنے کے بعد دوبارہ دنیا میں نہیں آتا ہے۔ خوش رہنا چاہیے اور دوسروں کو بھی خوشی سے زندگی گزارنے دینا چاہیے، لالچ اور حرص نہیں کرنا چاہیے، ضرورت سے زیادہ طلب نہیں کرنا چاہیے، عزت نفس کو ہاتھ سے نہیں جانے دینا چاہیے۔ غرض وہ اپنی رباعیوں میں نہ صریحاً وعظ کرتا ہے نہ مناجات، نہ تضرع اور زاری کرتا ہے نہ عرفانی باتیں، بلکہ دنیا کے سربستہ رازوں کی گرہ کشائی میں غرق ہے۔

البتہ یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ یہ تفکرات و تخیلات صرف خیام ہی سے مخصوص نہیں ہیں بلکہ بہت سے شعرا نے ان مضامین کو اپنے اپنے انداز میں بیان کیا ہے چاہے وہ فارسی زبان رہے ہوں یا نہ رہے ہوں۔ خیام کی خصوصیت صرف اور صرف اس کا انداز بیان ہے بلکہ اس نے اپنے پیشروں کے افکار و خیالات سے بھی استفادہ کیا ہے، ابوعلیامعری (۳۶۳-۴۴۹ ہجری) جو عربی زبان کا ایک بڑا شاعر ہے اور اس کا زمانہ خیام سے قبل کا زمانہ ہے، خیام کی شاعری اس کی شاعری سے بہت قریب نظر آتی ہے۔

خیام کی رباعیاں وقتی حالات، تاثرات اور عصری حقائق کی ترجمان ہونے کے ساتھ لطف اندوزی اور اثر آفرینی کا بہترین شعری مرقع ہیں جو پڑھنے والے پر دیر پا اثر چھوڑتی ہیں، انھیں بار بار پڑھنے سے بھی ان کا حسن اور اثر آفرینی برقرار رہتی ہے۔ کبھی کبھی تو ان کے

مطالعہ سے دل و دماغ کو ایک ایسی فرحت و انبساط کا احساس ہوتا ہے جسے لفظوں میں بیان نہیں کیا جاسکتا اور یہی اس کی رباعیوں کی بنیادی خصوصیت ہے۔ ان میں اس کی اخلاقی تعلیم، عجز و انکساری اور مزاج کی بھرپور عکاسی ملتی ہے۔

اس کی رباعیاں نہایت سادہ، سلیس اور رواں ہیں، تصنع و تکلف نام کو بھی نہیں ہے، دقیق شاعرانہ تخیلات سے عاری ہیں۔ لیکن اس کے باوجود بہت فصیح و بلیغ اور موجز و استوار ہیں، ان کے ایک ایک لفظ سے کئی معنی پیدا ہوتے ہیں جس کی کمی بیشی یا الٹ پھیر معانی و مفہیم میں نقص پیدا کر دیتی ہے اور معنی بھی اس قدر لطیف اور بدیع ہیں جو تخیل و تصنع سے بدرجہا بہتر ہیں۔ لہجہ نرم و نازک ہے، اس میں ہزل نہیں ہے۔ غرض اس میں وہ تمام خوبیاں موجود ہیں جو ایک بہترین شاعری کے لیے لازم ہیں۔

اس کی رباعیوں کی زبان ایک منفرد اور مخصوص زبان ہے جو اسے دوسرے شعرا سے ممتاز کرتی ہے۔ الفاظ شیریں، ترکیبات سہل اور خیالات عالی ہیں۔ ثقیل الفاظ، ادق ترکیبات، علمی اور بعید از فہم خیالات و اصطلاحات سے گریز کیا ہے ساتھ ہی اپنے جذبات و احساسات کا اظہار بڑے بے باکانہ انداز میں کیا ہے جس سے اس کی رباعیوں کا حسن دوبالا ہو گیا ہے۔ اس کی زبان بالکل آج کی زبان معلوم ہوتی ہے جس کے مطالعے سے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ اسی زمانے کے کسی شاعر کا کلام ہے۔ اس کے جذبات اور تخیل کی بلندی نے فارسی رباعی گوئی میں وہ درجہ حاصل کیا جو بعد کے شعرا کو شاید ہی نصیب ہو۔ دراصل اس کی کئی وجوہات ہیں سب سے بڑی وجہ تو وہ پُر اثر اور عام فہم زبان ہے جو پڑھنے کے ساتھ قارئین کے دلوں میں اترتی چلی جاتی ہے۔ دوسرے افکار و احساسات اور جذبات کے بیان کی وہ آفاقیت ہے جو قارئین کو اپنے احساس اور جذبے سے بہت قریب نظر آتی ہے۔

غرض اس کی رباعیوں کے حوالے سے یہ بات بآسانی کہی جاسکتی ہے کہ وہ آفاقی قدروں کی حامل ہیں اور ان میں وہ تمام خوبیاں پائی جاتی ہیں جو ایک بہترین رباعی میں ہونا ضروری ہیں، ان میں ایسی تاخیر اور دلکشی ہے جو صرف اسی کی رباعیوں کا حصہ بن سکی۔ بسا اوقات ہیروں کی کان میں ہیروں کی چمک دمک سے بڑے بڑے جوہری کی نظر انتخاب چوک جاتی ہے چونکہ

اس کا کلام ”زفرق تابہ قدم دامن دل می کشد“ کا مصداق ہے اس لیے اس کے کلام کی بیشتر خصوصیات نظر آتے ہوئے بھی ہمیں نظر نہیں آتیں۔ اس کی رباعیاں نہ صرف مشرق و مغرب میں بلکہ چہار دانگ عالم میں مقبولیت کی سند حاصل کر چکی ہیں اور تقریباً دنیا کی تمام بڑی زبانوں میں اس کے ترجمے ہو چکے ہیں۔ یہ رباعیاں صرف فارسی زبان و ادب کا ہی ایک قیمتی سرمایہ نہیں ہیں بلکہ اس کا شمار عالمی ادب میں ایک لازوال شاہکار کی حیثیت سے ہوتا ہے۔

منابع و مصادر

- آتشکده آذر، لطف علی بیگ آذر بیگ دلی، بکوشش حسن سادات ناصری، انتشارات امیرکبیر، تهران ۱۳۳۶-۱۳۴۰ ش.
- اغراض السیاسة فی اغراض الریاسة (عربی)، ظہیری سمرقندی، مصحح دکتر جعفر شعار، دانشگاه تهران، تهران ۱۳۴۹ ش.
- المعجم فی معایر اشعار الہج، شمس قیس رازی، مصحح محمد قزوینی و مدرس رضوی، کتابفروشی تهران، تهران، سنہ ندارد.
- تاریخ ادبیات در ایران، دکتر ذبیح اللہ صفا، ابن سینا، تهران ۱۳۴۷ ش.
- تاریخ جہانگشا جوینی، عطا ملک جوینی، لیدن ۱۹۱۱ء.
- تاریخ گزیدہ، حمد اللہ مستوفی، مصحح ڈاکٹر عبدالحسین نوایی، امیرکبیر، تهران ۱۳۴۷ ش.
- تذکرۃ الشعراء، دولت شاہ سمرقندی، مصحح محمد رمضان، کلالہ خاور، تهران ۱۳۵۲ ش.
- ترانہ ہا (انتخاب)، ڈاکٹر پرویز نائل خانلری، انتشارات نوین، تهران ۱۳۵۳ ش.
- ترانہ ہا خیام، صادق ہدایت، امیرکبیر، تهران ۱۳۴۲ ش.
- چہار مقالہ، نظامی عروضی سمرقندی، مصحح دکتر محمد معین، زوار، تهران ۱۳۳۲ ش.
- خریدۃ القصر و جریۃ العصر، عماد الدین الاصفہانی، تحقیق الدكتور عدنان محمد آل طعمہ، (سہ جلدی CD)، مرکز پژوهشی میراث مکتوب، تهران.
- خیام، سید سلیمان ندوی، دار المصنفین شبلی اکیدی، اعظم گڑھ ۲۰۱۰ء.
- خیام شناخت (مجموعہ مقالات ہمایش بزرگداشت حکیم عمر خیام نیشاپوری)، بہ اہتمام مہدی نوروز، ہورمہر، مشہد ۱۳۹۱ ش.
- خیام شناخت، محسن فرزاد، تهران ۱۳۵۳ ش.

- رباعیات عمر خیام، حسین دانش، رضا توفیق، استامبول ۱۹۲۲ء۔
- رباعیات عمر خیام، عبدالباری آسی، آسی اکادمی، لکھنؤ ۱۹۶۶ء۔
- رباعیات خیام، با مقدمہ و حواشی عبدالباقی گولپینارلی، مرکز پژوهش میراث مکتوب، تہران ۱۳۸۶ ش۔
- رباعیات عمر خیام، محمد علی فروغی و دکتر غنی، دنیای کتاب، تہران سنہ ندارد۔
- رباعی نامہ، احمد بہشتی، روزنہ، تہران ۱۳۵۶ ش۔
- رباعی و رباعی سرایان (از آغاز تا قرن ہشتم)، دکتر محمد کامگار پاری، دانشگاه تہران، تہران ۱۳۷۲ ش۔
- ریاض العارفین، رضا قلی خان ہدایت، مصحح محمد علی گرگانی، کتابفروشی محمودی، تہران ۱۳۴۴ ش۔
- سیاست نامہ (سیر الملوک)، خواجہ نظام الملک طوسی، بہ کوشش دکتر جعفر شعاع، چاپ خانہ سپہر، تہران ۱۳۶۴ ش۔
- سیر رباعی در شعر فارسی، سیروس شمسیا، انتشارات فردوس، تہران ۱۳۷۴ ش۔
- صنایدی نجم، مہدی حسین ناصری، شری ماروتی پرنٹرز الہ آباد، سنہ ندارد۔
- طرب خانہ، یار احمد بن حسین رشیدی، مصحح جلال الدین ہمایی، انجمن آثار ملی، تہران ۱۳۴۲ ش۔
- فرہنگ فارسی، دکتر محمد معین، موسسہ انتشارات امیرکبیر، تہران ۱۳۷۹ ش۔
- کاس الکرام، میر ولی اللہ بی اے، کاشی رام سٹیم پریس، لاہور ۱۹۲۴ء۔
- لباب الالباب، سدید الدین محمد عوفی، مصحح ادوارد براون، تہران سنہ ندارد۔
- مثنوی جوہر عشق (ترجمہ منظوم رباعیات عمر خیام)، حافظ سید محمد عباس، سمتا پرنٹنگ پریس، لکھنؤ سنہ ندارد۔
- مجمع الفصحا، ہدایت، مصحح مظاہر مصفا، امیرکبیر، تہران ۱۳۳۶ ش۔
- مرصاد العباد، نجم الدین رازی، مصحح محمد امین ریاحی، بنگاہ ترجمہ و نشر کتاب، تہران

۱۳۵۲ش۔

-نہمۃ الارواح وروضۃ الافراح فی تواریخ الحكماء المتقدمین والمتأخرین، شہر زوری۔
-نہمۃ المجالس، جمال خلیل شیروانی، مصحح دکتہ محمد امین ریاحی، انتشارات زوار، تہران

۱۳۶۶ش۔

-واثرہ نامہ ہنر شاعری، میمنت میرصادقی، کتاب مہناز تہران، تہران۔

The Rubaiyat of Umar-i-Khayyam, M. Mahfuz-ul-Haq, The Royal Asiatic
Society of Bengal, The Baptist Mission Press, Calcutta (Kolkata) 1939.

رباعیاتِ خیام
مع ترجمہ و معانی الفاظ

آمد سحری ندا ز میخانہ ما (۱) کای رند خراباتی و دیوانہ ما
 بر خیز کہ بر کنیم پیمانہ ز می زان پیش کہ بر کنند پیمانہ ما
 معانی: ندا: آواز، صدا۔ میخانہ: شراب خانہ، وہ جگہ جہاں شراب پی جائے۔ رند:
 شرابی، جو رسم و راہ کا پابند نہ ہو۔ خرابات: شراب خانہ، وہ جگہ جہاں شراب پی جائے اور شرابی
 عیش و نوش میں مشغول ہوتے ہوں، مرکز فسق و فجور۔

ترجمہ: ایک صبح ہمارے شراب خانے سے آواز آئی کہ اے میکدے کے شرابی اور
 ہمارے دیوانے، اٹھ جا کہ ہم پیالہ شراب سے پر کریں اس سے قبل کہ (عاملانِ قضا و قدر) ہمارا
 پیمانہ حیات بھر دیں۔

گر می نخوری طعنہ مزَن مستان را (۲) گر دست دہد توبہ کنم یزدان را
 تو فخر بدین کنی کہ من می نخورم صد کار کنی کہ می غلام است آن را
 معانی: طعنہ زدن: طعنہ دینا، برا بھلا کہنا۔ بدین: = (حرف اضافت + ضمیر) بہ + این،
 یہ زمانہ قدیم میں بہت استعمال ہوتا تھا۔

ترجمہ: اگر تو شراب نہیں پیتا تو مستوں کو طعنہ نہ دے، اگر خدا نے توفیق دی تو میں اس کی
 بارگاہ میں توبہ کر لوں گا۔ تو اس بات پر فخر کرتا ہے کہ میں شراب نہیں پیتا لیکن سیکڑوں ایسے کام کرتا
 ہے جس کی شراب غلام ہے (یعنی شراب سے بھی بدتر ہیں)۔

مرد آن نبود کہ خلقِ خوارِ ند اورا (۳) وز بیم بدی نیک شمارند اورا
 رندی کہ نمود روی دستی بہ کرم رندان ہمہ پشت دست دارند اورا
 معانی: خوار نندن: ذلیل و حقیر سمجھنا۔ بیم: خوف، ڈر۔ پشت دست داشتن: حقیر سمجھنا،
 بے وقعت سمجھنا۔

ترجمہ: وہ مرد نہیں ہے جسے لوگ ذلیل سمجھیں اور (اس کی) بدی کے خوف سے اسے نیک
 کہیں۔ جس شرابی نے کرم کے لیے کسی کے سامنے ہاتھ پھیلا دیا تو اسے تمام شرابی حقیر سمجھتے ہیں۔
 چون ز آب و گل، آفرید صانع مارا (۴) کردہ بہ غم زمانہ، قانع مارا
 پیوستہ مرا ز می ہمین منع کنی خود دستِ تھی بس است مانع مارا

معانی: صانع: بنانے والا، پیدا کرنے والا مراد خدا۔ قانع: راضی بہ رضا، تھوڑی سی چیز پر صبر کرنے والا، مطمئن۔ دست ٹھہی: خالی ہاتھ، مراد مفلسی اور غربتی ہے۔
ترجمہ: جب خدا نے ہمیں پانی اور مٹی سے پیدا کیا تو غم زمانہ پر ہی ہمیں راضی کر دیا۔
ہمیشہ تو مجھے اسی طرح شراب سے روکتا ہے (ارے) خود (ہماری) مفلسی ہی ہمیں شراب سے روکنے کے لیے کافی ہے۔

چون عہدہ نمی شود کسی فردا را (۵) حالی خوش دار این دلِ پُرسودارا
مَی نوش، بنور ماہ، ای ماہ، کہ ماہ بسیار بتابد و نیابد ما را
معانی: عہدہ: ذمہ دار۔ پُرسودا: عاشق، مجنوں، دیوانہ۔ تیسرے مصرعے میں دوسرے 'ماہ' سے مراد معشوق ہے۔

ترجمہ: جب کوئی کل کا ذمہ دار نہیں ہوتا تو اس دیوانہ دل کو اسی وقت خوش کر لے، اے محبوب چاندنی رات میں شراب پی لے کیونکہ چاند تو مدتوں چمکتا رہے گا اور ہمیں نہ پائے گا۔
ای کردہ ز لطف و قہر تو صنع خدا (۶) در عہد ازل بہشت و دوزخ پیدا
بزم تو بہشت است و مرا جرمی نیست چونست کہ در بہشت رہ نیست مرا
معانی: لطف: مہربانی، کرم۔ قہر: غیظ، غصہ۔ صنع: تخلیق، پیدا کرنا۔ عہد: وقت، زمانہ۔ ازل: وہ دن جس کی کوئی ابتداء نہ ہو، مخلوق کی پیدائش کا دن۔ بزم: محفل، عیش و نشاط کی مجلس۔
ترجمہ: اے وہ محبوب جس کی مہربانی اور غیظ و غضب سے ازل کے وقت خدا نے جنت و جہنم بنائی۔ جب تیری بزم بہشت ہے اور میں گنہگار نہیں ہوں تو پھر کیا وجہ ہے کہ مجھے جنت میں جانے نہیں دیا جا رہا ہے۔

بُت گفت بہ بُت پرست کای عابد ما (۷) دانی ز چہ روی گشتہ ای ساجد ما
بر ما بہ جمالِ خود تجلی کرد است آن کس کہ ز نُست ناظر او شاہد ما
معانی: عابد: عبادت کرنے والا، پوجا کرنے والا۔ ساجد: سجدہ کرنے والا۔ جمال: حسن، خوبصورتی۔ تجلی کر دن: ظاہر ہونا، جلوہ گر ہونا، روشن ہونا۔ ناظر: دیکھ رکھ کرنے والا، نگہبان، محافظ۔ شاہد: معشوق، محبوب۔

ترجمہ: بت نے پجاری سے کہا کہ اے ہماری پوجا کرنے والے! کیا تجھے معلوم ہے کہ تو نے کس وجہ سے ہمارا سجدہ کیا؟ ہم میں اپنے جمال سے وہ جلوہ گر ہوا ہے جو تیرا محافظ اور ہمارا معشوق ہے۔

بر دست یکی تیغ چو آبست مرا (۸) کز وی ہمہ سال فتح باب است مرا
پیوستہ دلِ خصم گباست مرا وز کَلَّہ او جامِ شرابست مرا
معانی: تیغ: تلوار، شمشیر۔ چو آب: پانی جیسی، تیز دھار والی۔ فتح باب: امور میں کشادگی، کام کا آسان ہو جانا۔

ترجمہ: میرے ہاتھ میں ایک تیز دھار تلوار ہے جس کی وجہ سے پورے سال میرے کام آسان ہو جاتے ہیں۔ ہمیشہ میرے دشمن کا دل (کینے کی وجہ سے) کباب رہتا ہے اور اسی کی کھوپڑی سے میں شراب کا پیالہ بناتا ہوں۔

دانی کہ چہ مذتبیست ای دلبرِ ما (۹) تا بی جھتی برفتن ای از برِ ما
خو د کس نفروستی و نپرسی ہو گز تا بی تو چہامی گذرد بر سرِ ما
معانی: بی جھتی: بلا وجہ، بلا سبب۔ بو: نزدیک، قریب، بغل۔ چہا: دراصل، چہا: ہا، ہے جس کے معنی کیا کیا چیزیں کے ہیں۔

ترجمہ: اے معشوق! کیا تجھے خبر ہے کہ کتنے عرصے سے تو ہمارے پاس سے بلا وجہ (دور) چلا گیا ہے، کوئی قاصد نہیں بھیجا اور کبھی احوال پرسی بھی نہیں کی کہ تیرے بغیر ہم پر کیا گذر رہی ہے۔
می قوتِ جسم و قوتِ جانست مرا (۱۰) می کاشفِ اسرارِ نہانست مرا
دیگر طلبِ دنیا و عقبی نکنم یک جرعه بہ از ہر دو جہانست مرا
معانی: قوت: طاقت، زور۔ قوت: روزی، رزق، اتنی غذا جس سے انسان زندہ رہ سکے۔ کاشف: کھولنے والی، ظاہر کرنے والی۔ اسرار: سر کی جمع، راز۔ عقبی: آخرت۔ جرعه: گھونٹ۔

ترجمہ: شراب میرے جسم کی طاقت اور میری روح کی غذا ہے، شراب میرے پوشیدہ رازوں کو ظاہر کرنے والی ہے اس لیے اب میں دنیا و آخرت کو طلب نہیں کرتا کیونکہ شراب نا ایک

گھونٹ میرے لیے دونوں جہاں سے بہتر ہے۔

از آتش ما ذود کجا بود اینجا (۱۱) وز مایہ ما سود کجا بود اینجا
آن کس کہ مرا نام خراباتی کرد در اصل، خرابات کجا بود اینجا
معانی: دود: دھواں۔ مایہ: سرمایہ، پونجی۔ خراباتی: شرابی، رند۔

ترجمہ: یہاں ہماری آگ کا دھواں کہاں تھا اور یہاں ہمارے سرمائے سے کیا فائدہ
پہنچا، جس شخص نے مجھے شرابی کہہ کر پکارا (اسے معلوم ہے کہ) درحقیقت یہاں شراب خانہ ہی
کہاں تھا۔

بر خیز و بیابناز بہر دلِ ما (۱۲) حل کن بہ جمالِ خویشتن، مشکلِ ما
یک کوزہٴ میِ پیار تا نوش کنیم زان پیش کہ کوزہ ہا کنند از گلی ما
معانی: بر خیز: اٹھ جا، بیدار ہو جا، ”برخاستن“ سے فعل امر ہے۔ کوزہ: آنچورہ۔ نوش
کردن: پینا۔

ترجمہ: اٹھ جا اور آہمارا دل رکھنے کے لیے ناز و نخرے دکھا، اپنے حسن و جمال سے
ہماری مشکل آسان کر دے، ایک شراب کا کوزہ لے آتا کہ پیئیں اس سے پہلے کہ ہماری مٹی
سے کوزے بنائیں۔

چون در گذرم بہ بادہ شوید مرا (۱۳) تلقین ز شراب و جام گوید مرا
خواہید کہ روز حشر یابید مرا از خاک در میکدہ بویید مرا
معانی: تلقین: مردے کو قبر میں اتارتے وقت اور اس کے بعد کی دعا۔ روز حشر:
قیامت کا دن جس دن سب کے اعمال کا حساب و کتاب ہوگا، حساب کتاب کا دن۔

ترجمہ: جب میں مرجاؤں تو مجھے شراب سے غسل دیں اور شراب و ساغر سے میری تلقین
پڑھیں۔ اگر مجھے قیامت کے دن تلاش کرنا چاہیں تو شراب خانہ کے دروازہ کی مٹی سے مجھے سونگھ
لیں یعنی تلاش کریں۔

از بادہٴ ناب لعل شد گوہرِ ما (۱۴) آمد بہ فغان ز دستِ ما ساغرِ ما
از بسکہ ہمی خوریم می بر سرِ می ما در سرِ می شدیم و می در سرِ ما

معانی: بادۂ ناب: خالص شراب۔ فغان: گریہ و زاری، نالہ و شیون۔ ساغر: جام، پیالہ۔ بسکہ: اتنا زیادہ کہ، اس قدر۔

ترجمہ: خالص شراب سے ہمارا موتی سرخ ہو گیا اور ہمارا پیالہ ہمارے ہاتھوں گریہ و زاری کرنے لگا، ہم پے در پے شراب اس لیے پیتے ہیں کیونکہ ہم شراب سے مدہوش ہیں اور شراب کا خمار ہمارے سر میں ہے۔

خزم نبود زیست دل بر غم را (۱۵) ہجر تو حزن کرد دل خزم را
من تلخی عالم بہ تو خوش می کردم با تلخی ہجرت چہ کنم عالم را
معانی: خزم: خرم، خوش، شادمان۔ ہجر: جدائی، مفارقت۔ حزن: رنجیدہ، غمگین۔
تلخی: ناگواری، کڑواہٹ۔

ترجمہ: غمگین دل کی (وجہ سے) زندگی اچھی نہیں ہے، تیری جدائی نے خوش و خرم دل کو غمگین کر دیا ہے۔ میں دنیا کی تلخی کو تیری وجہ سے گوارا بناتا تھا اب (اس) دنیا کو تیری جدائی کی تلخی کے ساتھ کیا کروں یعنی تیرے بغیر زندگی بیزار ہے۔

ہر چند کہ رنگ و بوی زیباست مرا (۱۶) چون لالہ زخ و چون سرو بالاست مرا
معلوم نشد کہ در طربخانہ خاک نقاش من از بہر چہ آراست مرا
معانی: سرو: ایک مشہور درخت جو سیدھا اور مخروطی شکل کا ہوتا ہے، خوبصورت۔
سرو بالا: سیدھے قد والا، (مجازاً) معشوق۔ طربخانہ: ایسی جگہ جو خوشی اور فرحت بخشنے والی ہو۔ طربخانہ خاک: دنیا۔ نقاش: نقش و نگار بنانے والا، صورت گر۔

ترجمہ: ہر چند مجھے اچھا رنگ و روپ ملا ہے، مثل لالہ چہرہ اور مثل سرو بلند (قد) ملا ہے، لیکن معلوم نہیں ہوا کہ اس دنیا میں میری صورت بنانے والے (خدا) نے مجھے کس لیے سنوارا ہے۔

غافل بہ چہ امید در این شوم سرا (۱۷) بر دولت او دل نہد از بہر خدا
ہر گاہ کہ خواهد کہ نشیند از پا گیرد اجلش دست کہ بالا پیما
معانی: شوم: منحوس، نامبارک، نحس۔ شوم سرا: منحوس جگہ، دنیا۔ دل نہاد: دل لگانا،

چاہنا۔ اجل: موت۔

ترجمہ: خدا کے واسطے بتاؤ کہ غافل کس امید پر اس منحوس دنیا میں اس کی دولت پر دل لگائے، جب بھی وہ چاہتا ہے کہ آرام کرے تو اس کی موت ہاتھ پکڑ لیتی ہے کہ اوپر چل۔

ای خواجه یکی کام روا کن مارا (۱۸) دم درکش و در کار خدا کن مارا
ما راست زویم لیک تو گنج بینی زو، چارۂ دیدہ کن، رہا کن مارا
معانی: خواجه: معزز، بزرگ، واعظ، ناصح۔ کام: دہن، مقصد، آرزو، خواہش۔ دم در کشیدن: خاموش ہو جانا، چپ ہو جانا۔ لیک: لیکن۔ چارہ: علاج، دوا۔

ترجمہ: اے واعظ! ہماری ایک خواہش پوری کر دے، خاموش ہو جا اور ہمیں خدا کے کام میں لگا دے۔ ہم سیدھا راستہ چلتے ہیں اور تجھے ٹیڑھا نظر آتا ہے، جا اپنی آنکھ کا علاج کر اور ہمیں آزاد کر دے۔

عاشق ہمہ روزہ مست و شیدا بادا (۱۹) دیوانہ و شوریدہ و زسوا بادا
در ہشیاری غصۂ ہر چیز خوریم چون مست شدیم ہر چہ بادا بادا
معانی: شیدا: عاشق، فریفتہ، پریشاں حال۔ شوریدہ: آشفتمند، پریشاں حال۔
رسوا: ذلیل و خوار۔ ہشیاری: عقلندی (مجازاً) بیداری۔

ترجمہ: عاشق ہر روز مدہوش اور فریفتہ ہو جائے، دیوانہ، پریشاں حال اور ذلیل و رسوا ہو جائے، ہم بیداری میں ہر چیز کا غم کھاتے ہیں لیکن جب مدہوش ہو گئے تو جو کچھ ہو رہا ہے ہوتا رہے (ہمیں اس کی کوئی فکر نہیں ہوتی)۔

ساقی قدحی کہ کار ساز است خدا (۲۰) وز رحمت خود بندہ نواز است خدا
می خور بہ بہار و بار طاعت مفروش کز طاعت خلق بی نیاز است خدا
معانی: بندہ نواز: بندہ پرور، مہربان۔ طاعت فروختن: عبادت پر اترانا، عبادت کا اظہار کرنا۔ طاعت: بندگی، فرمانبرداری۔

ترجمہ: اے ساقی! شراب کا پیالہ دے کیونکہ خدا کار ساز ہے اور اپنی رحمت سے بندوں کو بخشنے والا ہے۔ موسم بہار میں شراب پی اور ثمرۂ اطاعت پر نہ اتر! کیونکہ مخلوقات کی

بندگی سے خدا بے نیاز ہے۔

ساقی نظری بہ بی گسان بھر خدا (۲۱) بشکن تب ما بو الہوسان بھر خدا
ما ماہی مردہ ایم و تو آب حیات ما را بہ وصال خود رسان بھر خدا
معانی: تب: بخار، حرارت، بے چینی۔ بو الہوس: حریص، لالچی، خواہشات کا پابند۔
ماہی: مچھلی۔ آب حیات: اُمرت، وہ پانی جس کے پینے کے بعد موت نہ آئے۔
ترجمہ: اے ساقی! خدا کے واسطے بیکسوں پر ایک نظر عنایت کر دے، ہم بو الہوسوں کی
بے چینی کو خدا کے واسطے دور کر دے۔ ہم مردہ مچھلی ہیں اور تو آب حیات، ہم کو خدا کے واسطے اپنے
وصال سے ہمکنار کر دے۔

قرآن کہ مہین کلام خوانند اورا (۲۲) گھگاہ نہ بر دوام خوانند اورا
در خطِ پیالہ آبتی روشن است کا ندر ہمہ جا مدا م خوانند اورا
معانی: مہین: = بڑا، عظیم۔ گھگاہ: کبھی کبھی۔ دوام: ہمیشہ۔ خط: تحریر، دستاویز۔ آیت:
نشانی، علامت، قرآن کا ہر جملہ جس سے سورہ بنتا ہے۔ مدا م: ہمیشہ۔
ترجمہ: قرآن جس کو عظیم کلام کہتے ہیں اسے کبھی کبھی پڑھتے ہیں ہمیشہ نہیں۔ پیالہ کی تحریر
میں کچھ آیتیں روشن ہیں جس کو تمام جگہوں پر ہمیشہ پڑھتے ہیں۔

ای آنکہ گزیدہ جہانی تو مرا (۲۳) خوش تو زدل و دیدہ و جانی تو مرا
از جان صنما عزیز تر چیزی نیست صد بار عزیز تر از انی تو مرا
معانی: گزیدہ: انتخاب، چنندہ۔ صنم: معشوق، محبوب۔ ازانی: = از + آن + ای۔
ترجمہ: اے وہ ذات جو میرے لیے دنیا کا انتخاب ہے تو مجھے قلب و نظر اور جان سے
زیادہ پیارا ہے۔ اے معشوق! جان سے زیادہ عزیز کوئی چیز نہیں ہے لیکن تو میرے لیے جان
سے بدرجہا عزیز ہے۔

امشب بر ما مست کہ آورد ترا (۲۴) در پردہ بلدین دست کہ آورد ترا
نزدیک کسی کہ بی تو در آتش بود چون باد ہمی جست کہ آورد ترا
معانی: امشب: آج کی رات۔ بر ما: ہمارے اوپر، ہمارے پاس۔ دست: مثل،

طرح۔ در آتش بود: بے قرار تھا، بے چین تھا۔ ہمی جست: ”جستن“ سے فعل ماضی استمراری صیغہ واحد غائب، کو در ہا تھا، تڑپ رہا تھا۔

ترجمہ: آج رات ہمارے پاس تجھے مدہوش اس طرح پردے میں کون لایا، اس شخص کے پاس جو تیرے بغیر بے قرار اور ہوا کی طرح تڑپ رہا تھا، تجھے کون لایا۔

خواہی ز فراق در فغان دار مرا (۲۵) خواہی ز وصال شادمان دار مرا
من با تو نگویم کہ چنان دار مرا زانسان کہ دلت خواست چنان دار مرا
معانی: فراق: جدائی، مفارقت۔ فغان: نالہ و فریاد، آشفتنہ حالی، پریشاں حالی۔ شادمان: خوش و خرم۔ زانسان: از+آن+سان، اس طرح۔

ترجمہ: اگر تو چاہے تو مجھے اپنی جدائی کی وجہ سے پریشاں حال رکھ یا اپنے وصال سے مجھے خوش و خرم رکھ۔ میں تجھ سے یہ نہیں کہتا کہ مجھے اس حال میں رکھ، جیسے تیرا دل چاہے مجھے ویسے ہی رکھ۔
ساقی می لعل قوت روح است مرا (۲۶) دیدار تو خور شید صبح است مرا
بر خیز کہ در پای تو مردن نفسی خوشتر ز هزار عمر نوح است مرا
معانی: خور شید صبح: صبح کا سورج، خوشنیتی۔ خوشتر: بہتر، اچھا۔

ترجمہ: اے ساقی! سرخ شراب میری روح کی غذا ہے اور تیرا دیدار میری خوشنیتی کی علامت ہے۔ اٹھ جا کہ تیرے قدموں میں ایک لمحے میں جان دیدنا میرے لیے حضرت نوح علیہ السلام کی ہزار سال کی عمر سے بہتر ہے۔

ایام بہ کامی نرساند ما را (۲۷) وز دوست پیامی نرساند ما را
ایزد ندهد حلال و ابلیس نگر کو ہم بہ حرامی نرساند ما را
معانی: ایام: زمانہ۔ ایزد: خدا۔ ابلیس: شیطان، بدی اور برائی کا پیکر جو انسان کو گمراہ کرتا ہے۔ کو: = کہ+او، کہ وہ۔

ترجمہ: زمانہ ہمیں مقصد تک نہیں پہنچاتا اور محبوب کی طرف سے کوئی پیغام بھی نہیں لاتا۔
خدا رزقِ حلال نہیں دیتا اور شیطان کو دیکھو کہ وہ حرام مال بھی ہمیں نہیں پہنچاتا۔

ای دل ز زمانہ رسم احسان مَطلب (۲۸) وز گردشِ دوران سر و سامان مَطلب

درمان طلبی، درد تو افزون گر دد با درد پساز و هیچ درمان مَطْلَب
معانی: رسم: رواج، قاعدہ، امید۔ سرو سامان: اثاثہ، لوازمات زندگی، ساز و
سامان۔ درمان: مداوا، علاج۔

ترجمہ: اے دل زمانے سے احسان کی امید نہ رکھ اور زمانے کی گردش سے ساز و سامان
نہ طلب کر۔ اگر تو مداوا تلاش کرے گا تو تیرا درد بڑھتا جائے گا، درد سے موافقت پیدا کر لے اور
کوئی علاج نہ کر۔

روزی کہ بہ دست بر نہم جام شراب (۲۹) از غایت خُرمی شوم مست و خراب
صد مُعجزہ پیدا کنم اندر ہر باب زین طبع چو آتش و سخن ہایی چو آب
معانی: بدست بر نہم: ہاتھ پر رکھ لوں یعنی ہاتھ میں اٹھالوں۔ غایت: انتہا، آخر۔
معجزہ: وہ کام جو انسانی فطرت سے باہر ہو، وہ کام جو صرف نبی یا ولی اپنی نبوت یا ولایت ثابت
کرنے کے لیے انجام دیتے ہیں۔

ترجمہ: جس دن میں ہاتھ میں شراب کا پیالہ اٹھالوں تو انتہائی خوشی کی وجہ سے بدست و
مخمر ہو جاؤں گا۔ اس وقت اس آگ جیسی (گرم) طبیعت اور پانی جیسے (رواں) کلام سے ہر
باب میں سیکڑوں معجزے پیدا کر دوں گا۔

چندان بخورم شراب کین بوی شراب (۳۰) آید ز ثراب چون روم زیر ثراب
تا بر سر خاک من رسد مخموری از بوی تراب من شود مست و خراب
معانی: کین: = کہ + این۔ تراب: مٹی، قبر۔ مخمور: مست، مدہوش، نشے میں چور۔
ترجمہ: میں اتنی شراب پیوں گا کہ یہ شراب کی بوجہ میں دفن ہو جاؤں تو میری قبر سے
آئے، یہاں تک کہ اگر کوئی شرابی میری قبر پر پہنچے تو میری قبر کی مٹی سونگھ کر مدہوش اور بے خود ہو
جائے۔

ما و می و معشوق درین کنج خراب (۳۱) جان و دل و عقل و ہوش در رهن شراب
فارغ ز امید رحمت و بیم عذاب آزاد ز خاک و باد و از آتش و آب
معانی: کنج: گوشہ، کنارہ۔ رهن: گرو، گروی۔ فارغ: نجات پانے والا، آزاد، بے پروا۔

ترجمہ: ہم، شراب اور معشوق جب اس شراب خانے کے گوشے میں ہوں تو جان، دل، عقل اور ہوش کو شراب کے رہن میں رکھ دیتے ہیں۔ اللہ کی رحمت کی امید اور اس کے عذاب کے خوف سے بے پروا ہو جاتے ہیں اور مٹی، ہوا، آگ اور پانی (عناصر اربعہ) سے آزاد ہو جاتے ہیں۔

ماییم و می و مطرب و این کنج خراب (۳۲) جان و دل و دین و عقل مرھون شراب
سر در سر می گردد و می در سر ما بنیاد نہاد خانہ مانند حباب
معانی: مطرب: گویا، گانے والا۔ مرھون: گروی رکھی ہوئی۔ حباب: پانی کا بلبلہ،
ناپائیدار۔

ترجمہ: ہم ہیں، شراب، گویا اور (شراب خانے کا) یہ ویران گوشہ۔ جان، دل، دین اور عقل (سب) شراب کی رہین منت ہیں، دماغ شراب کی فکر میں رہتا ہے اور شراب (کا خمار) ہمارے دماغ میں، دنیا کی بنیاد بلبلے کے مثل ہے (یعنی اس کے لیے بقائ نہیں ہے)۔

باطمی گفت ماہی ای در تب و تاب (۳۳) باشد کہ بہ جوی رفتہ باز آید آب
بط گفت چون من و تو گشتیم کباب بود از پس مرگ ما چہ دریا چہ سراب
معانی: بط: بطخ۔ تب و تاب: بے چینی، پریشانی۔ کباب: کونکے کی آنچ پر بھنا ہوا
گوشت کا ٹکڑا، قیمہ سے بنائی ہوئی مکیا، جلا ہوا۔ سراب: صاف اور ہموار زمین جو آفتاب کی
شدت کی وجہ سے دور سے پانی معلوم ہو۔

ترجمہ: ایک مچھلی بے چینی کے عالم میں بطخ سے کہہ رہی تھی کہ کیا ممکن ہے کہ دریا کا گیا ہوا
پانی واپس آجائے، تو بطخ نے جواب دیا کہ جب میں اور تم کباب ہو جائیں گے تو ہماری موت کے
بعد کیا دریا اور کیا سراب! (دونوں برابر ہیں)۔

برہای تو بو سہ دادن ای شمع طرب (۳۴) بہ زان باشد کہ دیگران را بر لب
دست من و دامن خجالت ہر روز ہای من و جستنی وصال ہر شب
معانی: شمع طرب: وہ شخص جو محفل عیش و نشاط کی رونق اور زینت ہو، شمع انجمن، محبوب۔
خجالت: شرمندگی۔

ترجمہ: اے محبوب! تیرے پاؤں کا بوسہ دینا دوسروں کے ہونٹ پر بوسہ دینے سے بہتر

ہے۔ ہر دن میرا ہاتھ ہوتا ہے اور شرمندگی کا دامن، ہر رات میرا پاؤں ہوتا ہے اور تیرے وصال کی جستجو۔

روزی دو سہ مہلت است می خور می ناب (۳۵) کین عمرِ گذشتہ در نیا بی، دریاب
دانی کہ جہان زو بہ خرابی دارد تو نیز شب و روز ہمین باش خراب
معانی: می ناب: خالص شراب۔ خرابی: ویرانی۔ تباہی و بربادی، بگاڑ۔ خراب:
ویران، تباہ و برباد، شراب سے مخمور رہنا۔

ترجمہ: دو تین دن کی مہلت ہے خالص شراب پی لے، کیونکہ گزری ہوئی عمر واپس نہ
آئے گی (اس لیے) اس سے فائدہ اٹھا لے۔ تجھے معلوم ہے کہ دنیا تباہی و بربادی کی طرف
جارہی ہے تو بھی رات و دن اسی طرح مست و مخمور رہ۔

مایم نہادہ سر بہ فرمانِ شراب (۳۶) جان کردہ فدای لبِ خندانِ شراب
ہم ساقی ما حلقِ صراحی در دست ہم بر لبِ ساغر آمدہ جانِ شراب
معانی: سر نہادن: سر تسلیم خم کرنا، حکم ماننا، راضی بہ رضا رہنا۔ فرمان: حکم۔ فدا: قربان،
تجنا۔ حلق: گلا، ٹینٹوا، (مجازاً) اونٹنٹی۔ صراحی: شراب رکھنے کا لمبی گردن کا چھوٹا برتن، بوتل۔
ترجمہ: ہم نے شراب کے حکم کے آگے سر تسلیم خم کر دیا ہے، شراب کے زیر لب مسکرانے
پر جان تچ دی ہے اور ہمارا ساقی بھی صراحی کی اونٹنٹی ہاتھ میں لیے ہے (اس لیے) شراب کی
جان بھی ساغر کے لبوں پر آگئی ہے۔

در راہِ نیاز، ہو دلی را دریاب (۳۷) در کویِ حضور، فقہلی را دریاب
صد کعبہ آب و گِل بہ یک دل نرسد کعبہ چہ روی، برو دلی را دریاب
معانی: نیاز: ضرورت، حاجت۔ حضور: موجودگی، حاضری، آمنے سامنے۔ فقہلی:
صاحبِ اقبال، خوشبخت، نیک۔ بخت: آب و گل: پانی اور مٹی، جسم، بدن۔

ترجمہ: نیازمندی کی راہ میں ہر دل کو اپنا بنا لے، حضور کی گلی میں کوئی نیک بخت تلاش
کر، آب و گل کے سیکڑوں کعبے ایک دل کے برابر نہیں ہو سکتے، کعبہ کیا جاتا ہے جاکسی دل کو
اپنا مطیع بنا لے۔

جامی و مہی و ساقی ای بر لبِ کشت (۳۸) این جملہ مرا نقد و ترا نسیہ بہشت
مشنو سخن بہشت و دو زخ از کس کہ رفت بہ دوزخ و کہ آمد ز بہشت
معانی: لبِ کشت: سبزہ زار کا کنارہ، ہریالی کا کنارہ۔ نقد: فوراً ادا کی جانے والی
رقم۔ نسیہ: قرض، ادھار۔

ترجمہ: سبزہ زار کے کنارے ایک ساقی، شراب اور پیالہ ہو تو یہ تمام چیزیں مجھے نقد اور
تجھے ادھار جت (مبارک ہو)۔ کسی سے بھی جت و جہنم کی بات نہ سن، کون جہنم میں گیا اور کون
جت سے واپس آیا ہے۔ (یعنی وقت کو غنیمت جان اور اسی وقت جو کچھ انجام دینا ہے انجام دے
لے ورنہ دنیا سے جانے کے بعد نیک کام کرنے کا موقع نہیں ملے گا)۔

چون نیست بھر چہ هست جز باد بدست (۳۹) چون نیست زہر چہ نیست نقصان و شکست
پندار کہ ہر چہ هست در عالم نیست انگار کہ ہر چہ نیست در عالم هست
معانی: نیست جز باد بدست: کچھ بھی حاصل نہیں ہے، مقصد پورا ہونے والا نہیں
ہے۔ نقصان: کمی، گھانا، خسارہ۔ شکست: ٹوٹ پھوٹ، (مجازاً) ندامت، شرمندگی،
ناامیدی۔ پنداشت: گمان کرنا، خیال کرنا۔ انگار: گمان کرو، خیال کرو، یہ مصدر 'انگاشتن'
'سے فعل امر ہے اصل میں 'بینگار' تھا، 'با' کو اکثر حذف کر دیا جاتا ہے اور اس کے بعد والی 'یا'
اپنی اصل کی طرف پلٹ جاتی ہے یعنی 'الف' سے بدل جاتی ہے۔ عالم: دنیا۔

ترجمہ: جب جو کچھ ہے اس سے کچھ حاصل نہیں ہے اور جو کچھ نہیں ہے اس سے کوئی
نقصان اور ناامیدی نہیں ہے تو سوچ لو کہ جو کچھ دنیا میں ہے وہ نہیں ہے اور سمجھ لو کہ جو کچھ دنیا میں
نہیں ہے، وہ ہے۔

چون نیست حقیقتِ یقین اندر دست (۴۰) نتوان بامید شک ہمہ عمر نشست
هان تا ننہیم جام می از کفِ دست در بی خردی مُرد چہ ہشیار و چہ مست
معانی: کفِ دست: ہاتھ کی ہتھیلی، خالی۔ بی خردی: بے عقلی، ایسی کیفیت جب
انسان کو خود پر قابو نہ رہ جائے۔ ہشیار: باخبر، چوکنا، بیدار۔

ترجمہ: جب یقین کی حقیقت معلوم نہیں ہے تو شک کی امید میں پوری عمر نہیں بیٹھا

جاسکتا۔ ہاں شراب کا پیالہ ہاتھ سے نہیں چھوڑنا چاہیے اس لیے کہ بے خردی میں کیا ہوشیاری اور کیا مدہوشی دونوں برابر ہے۔

گر گل نبود نصیبِ ما خار بس است (۳۱) و نور نمی رسد به ما، نار بس است
گر سبحة و سجاده و شیخی نبود ناقوس کلیسا یی و زنار بس است
معانی: نصیب: قسمت، حصہ۔ خار: کانٹا۔ نار: آگ۔ سبحة: تسبیح، مالا۔ سجاده: جانماز، مصلّا۔ شیخی: بزرگی، پرہیزگاری۔ ناقوس: گرجا کی بڑی گھنٹی۔ کلیسا: گرجا۔ زنار: جینو، وہ دھاگیا زنجیر جسے یہودی، عیسائی یا مجوسی کمر میں باندھتے ہیں۔

ترجمہ: اگر ہمارے نصیب میں پھول نہ ہو تو کانٹا ہی کافی ہے اور اگر ہم تک نور (روشنی) نہیں پہنچتا تو نار (آگ) ہی کافی ہے۔ اگر تسبیح، مصلّا اور پرہیزگاری ہماری قسمت میں نہیں ہے تو کسی کلیسا کی گھنٹی اور جینو ہی کافی ہے۔

اجزای پیالہ ای کہ در می پیوست (۳۲) بشکستن آن روا نمی دارد دست
چندین سرو دستِ نازنینان جہان از مہر کہ پیوست و بہ کین کہ شکست
معانی: نازنینان: نازنین کی جمع بمعنی نازک اندام، دلربا، سُدول۔ مہر: محبت، دوستی۔
کین: حسد، دشمنی، عداوت، نفرت۔

ترجمہ: کسی پیالے کے اجزا جو شراب میں ایک دوسرے سے مل گئے تو اسے توڑنے کو جی نہیں چاہتا (ذرا غور تو کرو کہ) دنیا کے کتنے نازنینوں کے بدن کے اجزا کس کی محبت سے ملے اور کس کی نفرت سے جدا ہو گئے۔

امروز ترا دسترسِ فردا نیست (۳۳) و اندیشہ فردا ی بجز سودا نیست
ضایع مکن این دم ار دلت شیدا نیست کین باقیِ عمر را بہا پیدا نیست
معانی: دسترس: رسائی، پہنچ، کسی چیز پر قدرت حاصل ہونا۔ اندیشہ: فکر۔ سودا: دہوا لگی،
خط، عشق، غم و اندوہ میں مبتلا ہونا۔ ضایع: برباد۔ شیدا: فریفتہ، عاشق، فدا۔ بہا: قیمت، ارزش۔

ترجمہ: آج تجھے کل پر قدرت حاصل نہیں ہے اور کل کی فکر کرنا غم و اندوہ کے سوا کچھ بھی نہیں ہے۔ اگر تیرا دل فریفتہ نہیں ہے تو اس وقت کو برباد نہ کر کیونکہ اس بچی ہوئی عمر کی

قیمت معلوم نہیں ہے۔

ای چرخ فلک خرابی از کینہٗ تُست (۳۴) بیدادگری عادتِ دیرینہٗ تُست
ای خاک اگر سینہٗ تو بشگافند بس گوہرِ قیمتی کہ در سینہٗ تُست
معانی: بیدادگری: ظلم و ستم، نا انصافی۔ دیرینہ: پرانی، قدیمی۔ گوہر: موتی، گوہر
قیمتی سے مراد انسان مخصوصاً عقلاً و فعلاً ہیں۔

ترجمہ: اے آسمان! بربادی تیرے ہی کینہ کی وجہ سے ہے، ظلم و ستم کرنا تیری پرانی عادت
ہے۔ اے زمین اگر تیرے سینے کو چاک کریں تو بہت سے قیمتی موتی تیرے اندر سے نکلیں گے۔
آن بُت کہ دلم ز بھر او زار شدہ است (۳۵) او جای دگر بہ غم گرفتار شدہ است
من در طلبِ علاجِ خود چون دُو سَم چون آنکہ طیبِ ماست، بیمار شدہ است
معانی: زار: کمزور، لاغر، ضعیف، پریشان۔ طیب: ڈاکٹر، معالج۔
ترجمہ: وہ معشوق جس کے لیے میرادل پریشان ہے وہ دوسری جگہ غم میں مبتلا ہو گیا ہے۔
میں اپنے علاج کی کیسے کوشش کروں کیونکہ جو ہمارا میچا ہے وہی بیمار ہو گیا ہے۔

ہر دل کہ درو مہر و محبتِ بَسرِشت (۳۶) خواہ ساکنِ مسجد است و خواہ اہل کشت
در دفترِ عشق نامِ ہر کس کہ نوشت آزاد ز دوزخ ست و فارغ ز بھشت
معانی: بسرِشت: برسرِ شستن سے صیغہ واحد مونث غائب ہے جس کے معنی خیر کرنے، پیدا
کرنے اور ملانے کے ہیں۔ ساکن: رہنے والا۔ کُنِشت: آتشکدہ، کلیسا، یہودیوں اور نصرانیوں
کا عبادت خانہ۔

ترجمہ: جس دل میں محبت اور دوستی ڈال دی گئی ہے چاہے مسجد کا رہنے والا ہو یا بت
خانے کا، عشق کی کتاب میں جس کا بھی نام لکھ دیا گیا وہ جنت و جہنم سے بے نیاز ہے۔
دَوِری کہ درو آمدن و رفتنِ ماست (۳۷) آن را نہ بدایت و نہایت پیدا است
کس می نَزند دمی در این معنی راست کین آمدن از کجا و رفتن بہ کجاست
معانی: بدایت: آغاز، ابتدا۔ نہایت: انجام۔ انتہا۔

ترجمہ: جس زمانے میں ہمارا آنا جانا ہے اس کی ابتدا اور انتہا معلوم نہیں ہے، اس بارے

میں کوئی بھی کبھی صحیح بات نہیں بتلاتا کہ یہ ہمارا آنا کہاں سے اور جانا کہاں ہے۔

ساقی جو زمانہ در شکستِ من و تُست (۴۸) دنیا بہ سراچہ ای نشستِ من و تُست
گر زانکہ بہ دستِ من و تو جامِ می است می دان بہ یقین کہ حق بہ دستِ من و تست
معانی: شکست: توڑ پھوڑ، بگاڑ، ناکامی، محرومی۔ سراچہ: چھوٹا سا گھر، جھونپڑی۔

ترجمہ: اے ساقی! جب زمانہ ہماری محرومی کا درپے ہے اور دنیا ہمارے رہنے کے لیے
ایک چھوٹا سا گھر ہے تو (اس وقت) اگر ہمارے ہاتھ میں شراب کا پیالہ ہو تو یقین جان کہ حق
ہمارے ہاتھ میں ہے۔

ما کا فرِ عشقیم و مسلمان دگر است (۴۹) ما، مُورِ ضعیفیم و سلیمان دگر است
از ما، زخِ زرد و جگرِ پارہ طلب بازار چہ قُصَب فرو شان دگر است
معانی: مُور: چیونٹی۔ زخِ زرد: پیلا چہرہ۔ جگرِ پارہ: جگر کا ٹکڑا۔ بازار چہ: چھوٹا سا
بازار، چھوٹی سی منڈی۔ قُصَب فروش: ریشم فروش، ریشم بیچنے والا۔

ترجمہ: ہم کافرِ عشق ہیں اور مسلمان کوئی اور ہے، ہم تو کمزور چیونٹی ہیں اور سلیمان کوئی اور
ہے، ہم سے پیلا چہرہ اور جگر کا ٹکڑا ہی طلب کر، کیونکہ ریشم بیچنے والوں کا بازار تو کہیں اور ہے۔

می خوردن و شاد بو دن آیینِ من است (۵۰) فارغ بو دن ز کفر و دین، دینِ من است
گفتم بہ عروسِ دھر کا بین تو چیست گفتا دل خرم تو کابینِ من است
معانی: آیین: قاعدہ، دستور العمل، ضابطہ۔ فارغ بودن: آزاد رہنا، آزاد ہونا۔
عروس: دلہن۔ دھر: زمانہ۔ کابین: حق مہر، مہر کی رقم۔

ترجمہ: شراب پینا اور خوش رہنا میرا دستور ہے، کفر و دین سے آزاد رہنا ہی میرا مذہب
ہے۔ میں نے عروسِ زمانہ سے پوچھا کہ تیرا حق مہر کیا ہے؟ تو اس نے جواب دیا کہ تیرے دل کی
خوشی ہی میرا حق مہر ہے۔

سِوَازِ ہمہ ناکسان نہان باید داشت (۵۱) راز از ہمہ ابلہان نہان باید داشت
بنگر کہ بہ جایِ مردمان چہ می کنی چشم از ہمہ مردمان نہان باید داشت
معانی: سر: راز۔ ناکسان: جمع ناکس، نااہل افراد۔ ابلہان: جمع ابلہ، بے وقوف

لوگ۔ چشم نہان داشتن: توقع نہ رکھنا، امید نہ رکھنا۔

ترجمہ: راز تمام نا اہلوں سے پوشیدہ رکھنا چاہیے (اسی طرح) تمام بے وقوفوں سے راز پوشیدہ رکھنا چاہیے۔ یہ دیکھ کہ تو لوگوں کے مفاد کے لیے کیا کر رہا ہے اور لوگوں سے (مفاد کی) توقع نہیں رکھنا چاہیے (یعنی تم لوگوں کے ساتھ نیکی کرو لیکن ان سے نیکی کی امید نہ رکھو)۔

اَسرارِ جہان چنان کہ در دفترِ ماست (۵۲) گفتن نتوان زانکہ وبالِ سرِ ماست
چون نیست در این مردم نادان اہلی گفتن نتوان ہر آنچہ در خاطرِ ماست
معانی: وبال: مصیبت، بوجہ، عذاب۔ خاطر: دل۔

ترجمہ: دنیا کے راز جیسا کہ ہماری کتاب میں (درج) ہیں انھیں بیان نہیں کیا جاسکتا کیونکہ یہ ہمارے لیے جی کا جنجال ہیں، جب ان بے وقوفوں میں کوئی اہل نہیں ہے تو جو کچھ ہمارے دل میں ہے اسے بیان نہیں کیا جاسکتا۔

گو بند کہ می بہ ماہِ شعبان نہ رواست (۵۳) نئی نیز رجب کہ آن مہِ خاصِ خداست
شعبان و رجب ماہِ خدا بند و رسول مامی بہ رمضان خوریم کان خاصۃً ماست
معانی: روا: جائز، حلال۔ مہ: = ماہ، مہینہ۔

ترجمہ: کہتے ہیں کہ شراب شعبان کے مہینے میں جائز نہیں ہے اور نہ ہی رجب میں (جائز ہے)، کیونکہ وہ خدا کا مخصوص مہینہ ہے۔ شعبان اور رجب تو خدا اور رسول کے مہینے ہو گئے (اس لیے) ہم شراب رمضان میں پیئیں گے کہ وہ ہم سے مخصوص ہے۔

چون ہشیارم ز من طرب پنہان است (۵۴) چون مست شوم در خردم نقصان است
حالیست میانِ مستی و ہوشیاری من بندۂ آن کہ زندگانی آن است
معانی: طرب: خوشی۔ نقصان: کمی، رخنہ۔

ترجمہ: جب میں ہوشیار رہوں تو خوشی مجھ سے دور ہو جاتی ہے اور جب میں مدہوش ہو جاؤں تو میری عقل میں رخنہ پڑ جاتا ہے۔ مدہوشی اور ہوشیاری کے درمیان ایک ایسی حالت ہے جس کا میں غلام ہوں اس لیے کہ زندگی وہی ہے۔

زان بادہ کہ عمر را حیاتِی دگر است (۵۵) بُر کن قدحی گر چہ ترا دردِ سر است

بر نہ بکفم کہ کارِ عالم سمر است بشتاب کنون کہ عمر من در گذر است
معانی: قدح: پیالہ، جام۔ سمر: رات کی تاریکی، وہ کہانیاں جو رات میں کہی جاتی
ہیں، افسانہ، بے سروپا باتیں، بے حقیقت۔

ترجمہ: اس شراب سے جو عمر کوئی زندگی بخشی ہے، ایک پیالہ بھر دے اگر چہ تو دوسرے میں
بتلا ہے اور میرے ہاتھ میں دے کیونکہ دنیا کے امور بے حقیقت ہیں۔ اب جلدی کر میری عمر
گذر رہی ہے۔

ہر گہ کہ غمی ملازمِ دل شودت (۵۶) یا قصۂ کارِ خویش مشکل شودت
حالِ دلِ دیگری بباید پر سید تا خوش دلی تمام حاصل شودت
معانی: ملازم: وہ شے جو کسی دوسرے کے ساتھ ملی ہوئی ہو، لاحق۔ خوش دلی: خوشی،
انبساط، فرحت۔

ترجمہ: جب بھی تیرے دل کو کوئی غم لاحق ہو یا تیرے کام کی روداد مشکل ہو جائے تو تجھے
کسی دوسرے شخص کا حال دل ضرور پوچھنا چاہیے تاکہ تجھے پوری خوشی حاصل ہو جائے۔
در چشمِ محققانِ جہ زیبا و جہ زشت (۵۷) منزلگہ عاشقانِ جہ دوزخ جہ بہشت
ہو شیدنِ بی دلانِ جہ اطلسِ جہ پلاس زیرِ سرِ عاشقانِ جہ بالین و جہ خشت
معانی: محققان: محقق کی جمع، تحقیق کرنے والے، حقیقت پسند۔ منزلگہ: اترنے کی
جگہ، ٹھکانہ۔ اطلس: ایک قسم کا ریشمی کپڑا، نرم و ملائم کپڑا۔ پلاس: ایک قسم کا اونی اور کھر در کپڑا،
کھدر، کمبل۔ بالین: بکیہ۔ خشت: اینٹ۔

ترجمہ: حقیقت بینوں کی نظر میں کیا اچھا اور کیا برا (دونوں برابر ہے)، عاشقوں کا ٹھکانہ کیا
جہنم کیا جنت (دونوں برابر ہے)، عاشقوں کے پہننے کے لئے کیا ریشم اور کیا کھدر (دونوں برابر
ہے)، عاشقوں کے سر کے نیچے کیا تکیہ کیا اینٹ (دونوں برابر ہے)۔

عمری بہ گل و بادہ برفیہم بہ گشت (۵۸) یک کارِ من از دورِ جہان راست نگشت
باری چو نشد ہیچ مُرادِ حاصل از ہر جہ گذشتیم، گذشتیم گذشت
ترجمہ: ہم نے ایک عمر گل و بادہ پر صرف کردی پھر بھی گردشِ دنیا سے میرا ایک کام بھی نہیں

بنا۔ جب ایک بار بھی میری کوئی مراد پوری نہ ہوئی تو جو کچھ ہم پر گزری، گزری۔ گزرنے دو۔
 بسیار بگشتیم به گرد درو دشت (۵۹) اندر همه آفاق بگشتیم به گشت
 از کس نشنیدیم که آمد زین راه راہی که برفت راہروی باز بگشت
 معانی: درو دشت: آباد و ویرانہ۔ آفاق: آسمان کے کنارے، (مجازاً) دنیا۔ راہرو: راستہ چلنے والا، مسافر۔

ترجمہ ہم نے آباد و ویرانے کی بہت خاک چھانی، پوری دنیا کی خاک چھان ڈالی لیکن
 کسی سے بھی نہیں سنا کہ اس راستے (راہ عدم) کا مسافر اس راستے پر گیا ہو اور واپس آیا ہو۔
 لعل تو می مَذاب، ساغر کان است (۶۰) جسم تو پیالہ و شرابش جان است
 آن جام بلورین کہ ز می خندان است اشکیست کہ خون دل درو بنہان است
 معانی: لعل: ایک قسم کا سرخ پتھر، مراد معشوق کا سرخ ہونٹ۔ ساغر: پیالہ، جام۔
 بلورین: صاف، شفاف، چمکدار۔ اشک: آنسو۔

ترجمہ تیرا سرخ ہونٹ میٹھی شراب اور پیالہ معدن ہے، تیرا جسم ساغر اور اس کی شراب روح
 ہے۔ وہ شفاف پیالہ جو شراب سے چھلک رہا ہے ایک ایسا آنسو ہے جس میں خون جگر پوشیدہ ہے۔
 بر طرز سپہر خاطر م روز نخست (۶۱) لوح و قلم و بہشت و دوزخ می جست
 پس گفت مرا معلّم از علم درست لوح و قلم و بہشت و دوزخ با تست
 معانی: طرز: طور، طریقہ، روش۔ معلّم: تعلیم دینے والا۔ لوح: تختی، وہ جگہ جہاں سب
 کے اعمال درج ہوتے ہیں۔

ترجمہ آسمان کی طرح میرے دل نے روز اول ہی سے لوح و قلم اور جنت و جہنم کی تلاش
 شروع کر دی تھی تو اسی وقت استاد نے مجھے اپنے صحیح علم سے بتایا کہ لوح و قلم اور جنت و جہنم (سب
 کچھ) تیرے ہی لیے ہے۔

بسیار بگردیم به گرد درو دشت (۶۲) یک کار من از گشت همی نیک نگشت
 در نا خوشی زمانہ باری عمرم گر خوش بگذشت یکدمی خوش بگذشت
 ترجمہ: آباد و ویرانے کی ہم نے بہت خاک چھانی لیکن اس خاک چھاننے سے میرا ایک

کام بھی نہ بن سکا۔ زمانے کے غم و اندوہ میں اگر میری زندگی کا ایک لمحہ بھی خوشی سے گزر گیا تو گویا وہ ایک لمحہ اچھا گزر گیا۔

در پردهٔ اسرار کسی را رہ نیست (۶۳) زین تَغیہ جان ہیچکس آگہ نیست
جز در دلِ خاک ہیچ منزلگہ نیست افسوس کہ این فسانہ ہم کو تہ نیست
معانی: اسرار: 'سر' کی جمع بمعنی راز۔ رہ: = راہ، راستہ۔ تعبہ: پہیلی۔ آگہ: = آگاہ، با
خبر۔ منزلگہ: = منزل گاہ، بٹھرنے کی جگہ۔ کو تہ: = کوتاہ، مختصر۔

ترجمہ: رازوں کے پردے میں کسی کو جانے کی اجازت نہیں ہے، اس پہیلی سے کوئی
واقف نہیں ہے، قبر کے سوا کوئی مسکن نہیں ہے، افسوس کہ یہ افسانہ بھی مختصر نہیں ہے۔

ہر سبزہ کہ بر کنارِ جوی زستہ است (۶۴) گویا ز لبِ فرشتہ جوی زستہ است
ہاں بر سرِ سبزہ پا بہ خواری نئیہی کان سبزہ ز خاکِ لالہ زوی زستہ است
معانی: فرشتہ خو: فرشتہ صفت، (مجازاً) معشوق، محبوب۔ پا بہ خواری نہادن:
خفت اور ذلت سے کسی چیز پر چلنا، پایمال کرنا۔ لالہ رو: سرخ چہرے والا، دلبر، معشوق۔
ترجمہ: ہر سبزہ جو کسی دریا کے کنارے آگاہے گویا کسی محبوب کے ہونٹ سے آگاہے،
خبردار سبزہ پر حقارت سے نہ چل کیونکہ وہ سبزہ کسی دلبر کی مٹی سے آگاہے۔

می بر کفِ من نہ کہ دلم در تابست (۶۵) وین عمرِ گریز پای چون سیمابست
بر خیز کہ بیداری دولتِ خوابست دریاب کہ آتشِ جوانی آبست
معانی: نہ: = پتہ 'نہادن' سے فعل امر، رکھ دے۔ گریز پای: گذر جانے والی۔ سیماب:
پارہ۔ آب: پانی، فنا ہو جانے والا۔

ترجمہ: میرے ہاتھ میں شراب دے کیونکہ میرا دل درد کی وجہ سے پیچ و تاب کھا رہا ہے
اور یہ گذر جانے والی عمر پارہ کی مانند ہے۔ بیدار ہو جا کیوں کہ حکومت کی بیداری خواب (کے مثل
ناپائیدار) ہے اور جان لے کے جوانی کا جوش فنا ہو جانے والا ہے۔

در دھر بر نہا لی تحقیق نرست (۶۶) زیرا کہ در این راہ کسی نیست درست
ہر کس زدہ دست عجز در شاخی سست امروز چون دی شناس و فردا چورنخست

معانی: دھر: زمانہ، دنیا۔ بر: درخت کا پھل۔ نہال: پودا۔ دی: گذرا ہوکل۔ فردا: آنے والا کل۔

ترجمہ: دنیا میں تحقیق و جستجو کا پودا بار آور نہ ہوا اس لئے کہ اس راہ میں کوئی ثابت قدم نہ رہا۔ ہر شخص نے ایک شاخ پر عاجزی کا ہاتھ نرمی سے رکھا، آج کو گزشتہ کل جیسا جان اور آنے والے کل کو بھی روز اول ہی جیسا شمار کر۔

آن بہ کہ درین زمانہ کم گیری دوست (۶۷) با اہل زمانہ صحبت از دور نکوست
و آن کس کہ بہ جملگی ترا تکیہ بدوست چون چشم خرد باز کنی دشمنت اوست
معانی: اہل زمانہ: دنیا والے، مطلب پرست۔ صحبت: بات چیت۔ بہ جملگی: بھرپور، پورا پورا۔ تکیہ: بھروسہ۔

ترجمہ: بہتر یہی ہے کہ تو اس زمانے میں کم دوست بنائے اور ابنائے زمانہ کے ساتھ دور سے صاحب سلامت اچھی ہے، جس شخص پر تیرا پورا پورا بھروسہ ہے اگر تو عقل کی رو سے دیکھے تو وہی تیرا دشمن ہے۔

ای آمدہ از عالم روحانی تفت (۶۸) حیران شدہ در پنج و چہار و شش و ہفت
می خور چون ندانی ز کجا آمدہ ای خوش باش ندانی بکجا خواہی رفت
معانی: عالم روحانی: وہ جگہ جہاں روحیں رہتی ہیں۔ تفت: بہت جلدی، لمحہ بھر میں۔
ترجمہ: اے وہ شخص جو عالم ارواح سے لمحہ بھر میں آگیا اور چہار و پنج اور شش و ہفت میں مبتلا ہو گیا۔ جب تو نہیں جانتا کہ کہاں سے آیا ہے تو شراب پی اور خوش رہ اس لیے کہ تو نہیں جانتا کہ کہاں جائے گا۔

نوٹ: اس رباعی میں چہار سے مراد عناصر اربعہ (آگ، پانی، مٹی، ہوا)، پنج سے مراد حواس پنجگنا نہ (چاہے وہ ظاہری ہوں جیسے سامعہ، باصرہ، شامہ، ذائقہ، لامسہ، یا باطنی ہوں جیسے حس مشترک، خیال، وہم، حافظہ، متصرفہ)، شش سے مراد چھ جہتیں (فوق، تحت، امام، خلف، یمن، یسار) اور ہفت سے مراد ساتوں آسمان ہیں جن کے مطالعے اور مشاہدے میں انسان حیران و سرگردان ہو جاتا ہے اس سلسلہ میں اس کا علم جتنا بڑھتا جاتا ہے وہ اتنا ہی الجھتا چلا جاتا ہے

یہ ایک ایسا عقدہ ہے جو کبھی نہ کھلا ہے اور نہ کھل سکے گا۔

ہر چند کہ از گناہ بد بختم و زشت (۶۹) نو مید نیم جو بت پرستان ز گنشت
افنا سحری کہ میرم از مخموری می خواہم و معشوق چہ دوزخ چہ بہشت
ترجمہ: ہر چند میں گناہ کی وجہ سے بد بخت اور برا ہوں لیکن بت پرستوں کی طرح بت
خانہ سے مایوس نہیں ہوں، لیکن جس صبح کو میں مدہوشی کی وجہ سے مروں تو شراب اور معشوق طلب
کروں گا، کیا جہنم اور کیا جنت (مجھے اس کی پروا نہیں رہے گی)۔

می گر چہ بہ شرع زشت نامست، خوش است (۷۰) چون در کفِ شادلی غلامست، خوش است
تلخست و حرام است، خوشم می آید دیربست کہ تا ہر چہ حرام است خوشست
معانی: شرع: شریعت، دین، مذہب۔ شاہد: معشوق، محبوب۔ غلام: نو جوان، کم عمر
لڑکا جس کے چہرے پر داڑھی کی جگہ سبزی مائل ہلکے ہلکے بال ہوں۔

ترجمہ: شراب اگرچہ شریعت میں حرام ہے لیکن بھلی لگتی ہے، اور جب کسی نو جوان معشوق
کے ہاتھ میں ہو تو اور اچھی ہے، کڑوی اور حرام ہے لیکن مجھے بھلی لگتی ہے کیونکہ مدت ہوئی کہ مجھے ہر
حرام چیز اچھی لگتی ہے۔

چندین غم مال و حسرت دنیا چیست (۷۱) ہر گز دیدی کسی کہ جاوید بزیست
این یک نفسی کہ در تنت عاریتست با عاریتی عاریتی باید زیست
معانی: حسرت: تأسف، کسی چیز کے نہ ملنے کا افسوس۔ جاوید: ہمیشہ رہنے والا،
داغی۔ عاریت: ادھار، چند روزہ۔

ترجمہ: دنیا کی حسرت اور مال و دولت پر اس قدر غم کھانا کیا ہے، کیا کبھی تو نے دیکھا کہ
کوئی ہمیشہ زندہ رہا ہو، یہ ایک سانس جو تیرے بدن میں ہے قرض ہے تو قرض کے ساتھ قرض ہی
جیسی زندگی گذارنی چاہیے۔

روزی کہ شود إِذَا السَّمَاءُ انشَقَّتْ (۷۲) واندم کہ بود إِذَا النُّجُومُ انْكَدَرَتْ
من دامن تو بگیری اندر عرصات گو یم صنما بایِ ذَنْبِ قُتِلَتْ
معانی: عرصات: میدان حشر۔ صنما: اے معشوق، اے محبوب۔

ترجمہ جس دن آسمان شگافتہ ہو جائیں گے اور وہی وقت ہوگا جب ستارے دھندلے ہو جائیں گے۔ میں میدانِ حشر میں تیرا دامن پکڑ لوں گا اور کہوں گا کہ اے محبوب! کس گناہ پر قتل ہوا۔
نوٹ: اِذَا السَّمَاءُ انشَقَّتْ (سورہ انشقاق، آیت نمبر ۱): جب آسمان پھٹ جائے گا۔ اِذَا النُّجُومُ انكَدَرَتْ (سورہ تکویر، آیت نمبر ۲): جب ستارے دھندلے ہو جائیں گے۔
بِأَيِّ ذَنْبٍ قُتِلَتْ (سورہ تکویر، آیت نمبر ۹): کس گناہ پر قتل کی گئی۔ اس آیت سے اس واقعہ کی طرف اشارہ ہے کہ عرب میں یہ دستور تھا کہ لڑکیوں کو پیدا ہوتے ہی زندہ درگور کر دیا جاتا تھا کیونکہ اس وقت لڑکیوں کا پیدا ہونا والدین کے لیے عار سمجھا جاتا تھا۔ خیام کہتا ہے کہ ہم نے تو تمہارا کچھ بگاڑا نہیں تھا تو پھر تو نے اپنے ناز و ادا سے ہمیں کیوں قتل کیا، ہم حشر میں تیرا دامن پکڑیں گے اور خدا کی بارگاہ میں تیری شکایت کریں گے۔

بعض افراد نے یہاں پر اعتراض کیا ہے کہ آخری مصرعے میں مرد کے لیے ”قُتِلَتْ“ (فعل ماضی مجہول صیغہ واحد مونث) مونث کا صیغہ استعمال کیا گیا ہے جو خیام جیسا عالم اور عربی زبان کا ماہر نہیں کر سکتا اس لیے یہ رباعی اس کی نہیں ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ تلمیح کے طور پر استعمال ہوا ہے اور اس سے قُتِلَتْ ہی مراد ہے، کیونکہ قرآن کی آیت اور قافیے کی رعایت اسی کی متقاضی تھی۔

گر کارِ تو نیک است به تدبیر تو نیست (۷۳) وز سرِ برود نیز به تَقْصِیرِ تو نیست
تَسْلِیم و رضا پیشہ کن و شاد بزی چون نیک و بدِ جهان به تدبیرِ تو نیست
معانی: تدبیر: سوچہ بوجہ، حکمت۔ از سر رفتن: بگڑ جانا۔ تقصیر: کمی، کوتاہی۔
تسلیم: راضی بہ رضا، خود کو کسی کے سپرد کرنا۔ رضا: خوشنودی، مرضی۔

ترجمہ: اگر تیرا کام تیری مرضی کے مطابق ہے تو تیری حکمت کی وجہ سے نہیں ہے اور اگر بگڑ جائے تو بھی (اس میں) تیری کوتاہی نہیں ہے۔ تسلیم و رضا کو اپنا پیشہ بنا لے اور خوشی سے زندگی گزار کیونکہ دنیا کی اچھائی اور برائی تیری تدبیر سے باہر ہے۔

چون مُردنِ تو مُردنِ یکبار گئی است (۷۴) یکبار بمیر، این چہ بیچار گئی است
خونی و نجاستی و مُشتی رگ و پوست در کارِ نبردِ این چہ غم خوار گئی است

معانی: یکبارگی: اچانک، یکایک۔ بیچارگی: بے بسی۔ رگ و پوست: = نس اور کھال، اعضا و جوارح۔ غم خوارگی: غم کھانا۔

ترجمہ: جب تیرا مرنا اچانک مرنا ہے تو ایک بار مرجا، یہ کیسی بے بسی ہے۔ تھوڑا سا خون۔ نجاست اور اعضا و جوارح (ایک دن) کام نہ کریں گے پھر کس بات کا غم کھاتا ہے۔

ای مردِ خرد، حدیثِ فردا ہوس است (۷۵) دردِ ہر زدن لافِ سخنِ ہا ہوس است
امروز چنین ہر کہ خرد مند کس است داند کہ ہمہ جہان چنین یک نفس است
معانی: حدیث: بات، گفتگو۔ لاف زدن: ڈینگیں مارنا۔ نفس: سانس، لمحہ، لمحہ۔
ترجمہ: اے عقلمند کل کی گفتگو بے فائدہ ہے اور زمانے میں لمبی باتیں کرنا فضول ہے۔
آج جو شخص عقلمند ہے وہ جانتا ہے کہ پوری دنیا ایک سانس کے مثل (بے حقیقت) ہے۔

خیام کہ خیمہ ہایِ حکمت می دوخت (۷۶) در کورۂ غم فتاد و ناگاہ بسوخت
مقراضِ اجل طنابِ عمرش جو برید دلّالِ قضا بہ رایگانِش بفروخت
معانی: کورہ: لوہاروں کی بھٹی۔ مقراض: قینچی۔ اجل: موت۔ طناب: رتی، ڈوری۔
دلّال: سودا کرانے والا، دلّالی کرنے والا۔ قضا: تقدیر، موت۔

ترجمہ: خیام جو حکمت کے خیمے سلتا تھا غم کی بھٹی میں گر پڑا اور اچانک جل گیا، جب موت کی قینچی نے اس کی عمر کی رتی کاٹ دی تو تقدیر کے دلّال نے اسے مفت میں بیچ ڈالا۔

در روی زمین اگر مرا یک خشت است (۷۷) آن وجہ می است گر چہ نامی زشت است
گو بند ترا وجہ می فردا نیست ذراعہ و دستارِ زمریم رشت است
معانی: وجہ: روپیہ پیسہ، خرچ کرنے کی چیز۔ زشت: برا، ناگوار۔ ذراعہ: اوئی کپڑا،
وہ کپڑا جو صوفی پہنتے ہیں۔ دستار: پگڑی۔ رشتن: کاٹنا، اسی سے رشت بنا ہے۔ رشتہ: مریم:
حضرت مریم کا کاٹا ہوا سوت، مشہور ہے کہ حضرت مریم کا کاٹا ہوا سوت بہت اچھا ہوتا تھا۔

ترجمہ: اگر دنیا میں میرے لیے ایک اینٹ بھی ہو تو وہ شراب خریدنے میں صرف ہوگی اگر
چہ یہ بدنامی کی بات ہے، کہتے ہیں کہ کل شراب خریدنے کے لیے تیرے پاس کچھ بھی نہیں ہے، میرا
سوتی کپڑا اور پگڑی حضرت مریم کے کاتے ہوئے سوت سے بنی ہے (جو میرے پاس ہے)۔

یک هفته شراب خوردہ باشی پیوست (۷۸) هان تا نَہی تو روزِ آدینہ زدست
در مذهبِ ما شنبہ و آدینہ یکیست جبار پرست باش، نہ روز پرست
معانی: پیوست: لگا تار، پے در پے۔ آدینہ: جمع۔ جبار پرست: خدا پرست۔
ترجمہ: ایک ہفتہ لگا تار شراب پیتا رہ یہاں تک کہ جمعہ کے دن کو بھی اپنے ہاتھ سے نہ
جانے دے یہی ہوشیاری ہے۔ ہمارے مذہب میں جمعہ اور سنیچر برابر ہیں، خدا پرست بن جانہ
کہ روز پرست۔

خاری کہ بہ زیرِ پایِ ہر حیوانیست (۷۹) زلفِ صنمی و ابرویِ جانانیست
ہر خشت کہ بر کنگرۂ آیوانی است انگشتِ وزیری و سرِ سلطانیست
معانی: زلف: بال، لٹ۔ ابرو: بھواں۔ کنگرہ: وہ طاقے جو فصیل قلعہ یا دوسری
عمارتوں میں بنائے جاتے ہیں۔

ترجمہ: وہ کاشا جو کسی حیوان کے پیر کے نیچے آگیا ہے، کسی معشوق کی زلف اور اس کا بھوں
ہے، ہر اینٹ جو کسی محل کے کنگورے میں لگی ہے وہ کسی وزیر کی انگلی اور کسی بادشاہ کا سر ہے۔

دلِ سزِ حیات را کما ہی دانست (۸۰) در موت ہم اسرارِ الہی دانست
امروز کہ با خودی ندانستی ہیچ فردا کہ ز خود زوی چہ خواہی دانست
معانی: کما ہی: عربی لفظ ہے جس کے معنی جیسا کی ہے یعنی پورا پورا۔

ترجمہ: دل نے زندگی کے راز کو پوری طرح سمجھ لیا، موت میں اسرارِ خداوندی ہیں اسے
بھی سمجھ لیا، آج جب کہ توبا ہوش ہے کچھ نہ سمجھا تو کل جب بے خود ہو جائے گا تو کیا خاک سمجھے گا۔

گر از پیِ شہوت و هوا خواہی رفت (۸۱) از من خبری کہ بی نوا خواہی رفت
بِنگر چہ کسی و از کجا آمدہ ای می دان کہ چہ می کنی، کجا خواہی رفت
معانی: هوا و ہوس: خواہشات۔ بی نوا: بے سرو سامان، مفلس۔

ترجمہ: اگر تو خواہشات کا پابند رہے گا تو مجھ سے سن لے کہ بے سرو سامان (دنیا سے)
جائے گا، دیکھ کہ تو کون ہے اور کہاں سے آیا ہے، اور جان لے کہ کیا کر رہا ہے اور کہاں جائے گا۔
نیکی و بدی کہ در نہادِ بشر است (۸۲) شادی و غمی کہ در قضا و قدر است

با چرخ مکن حوالہ، کاندہ رہ عقل چرخ از تو ہزار بار بیچارہ تر است
معانی: نہاد: فطرت، سرشت۔ بشر: انسان۔ شادی: خوشی۔ چرخ: آسمان۔ بی
چارہ: بے بس، مجبور۔

ترجمہ: اچھائی اور برائی جو انسان کی فطرت میں ہے، خوشی اور غم جو قضا و قدر میں ہے،
اسے آسمان کے حوالے نہ کر (یعنی اسے آسمان کی طرف سے نہ خیال کر) کیوں کہ عقلمند جانتے
ہیں کہ آسمان تجھ سے ہزار گنا مجبور ہے۔

این کوزہ جو من عاشق زاری بود دست (۸۳) در بند سر زلف نگاری بود دست
این دسته کہ در گردن او می بینی دستی ست کہ در گردن یاری بود دست
معانی: دستہ: قبضہ، گلاس وغیرہ کی اوٹھٹی، گلاس یا پیالے کا وہ حصہ جو اسے پکڑنے
کے لیے لگایا جاتا ہے۔

ترجمہ: یہ پیالہ میری ہی طرح ایک پریشاں حال عاشق رہا ہے اور کسی معشوق کی
زلف کے سرے کا اسیر رہا ہے، اور یہ دستہ جو تو اس کی گردن میں دیکھ رہا ہے، وہ ہاتھ ہے
جو (کبھی) کسی معشوق کی گردن میں رہا ہے۔

خیام ز بہر گنہ این ماتم چیست (۸۴) در خوردن غم فایده بیش و کم چیست
آن را کہ گنہ نکرد غفران نبود غفران ز برای گنہ آمد، غم چیست
معانی: غفران: بخشش، عفو۔

ترجمہ: اے خیام! گناہ کی وجہ سے یہ آہ و زاری کیسی ہے، غم کھانے میں کمی اور بیشی کا کیا
فائدہ ہے۔ جس شخص نے گناہ نہ کیا ہو اس کے لیے بخشش نہیں ہوگی، بخشش تو گناہ ہی کے واسطے آئی
ہے پھر غم کیسا ہے۔

ہشدار کہ روزگار شور انگیز است (۸۵) ایمن منشین کہ تیغ دوران تیز است
در کام تو اگر زمانہ لو زینہ نہد زنہار فرو مبر کہ زہر آمیز است
معانی: ہشدار: آگاہ ہو جا۔ شور انگیز: فتنہ پھیلانے والا۔ ایمن: محفوظ، آسودہ
خاطر۔ تیغ: تلوار۔ کام: منہ، دہن۔ لو زینہ: وہ حلوہ جس میں بادام وغیرہ ڈالی گئی ہو۔ زنہار:

ہرگز، خبردار۔ فرو بردن: نگلنا، گھونٹنا، کھانا۔

ترجمہ: آگاہ ہو جا کہ زمانہ فتنہ پھیلانے والا ہے، آرام سے نہ بیٹھ کیونکہ زمانے کی تلوار تیز ہے، اگر زمانہ تیرے منہ میں حلوہ بھی ڈالے تو خبردار نہ نگلنا کیوں کہ وہ زہر میں بجھا ہوا ہے۔

چون آب بہ جویبار، چون باد بدشت (۸۶) روزِ دگر از عمرِ من و تو بگذشت
تا من باشم غمِ دو روزہ نخورم روزی کہ نیا مدست و روزی کہ گذشت
معانی: جویبار: دریا، ندی۔ باد: ہوا۔ دشت: جنگل، صحرا۔

ترجمہ: جیسے پانی دریا میں اور ہوا جنگل سے گذرتی ہے ایک دن اور ہماری زندگی کا گذر گیا۔ جب تک میں زندہ رہوں گا، دو دنوں کا غم نہیں کروں گا، ایک وہ دن جو نہیں آیا ہے اور ایک وہ دن جو گذر گیا۔

طاسِ فلک از پیش دلآرایی تھیست (۸۷) آسودہ در این جہان نمی دانم کیست
آیمن نفسی ز مرگ می نتوان زیست پس فایده در جہانِ بی فایده چیست
معانی: طاس فلک: آسمان کا طشت۔ دلآرایی: محبت، دوستی۔ آسودہ: مطمئن، خوشحال۔

ترجمہ: آسمان کا طشت پہلے ہی سے محبت اور دوستی سے خالی ہے، اور مجھے نہیں معلوم کہ اس دنیا میں کون خوشحال ہے، ایک شخص بھی موت سے مطمئن ہو کر نہیں جی سکتا پھر بے کار دنیا میں فائدہ کیا ہے۔

تا باز شناختم من این پای ز دست (۸۸) این چرخِ فرومایہ مرا دست بیست
افسوس کہ در حساب خواهند نهاد غمِی کہ مرا بی می و معشوق گذشت
معانی: باز شناختن پای از دست: ہوش سنبھالنا۔ فرومایہ: پست، بے وقعت۔
ترجمہ: جب سے میں نے ہوش سنبھالا اس پست آسمان نے میرے ہاتھ باندھ دیے، افسوس! کہ میری اس عمر کو بھی حساب میں رکھیں گے جو بغیر معشوق اور شراب کے گذر گئی۔

از ہر زہ بہ ہر دری نمی باید تاخت (۸۹) با نیک و بد زمانہ می باید ساخت
از طاسکِ چرخ و کعبتینِ تقدیر ہر نقش کہ پیدا شود آن باید باخت

معانی: ہرزہ: بے کار، بے فائدہ۔ طاسک: چھوٹا طشت، پانسہ۔ کعبیتین: دو چھوٹے طشت جو زرد (شطرنج) کے کھیل میں استعمال ہوتے ہیں۔ تقدیر: قسمت۔

ترجمہ: بے فائدہ ہر در پر نہیں بھٹکنا چاہیے اور زمانے کے اچھے برے سے موافقت کر لینی چاہیے۔ آسمان کے پانے اور کعبیتین تقدیر سے جو نقش پیدا ہو اسی کو جیت لینا چاہیے۔
با دشمن و دوست فعلی نیکو نیکو ست (۹۰) بد گئی کند آنکہ نیکیش عادت و خوست
با دوست جو بد کنی شود دشمن تو با دشمن اگر نیک کنی گردد دوست
ترجمہ: دشمن اور دوست کے ساتھ اچھا برتاؤ ہی بہتر ہے، جس شخص کی فطرت نیکی کرنا ہو وہ بدی کب کر سکتا ہے۔ اگر تو دوست کے ساتھ بد سلوکی کرے گا تو وہ تیرا دشمن ہو جائے گا اور اگر دشمن کے ساتھ اچھا سلوک کرے تو وہ دوست ہو جائے گا۔

من هیچ ندانم کہ مرا آن کہ سرشت (۹۱) از اہل بہشت کرد یا از دوزخ زشت
جامی و بتی و بر بطنی بر لب کشت این چار مرا نقد و ثرا نسیہ بہشت
معانی: بت: صنم، معشوق۔ مربوط: ایک قسم کا ساز، عود۔

ترجمہ: میں کچھ بھی نہیں جانتا کہ جس نے مجھے پیدا کیا مجھے جنتیوں سے بنایا یا جہنمیوں سے۔ ایک جام شراب، ایک معشوق اور ایک برابط کسی سبزہ زار کے کنارے ہوں تو یہ چار چیزیں مجھے نقد اور تجھے ادھار جنت (مبارک ہو)۔

در دہ ہسر آن می کہ جہان را تاب است (۹۲) زان می کہ گل نشاط را مہتاب است
بشتاب کہ آتش جوانی آبست درباب کہ بیداری دولت خواب است
معانی: تاب: روشنی، رونق، پیچ و خم۔ نشاط: خوشی، شادمانی۔

ترجمہ: اے نوجوان! وہ شراب دے جس سے دنیا روشن ہے اور اس شراب سے (شراب دے) جس سے خوشی کا پھول کھل اٹھا ہے۔ جلدی کر کیونکہ جوانی کا جوش پانی کی مانند ہے اور جان لے کہ دولت کی بیداری خواب ہے۔

می خور کہ مدام راحت روح تو اوست (۹۳) آسایش جان و دل مجروح تو اوست
طوفان غم از آید از پیش و پست در بادہ گریز کہ کشتی نوح تو اوست

معانی: مدام: ہمیشہ، دائمی۔ راحت: آرام، چین، قرار۔ روح: جان۔ آسایش: آرام، چین، سکون۔

ترجمہ: شراب پی کہ ہمیشہ تیری روح کا قرار وہی ہے، تیرے زخمی دل اور جان کی آرام وہی ہے۔ اگر تیرے آگے اور پیچھے سے غم کا طوفان آجائے تو شراب کی طرف دوڑ کیونکہ تیرے لیے نوح کی کشتی (باعث نجات) وہی ہے۔

می خور دن من نہ از برای طرب است (۹۳) نی بھر فساد و ترک دین و ادب است خواہم کہ بہ بینخودی بر آرم نفسی می خور دن و مست بودم زین سبب است معانی: طرب: خوشی، عیش و عشرت۔ بینخودی: ہر شاری، مستی۔ بر آرم نفسی: کچھ لمحہ گزار لوں۔

ترجمہ: میرا شراب پینا عیش و عشرت کی وجہ سے نہیں ہے اور نہ ہی فتنہ و فساد برپا کرنے اور دین و ادب کے ترک کرنے کی وجہ سے ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ بے خودی کے ساتھ کچھ لمحہ گزار لوں، میرا شراب پینا اور مدہوش رہنا اس وجہ سے ہے۔

دنیا نہ مقام گشت و نہ جای نشست ست (۹۵) فرزانه درو خراب و اولی تر مست بر آتش غم ز بادہ آبی می زن زان پیش کہ در خاک زوی باد بہ دست معانی: مقام گشت: گھومنے پھرنے کی جگہ۔ فرزانه: عقلمند، خردمند۔ خراب: مخمور، مست۔ اولی تر: برتر، لائق تر، خوش حال، مست و مگن۔ باد بہ دست: خالی ہاتھ۔

ترجمہ: دنیا نہ گھومنے پھرنے کی جگہ ہے اور نہ بیٹھنے کی، عقلمند اس میں مدہوش اور مدہوش خوش حال رہتا ہے۔ غم کی آگ پر شراب چھڑک اس سے قبل کہ تو خالی ہاتھ قبر میں جائے۔

چون آمدنم بہ من نہ بد روز نخست (۹۶) وین رفتن بی مراد عزیمت درست بر خیز و میان ببند ای ساقی چست کا ندوہ جهان بہ می فرو خواہم شست معانی: بی مراد: بے مقصد، نامراد۔ عزیم: مصمم ارادہ، پکا ارادہ۔ میان: کمر۔ چست: مضبوط۔ اندوہ: غم، رنج و الم۔

ترجمہ: جب روز اول ہی میرا آنا میرے اختیار میں نہ تھا اور یہ (دنیا سے) نامراد جانا بھی

لازمی امر ہے تو اے ساقی! اٹھ جا اور کمر مضبوطی سے باندھ لے تاکہ میں دنیا کے غم و الم کو شراب سے دھو ڈالوں۔

گو بند مرا سنور کہ با حور خوش است (۹۷) من می گویم کہ آبِ انگور خوش است
این نقد بگیر، دست از ان نسیہ بشو کاوازِ ڈھل شنیدن از دور خوش است
معانی: سنور: جشن، خوشی۔ آب انگور: شراب۔ کاواز: = کہ + آواز۔ دھل: ڈھول، طبل۔

ترجمہ: مجھ سے لوگ کہتے ہیں کہ (جنت میں) حور کے ساتھ جشن منانا اچھا ہے میں کہتا ہوں کہ آب انگور (شراب) ہی بہتر ہے۔ اس نقد کو لے لے اور اُس ادھار کو چھوڑ اس لیے کہ ڈھول کی آواز سننا دور ہی سے اچھا لگتا ہے۔

در فصلِ بہار گر بُتِ حور سرشت (۱۰۰) پُر می قدحی دھد مرا بر لبِ کشت
گر چہ بر هر کس این سخن باشد زشت ازسگ بترم گر بزم نامِ بہشت
معانی: حور سرشت: خوبصورت، حسین۔ قدح: پیالہ، جام۔ بترم: = بدتر + ام، بدتر ہوں۔
ترجمہ: موسم بہار میں اگر خوبصورت معشوق مجھے سبزہ زار کے کنارے شراب سے لبریز پیالہ عنایت کرے تو (اس وقت) اگر میں جنت کا نام لوں تو میں کتے سے بھی بدتر ہوں، اگرچہ یہ بات ہر شخص کو بری لگے۔

مئی نوش کہ عمرِ جاودانی این است (۱۰۱) خود خاصیتِ دورِ جوانی این است
ہنگامِ گل و فل است و یارانِ سر مست خوش باش دمی کہ زندگانی این است
معانی: جاودانی: ہمیشہ رہنے والی، پائندہ، دائمی۔ گل و فل: گل بمعنی پھول اور مل بمعنی شراب، موسم بہار و شراب۔

ترجمہ: شراب پی کیونکہ دائمی زندگی یہی ہے اور خود عہدِ جوانی کی خاصیت بھی یہی ہے، بہار و شراب کا موسم ہے اور دوست مدہوش ہیں اس ایک لمحے کو خوشی سے گزار لے کیونکہ (اصل) زندگی یہی ہے۔

ای دل جو نصیب تو ہمہ خون شدن است (۱۰۲) احوالِ تو ہر لحظہ دگرگون شدن است

ای جان تو درین تنم چہ کار آمدہ ای چون عاقبتِ کارِ تو بیرون شدن است
معانی: نصیب: حصہ۔ عاقب کار: انجام کار، آخر کار۔ بیرون شدن: باہر ہونا، نکل جانا۔
ترجمہ: اے دل! جب تیرا نصیب سراسر خون ہونا اور تیرے حالات کو ہر لمحہ تبدیل ہونا
ہے تو اے روح تو اس بدن میں کس لیے آئی ہے جب آخر کار تجھے جسم سے باہر ہی ہو جانا ہے۔
با ما، درمِ قلب نمی گردد جفت (۱۰۳) جاروبِ طرب، خانہٴ ما پاک برفت
پیری ز خرابات برون آمد و گفت می خور کہ بعد ہات می با ید خفت
معانی: درم: قلب، کھوٹا سکہ، غیر خالص سکہ، ملاوٹی اور جعلی سکہ۔ جفت: جوڑا، ہمسر،
ساتھی۔ جاروب: جھاڑو، بھاری۔ پیو: بوڑھا، بزرگ۔ برون آمدن: باہر آنا، باہر نکلنا۔ عمرہا:
لمبی مدت، مدتوں۔

ترجمہ: کھوٹا سکہ ہمارا ساتھی نہیں بن سکتا، عیش و عشرت کے جھاڑو نے ہمارے گھر کو
صاف کر دیا۔ ایک بزرگ شراب خانے سے باہر آیا اور کہا شراب پی کہ تجھے مدتوں سونا ہے۔
خیام تنّت بہ خیمہ ای مانند راست (۱۰۴) سلطان روحست و منزلش دارِ فناست
فواش اجل ز بھر دیگر منزل از پا فگند خیمہ کہ سلطان بر خاست
معانی: دار فنا: فنا ہو جانے والا گھر، دنیا۔ فواش: فرش، بچھانے والا، وہ شخص جس کی دیکھ
رکھ میں خیموں کو نصب کیا جاتا یا اکھاڑا جاتا ہو۔ اجل: موت۔ از پا افگندن: جڑ سے اکھاڑ
دینا۔ سلطان: بادشاہ، حاکم۔

ترجمہ: اے خیام! تیرا بدن ایک خیمے کی طرح ہے جس کا بادشاہ روح اور منزل دنیا
ہے، فواش اجل نے دوسری منزل کے لیے خیمے کو گرا دیا کیونکہ سلطان اٹھ چکا ہے (یعنی جب
روح جسم سے نکل جاتی ہے تو جسم کی کوئی حقیقت نہیں رہ جاتی)۔

با ما فلک ار جنگ ندارد عجب است (۱۰۵) گر بر سر ما سنگ ندارد عجب است
قاضی کہ فروخت وقف و بادہ خرید در مدرسه گر بنگ ندارد عجب است
معانی: فلک: آسمان۔ قاضی: مُنصف، فیصلہ کرنے والا۔ وقف: اللہ کے نام پر

چھوڑی ہوئی چیز، اللہ کی راہ میں دی ہوئی جائیداد۔ بنگ: بھنگ، ایک نشہ آور چیز۔
ترجمہ: ہم سے زمانہ اگر جنگ نہیں کرتا تو تعجب کی بات ہے اور اگر ہمارے سر پر پتھر نہیں
برستا تو حیرت کی بات ہے۔ قاضی نے وقف کو بیچ ڈالا اور شراب نہ خریدی (پھر) اس کے مدرسہ
میں اگر بھنگ نہیں ہے تو تعجب کی بات ہے۔

بر جانِ شریف کو شناسایی نہیست (۱۰۶) داند کہ ہر آنچه آمد از جای گھہیست
چیزی کہ بہ ما می رسد از حکم شہی ست کونین ز ہر چہ می رود بی گنہیست
معانی: جایگاہ: مقام محل، مرتبہ۔ شہ: بادشاہ، (مجازاً) خدا۔ کونین: دونوں جہاں،
دنیا و آخرت۔

ترجمہ: پاک جان کی کسی کو آشنائی نہیں ہے، اور یہ بات ہر وہ شخص جانتا ہے جو کسی
بلند مقام سے آیا ہے۔ ہم پر جو کچھ بھی آن پڑتی ہے وہ خدا کے حکم سے ہے، دونوں جہاں جو کچھ
بھی ہو رہا ہے اس سے بے گناہ ہے۔

دارندہ چو ترکیبِ طبایع آراست (۱۰۷) از بہر چہ او فگندش اندر کم و کاست
گر نیک آمد شکستن از بہر چہ بود ورنیک نیامد این ضور، عیب کراست
معانی: طبایع: طبیعت کی جمع، مزاج، فطرت، عادت۔ ضور: صورت کی جمع، تصویر،
شکل، چہرہ۔

ترجمہ: بنانے والے نے جب طبیعتوں کا خمیر گوندھا تو کس وجہ سے اس میں کمی و کاستی
ڈال دی۔ اگر یہ صورتیں اچھی بنیں تو انھیں توڑنا کس وجہ سے ہے اور اگر یہ صورتیں ٹھیک نہ بنیں تو
اس میں کس کا عیب ہے۔

چون ابر بہ نو روز زخ لالہ بشست (۱۰۸) بر خیز و بہ جام بادہ کن عزم درست
این سبزہ کہ امروز تماشہ گہ تست فردا ہمہ از خاک تو بر خواہد رست
معانی: ابر: بادل، گھٹا۔ نوروز: ایرانیوں کے سال کا پہلا دن، ایران کا قومی تیوہار جو
ان کے سال کے پہلے مہینے کی پہلی تاریخ (۱ فروردین برطابق ۲۱ مارچ) کو منایا جاتا ہے۔ عزم

درست: پکا ارادہ، مصمم ارادہ۔ تماشا گاہ: تماشا + گاہ، تفریح کی جگہ۔

ترجمہ: جب بادل نے نور روز کو گل لالہ کے چہرے دھو دیے تو اٹھ جا اور جام شراب (پینے) کا مصمم ارادہ کر لے، یہ سبزہ جو آج تیری تفریح کی جگہ ہے کل سب طرح کے سزے تیری قبر سے اُگیں گے (اور وہ کسی اور کی تفریح کی جگہ ہوگی)۔

فصلِ گل و طرفِ جو یار و لبِ کشت (۱۰۹) بایک دو سہ تازہ لُعبتی حور سرشت
پیش آر قدح کہ بادہ نو شانِ صبح آسودہ ز مسجد اند و فارغ ز کُشت
معانی: فصلِ گل: موسم بہار۔ طرفِ جو یار: دریا کا کنارہ، ساحل۔ تازہ: نو عمر،
نوجوان۔ لعبت: گڑیا، معشوق۔ قدح: پیالہ۔ بادہ نو شانِ صبح: صبح کی شراب پینے
والے۔ آسودہ: مطمئن، بے نیاز۔

ترجمہ: موسم بہار، دریا کا کنارہ اور سبزہ زار کا گوشہ ہواور میں دو تین نو عمر خوبصورت
معشوق کے ساتھ رہوں تو جام شراب لے آؤ کیوں کہ صبح کی شراب پینے والے مسجد اور بتکدہ سے
بے نیاز ہیں۔

ای می لبِ لعلِ یار می دار بہ دست (۱۱۰) زان رو کہ شگرف داری این کار بہ دست
زان شد ز می لعلِ قدح بر خور دار کاورد بخونِ دل لبِ یار بہ دست
معانی: بدست داشتن: قابو میں رکھنا۔ شگرف: عجیب و غریب، بے نظیر۔ کاورد:
= کہ + آورد۔

ترجمہ: اے شراب معشوق کے سرخ ہونٹ کو قابو میں رکھ اس لیے کہ یہ عجیب و غریب کام
تیرے حوالے ہے۔ پیالے کو شراب سرخ اس لیے نصیب ہوئی کہ اس نے اپنے خون جگر سے
معشوق کے ہونٹ کو قابو میں کیا۔

عشق ار چہ بلاست آن بلا حکمِ خدا ست (۱۱۱) بر حکمِ خدا ملا متِ خلقِ چراست
چون نیک و بد خلق بہ تقدیرِ خداست پس روزِ پسین حساب بر بندہ چراست
معانی: ملامت: برا بھلا کہنا، لعن طعن کرنا۔ خلق: مخلوقات خدا، انسان۔ روزِ پسین:
قیامت کا دن، حشر و نشر کا دن۔

ترجمہ: عشق اگرچہ مصیبت ہے لیکن وہ مصیبت خدا کا حکم ہے پھر خدا کے حکم پر لوگوں کی ملامت کیسی ہے، جب لوگوں کی اچھائی اور برائی خدا کی تقدیر کے مطابق ہے تو قیامت کے روز بندے پر حساب و کتاب کیوں ہے۔

آباد ی میخانہ ز می خوردنِ ماست (۱۱۲) خونِ دو ہزار توبہ در گردنِ ماست
گر من نکنم گناہ رحمت چہ کند آرایشِ رحمت ز گنہ گردنِ ماست
ترجمہ: شراب خانے کی رونق ہمارے شراب پینے سے ہے، ہزاروں توبہ کا خون ہماری گردن پر ہے۔ اگر میں گناہ نہ کروں تو خدا کی رحمت کیا کرے گی، رحمت کی زینت ہمارے گناہ کرنے سے ہے۔

نہ لایقِ مسجد م نہ در خوردِ کنشت (۱۱۳) ایزد داند گلی مرا از چہ سرشت
چون کافرِ درویشم و چون قحبہ زشت نہ دین و نہ دنیا و نہ امیدِ بہشت
معانی: لایق: قابل۔ در خورد: لائق، قابل۔ ایزد: خدا، اللہ۔ درویش: فقیر، محتاج۔ قحبہ: بدکار عورت، بدچلن عورت۔

ترجمہ: نہ مسجد کے قابل ہوں نہ بت خانے کے لائق، خدا ہی جانتا ہے کہ اس نے میری مٹی کس چیز سے خمیر کی۔ میں فقیر کافر اور بد صورت بدکار عورت کی مانند ہوں نہ دین کا ہوں نہ دنیا کا اور نہ ہی مجھے جنت کی امید ہے۔

در ہر دشتی کہ لالہ زاری بودہ است (۱۱۴) آن لالہ ز خونِ شہریاری بودہ است
ہر برگِ بنفشہ کز زمین می روید خالیست کہ بر زخِ نگاری بودہ است
معانی: دشت: جنگل، صحرا۔ لالہ زار: چمن زار، گلزار۔ شہریار: بادشاہ۔ بنفشہ: ایک خود درخت جو جڑی بوٹی وغیرہ میں استعمال ہوتا ہے۔ خال: سیاہ تل۔ نگار: معشوق، محبوب۔
ترجمہ: ہر جنگل میں جو کوئی گلزار ہے وہ کسی بادشاہ کے خون سے سینچا گیا ہے اور ہر بنفشہ کا پودھا جو زمین سے اگتا ہے وہ کسی معشوق کے چہرے کا تل رہا ہے۔

با ما نگذارند دمی یارانت (۱۱۵) غمخوار شدم ز دستِ غمخوارانت
خورشید تو در زوزنِ ما چون افتد کز ذرہ فرو نند هوا دارانت

معانی: یاران: یار کی جمع، دوست، رفیق۔ غم خوار: غمگین، رنجیدہ۔ روزن: کھڑکی، روشندان۔ فزون: = افزون، زیادہ۔

ترجمہ: تیرے دوست تجھے ایک لمحے کے لیے بھی ہمارے پاس نہیں چھوڑتے، تیرے دوستوں کے ہاتھوں میں غمگین ہو گیا ہوں، تیرا خورشید ہمارے روشندان میں کیسے چمکے کیونکہ تیرے چاہنے والے (شمار میں) ذروں سے بھی زیادہ ہیں۔

چون دی و پری مایہ بی کار گذشت (۱۱۶) شادی و غم و محنت و تیمار گذشت
امروز بہ آنچه می رسد خوش می باش کین نیز چنانکہ آمد انگار گذشت
معانی: دی: کل۔ پری: پرسوں۔ تیمار: مرلیض کی خبر گیری، ہمدردی، غمخواری۔ کین: = کہ + این، کہ یہ۔

ترجمہ: جب کل اور پرسوں فضول کاموں میں گزر گئے۔ خوشی اور غم، مشقت اور غمخواری میں گزر گئے تو آج جو کچھ تمہیں پہنچ رہا ہے اسی میں خوش رہ کہ یہ بھی جیسے آیا ہے سمجھ لے ویسے ہی گزر گیا۔

از گردشِ چرخ هیچ مفہوم نیست (۱۱۷) جز رنجِ زمانہ هیچ مفہوم نیست
ہر چند بہ کارِ خویش در می نگرم عمری بگذشت و هیچ معلوم نیست
معانی: مفہوم: جو چیز سمجھ میں آئے، معلوم۔ موہوم: جو خیال میں آئے، معلوم۔
ترجمہ: آسمان کی گردش کے سلسلے میں مجھے کچھ بھی علم نہیں ہے، سوائے زمانے کے غم و الم کے مجھے کچھ بھی معلوم نہیں ہے، ہر چند اپنے امور کے بارے میں فکر کرتا ہوں لیکن ایک عمر گزر گئی اور مجھے کچھ بھی معلوم نہ ہو سکا۔

پیش از من و تو لیل و نہاری بودست (۱۱۸) گردندہ فلک برای کاری بودست
زنہار قدم بہ خاک آہستہ نہی کان مردمک چشم نگاری بودست
معانی: لیل: رات۔ نہار: دن۔ گردندہ: گردش کرنے والا، گھومنے والا۔ کان: = کہ + آن، کہ وہ۔ مردمک: آنکھ کا سیاہ تل، آنکھ کی پتلی۔

ترجمہ: ہم سے پہلے بھی دن و رات رہے ہیں، گردش کرنے والا آسمان اسی کام کے لیے

رہا ہے۔ خبردار زمین پر آہستہ سے قدم رکھو اس لیے کہ وہ کسی معشوق کی آنکھ کی پتلی رہی ہے۔
 در بزم خرد عقل دلیل سرہ گفت (۱۱۹) از روم و عرب میمنہ و میسرہ گفت
 گر نا اہلی گفت کہ می ناسرہ است من چون شنوم چونکہ خدایش سرہ گفت
 معانی: سرہ: منتخب، اچھی، خالص، بٹن۔ میمنہ: دائیں بازو کی فوج۔ میسرہ: بائیں
 بازو کی فوج۔ نا اہل: جوابل نہ ہو، نالائق۔ ناسرہ: ناخالص، ملاوٹی۔

ترجمہ: عقل نے اپنی محفل میں ایک بٹن دلیل بیان کی، روم و عرب کے میمنہ و میسرہ کے سلسلے
 میں گفتگو کی، اگر کوئی نا اہل کہے کہ شراب ناخالص ہے تو میں کیوں سنوں جب کہ خدا نے اسے خالص کہا۔
 ساقی قدحی کہ ہست عالم ظلمات (۱۲۰) جز روی تو نیست در جہان آب حیات
 از جان و جہان و ہر چہ در عالم ہست مقصود توای و بر محمد صلوات
 اے ساقی شراب کا پیالہ لے آ کیونکہ دنیا تاریک ہے، تیرے چہرے کے علاوہ دنیا میں
 آب حیات نہیں ہے۔ جان اور جہاں اور جو کچھ دنیا میں ہے ان سے صرف تو ہی مقصود ہے اور محمد
 (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر درود ہو۔

ساقی می معرفت مرا مکرمت است (۱۲۱) در مشرب بی معرفتانی معصیت است
 بی معرفت آدمی چہ کار آید ہیچ مقصود ز آدمی ہمیں معرفت است
 معانی: مکرمت: عزت، شرف۔ مشرب: مذہب، طور طریقہ۔
 ترجمہ: اے ساقی شراب معرفت میرے لیے باعث عزت و شرف ہے اور بے معرفت
 لوگوں کے مذہب میں گناہ ہے، بے معرفت آدمی کس کام کا ہے، بے کار ہے! کیونکہ آدمی کا مقصود
 یہی معرفت ہے۔

ساقی فلک از بحر عطای تو کفیست (۱۲۲) در کوی تو صد کعبہ جان در طرفیست
 در کعبہ جان زہی شرف گر برسم ور در وہ کعبہ ہم بمیرم شرفیست
 معانی: بحر: سمندر۔ کف: ہتھیلی، جھاگ۔ در طرف بودن: آنکھوں میں ہونا، سر
 آنکھوں پر ہونا۔ زہی شرف: قابل شرف۔
 ترجمہ: اے ساقی آسمان تیری بخشش کے سمندر کا ایک جھاگ ہے تیرے کوچے میں

سیکڑوں کعبہ جان سر آنکھوں پر ہیں۔ اگر کعبہ جان میں پہنچ جاؤں تو میرے لیے باعثِ شرف ہے لیکن اگر کعبے کے راستے میں بھی مر گیا تو شرف کی بات ہے۔

ساقی نظری کہ دل خوش از دیدنِ تُست (۱۲۳) جان شاد ز خوشہ چینی خبر منِ تُست
نا گفتمہ دلت ضمیرِ ما می داند جامِ جم عاشقانِ دلِ روشنِ تُست
معانی: خوشہ چینی: کھیت کٹنے کے بعد گرے ہوئے خوشے چننا، دوسروں سے فائدہ اٹھانا۔ خرمن: کھلیان۔ ضمیر: دل کی بات، پوشیدہ بات۔ جامِ جم: جامِ جشید، وہ پیالہ جس میں جشید دنیا کے حالات کا مشاہدہ کیا کرتا تھا۔

ترجمہ: اے ساقی ایک نظر کرم کر دے کیوں کہ دل تیرے دیدار سے خوش ہوتا ہے، روح تیرے خرمن کی خوشہ چینی سے خوش ہوتی ہے۔ بغیر بتائے تیرا دل ہمارے رازوں کو جانتا ہے عاشقوں کا جامِ جشید تیرا روشن دل ہے۔

این گنبد لا جور دی و ز زین طشت (۱۲۴) بسیار بگشتہ است و دگر خواهد گشت
یک چند ز اقتضایِ دورانِ قضا ما نیز چو دیگران رسیدیم و گذشت
معانی: لا جور دی: نیلا، آسمانی۔ ز زین: سنہرا۔ اقتضا: خواہش۔ دوران: کسی نقطے یا چیز کے گرد گھومنا۔ قضا: تقدیر۔

ترجمہ: اس نیلے گنبد اور سنہرے طشت نے بہت گردش کی ہے اور گردش کرتا رہے گا، قضا و قدر کی مرضی کے مطابق تھوڑی دیر کے لیے ہم بھی دوسروں کی طرح آئے اور چلے گئے۔
این خاک رہ از خواجه بخاری بودست (۱۲۵) در وقتِ خود او بزرگواری بودست
هر جا کہ قدمِ نہی یقین می پندار کانِ دستِ کریم شہسوارِ بودست
معانی: بخار: غبار، بھاپ۔ بزرگواری: باعزت، شریف۔ کریم: مہربان، نرم دل۔
شہسوار: سواروں کا سردار۔

ترجمہ: یہ راستے کی مٹی واعظ کے جسم کا غبار ہے اور اپنے زمانے میں وہ بہت باعزت تھا، جہاں بھی تو قدم رکھے تو یقین جان کہ وہ کسی مہربان شہسوار کا ہاتھ ہے۔

یک جرعه می ز ملک کاؤس بہ است (۱۲۶) وز تختِ قباد و مملکتِ طوس بہ است

ہر نالہ کہ رندی بہ سحر گاہ زند از طاعتِ زاهدانِ سالوس بہ است
معانی: بخور عہ: گھونٹ۔ کاؤس: ایران کے ایک بادشاہ کا نام۔ قباد: = قیقباد، ایران
کے ایک بادشاہ کا نام۔ سحر گاہ: صبح کے وقت۔ نالہ زدن: آہ و زاری کرنا۔ سالوس:
مکار، ریاکار۔

ترجمہ: شراب کا ایک گھونٹ کاؤس کی حکومت سے بہتر ہے، قیقباد کے تخت اور طوس کی
حکومت سے بہتر ہے۔ ہر آہ و زاری جو کوئی رند صبح کے وقت کرتا ہے ریاکار زاهد و ص کی عبادت
سے بہتر ہے۔

رفتہ بہ خرابات بہ ایمانِ درست (۱۲۷) زُنارِ مغان را بہ میان بستم پُست
شاگردِ خرابات ز بدنامی من رختم بدر افگند و خرابات پُست
معانی: مغان: مغ کی جمع بمعنی آتش پرست، مجوسی۔ رخت: اثاثہ، سامان۔ بدر
افگندن: باہر بھینکانا۔ خرابات: میکدہ، شراب خانہ۔

ترجمہ: میں صحیح عقیدے کے ساتھ شراب خانے میں گیا، مغان کا جینیوا چھی طرح کمر میں
باندھ لیا، لیکن شراب خانے کے شاگرد نے میری بدنامی کی وجہ سے میرا سامان باہر پھینک دیا اور
شراب خانے کو دھو ڈالا۔

بتخانہ و کعبہ خانہ بندگی است (۱۲۸) ناقوسِ زدن ترانہٴ بندگی است
محراب و کلیسای و تسبیح و صلیب حَقًّا کہ ہمہ نشانہٴ بندگی است
معانی: ناقوس: گرجے کی گھنٹی۔ محراب: وہ کمان نما جگہ جہاں امام کھڑا ہو کر نماز
پڑھاتا ہے۔ تسبیح: اللہ کی پاکی بیان کرنا۔ صلیب: سولی، وہ نشان جس پر عیسائیوں کی
دانست میں حضرت عیسیٰ کو پھانسی دی گئی۔

ترجمہ: بت خانہ اور کعبہ دونوں عبادت کی جگہ ہیں، گرجے کی گھنٹی، بجانا عبادت کا ترانہ
ہے۔ محراب، گرجا، تسبیح اور صلیب یقین جانو، سب کی سب بندگی کی نشانیاں ہیں۔

ساقی قد حی کہ کارِ عالم نفسی ست (۱۲۹) کز شادی ازو یک نفس آن نیز بسی ست
خوش باش ز ہر چہ پیش آید بہ جہان ہر گز نشود چنانکہ دلخواہ کسی ست

معانی: نفیس: سانس، لمحہ۔ دلخواہ: مرضی کے مطابق، من موافق۔

ترجمہ: اے ساقی! شراب کا ایک پیالہ دے کیونکہ دنیا کے امور ناپائیدار ہیں اور اس سے لمحہ بھر کی خوشی بھی کافی ہے۔ دنیا میں تجھ پر جو کچھ بھی بیٹے اس سے خوش رہ کیونکہ یہ کسی کی خواہش کے مطابق کبھی نہیں ہو سکتی ہے۔

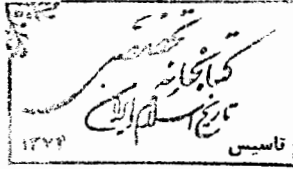
ساقی می ما ز عارضِ پُر خوی تُست (۱۳۰) چشمت نرسد کہ چشمِ ہا در پی تُست
سر چشمہ فیض جز لبِ لعل تو نیست صد خضر و مسیحِ جو عہ نوشِ می تُست
معانی: عارض: گال، رخسار، چہرہ۔ پُر خو: خوبصورت، حسین۔

ترجمہ: اے ساقی! ہماری شراب تیرے خوبصورت رخسار سے ہے، تجھے نظر نہ لگے کیوں کہ بہت سی آنکھیں تجھ پر لگی ہیں۔ سخاوت کا سرچشمہ تیرے سرخ ہونٹ کے سوا کچھ بھی نہیں ہے، سیکڑوں خضر اور عیسیٰ تیری شراب کا گھونٹ پینے والے ہیں۔

ساقی دلِ ما سوختہ از مُشتاقِ قیست (۱۳۱) باز آ کہ طیبِ دردِ مستانِ ساقیست
جان دادنِ امید است مُرا در قِدمت تا جانِ بو دمِ امید واری با قیست
ترجمہ: اے ساقی! ہمارا دل تیرے (وصال) کے اشتیاق سے جل اٹھا ہے واپس آ جا کیوں کہ مدہوشوں کے درد کا معالج ساقی ہوتا ہے۔ مجھے تیرے قدموں میں جان دیدینے کی آرزو ہے اور جب تک میں زندہ ہوں یہ آرزو باقی رہے گی۔

ساقی بہ بہشتِ این ہمہ مُشتاقِ قیست (۱۳۲) جنتِ می و ساقی بود و باقی قیست
این جا ست می و ساقی و آنجا ست ہمین پس در دو جہانِ بہ ز می و ساقی قیست
معانی: مُشتاقی: اشتیاق، خواہش۔ دو جہان: دنیا و آخرت۔

ترجمہ: اے ساقی تجھے جنت کا اس قدر اشتیاق کیوں ہے، جنت میں شراب و ساقی ہوگا اور باقی کیا ہے۔ یہاں بھی شراب و ساقی ہے اور وہاں بھی یہی چیزیں ہیں تو دونوں جہاں میں شراب و ساقی سے بہتر کیا ہے۔



ساقی دل من کہ شادی از غم نشناخت (۱۳۳) جز جام می از نعیم عالم نشناخت
 می ده کہ دم صبح جان بخش دم است کس غیر مسیح قدر این دم نشناخت
 معانی: نعیم: نعمت، انعام۔ دم: سانس، روح، گھونٹ۔ صبح: صبح کی شراب۔
 ترجمہ: اے ساقی! میرے دل نے خوشی کو غم سے نہ پہچانا، دنیا کی نعمتوں میں سے جام
 شراب کے علاوہ کچھ نہ پہچانا، شراب دے کہ صبحی کا گھونٹ روح کو قوت بخشنے والا ہے، حضرت
 عیسیٰ کے علاوہ کسی نے اس دم (گھونٹ) کی قدر نہ پہچانی۔

ساقی قدحی کہ آنکہ این خاک سرشت (۱۳۴) خط بر سر ماز مستی و عشق نوشت
 معمور بود به شاهد و بادہ جهان مو عود بود به کوثر و حورو بهشت
 معانی: معمور: آباد۔ شاهد: معشوق۔ مو عود: وعدہ کی ہوئی چیز، وہ شے جس کا
 وعدہ کیا گیا ہو۔

ترجمہ: اے ساقی! شراب کا پیالہ دے کیونکہ جس ذات نے اس خاک کا خمیر گوندا
 ہے ہماری قسمت میں مستی اور عشق لکھ دیا ہے۔ معشوق اور شراب سے دنیا آباد ہے کوثر،
 حور اور جنت کا صرف وعدہ ہے۔

از منزل کفر تا به دین یک نفس است (۱۳۵) وز عالم شک تا به یقین یک نفس است
 این یک نفس عزیز را خوش می دار کز حاصل عمر ما همین یک نفس است
 ترجمہ: کفر کی منزل سے دین تک ایک سانس کا فاصلہ ہے اور عالم شک سے یقین تک بھی
 ایک ہی سانس کا فاصلہ ہے۔ اس ایک پیاری سانس کو اچھی طرح گزار لے کیونکہ ہماری زندگی کا
 ما حاصل صرف یہی ایک سانس ہے۔

آن لعلِ گران بہا ز کانی دگر است (۱۳۶) وان دُرِ یگانه را نشانی دگر است
 اندیشہ این و آن خیال من و توست افسانہ عشق را زبانی دگر است
 معانی: گران بہا: قیمتی۔ دُرِ یگانه: گوہر یکتا، انوکھا موتی۔ اندیشہ: فکر، خیال۔
 ترجمہ: وہ سرخ قیمتی پتھر دوسری کان سے ہے اور اس گوہر یکتا کی علامت ہی انوکھی
 ہے، اس کی اور اس کی (امور دنیا) فکر کرنا ہماری خام خیالی ہے، فسانہ عشق کی زبان ہی کچھ اور ہے۔

امروز کہ نو بت جوانی من است (۱۳۷) می نو شم ازانکہ کامرانی من است
عیش مکنید اگر چہ تلخست خوش است تلخست از آنکہ زندگانی من است
ترجمہ: آج جب کہ میری جوانی کا زمانہ ہے تو شراب پیتا ہوں کیونکہ یہی میری کامیابی
ہے۔ شراب کی برائی مت بیان کرا اگرچہ تلخ ہے بھلی لگتی ہے، یہ تلخ اس وجہ سے ہے کہ میری زندگی
ہے (شاعر کی زندگی غم و اندوہ کی وجہ سے تلخ ہے اور شراب بھی تلخ ہے اس لیے شاعر نے استدلال
کیا ہے کہ شراب بذاتِ خود تلخ نہیں ہے بلکہ میری زندگی ہونے کی وجہ سے تلخ ہوگئی ہے)۔
ای دل چو زمانہ می کند غمناک (۱۳۸) ناگہ بزود ز تن روانِ پاکت
بر سبزہ نشین و خوش بزی روزی چند زان پیش کہ سبزہ بر دمد از خاکت
معانی: غمناک: غمگین، رنجیدہ۔ روان: روح۔

ترجمہ: اے دل جب زمانہ تجھے غمناک کرے اور ناگاہ تیرے بدن سے تیری پاک روح
نکل جائے۔ تو سبزہ پر بیٹھ اور کچھ دن خوشی سے گزار لے اس سے قبل کہ تمہاری قبر سے سبزہ اُگے۔
بخز حق حکمی کہ حکم را شاید نیست (۱۳۹) ہستی کہ ز حکم او برون آید، نیست
ہر چیز کہ هست آن چنان می باید آن چیز کہ آن چنان نمی باید نیست
معانی: حکم: حاکم، فیصلہ کرنے والا۔ حکم: فرمان۔

ترجمہ: خدا کے علاوہ کوئی حاکم حکم کے قابل نہیں ہے، کوئی موجود اس کے حکم سے باہر نہیں
ہے۔ جو چیز بھی ہے اسی طرح ہے جیسا ہونا چاہیے اور کوئی چیز کہ جس کو اس طرح نہیں ہونا چاہیے
نہیں ہے (یعنی ہر شے اپنے مقام پر ہے)۔

چون لالہ بہ نو روز قدح گیر بہ دست (۱۴۰) بالالہ رخی، اگر ترا فرصت هست
می نوش مخور غصہ کہ این چرخ کھن ناگاہ ترا چو خاک گر داند پست
معانی: قدح: پیالہ، جام۔ لالہ رخ: سرخ چہرے والا معشوق، خوبصورت۔

ترجمہ: اگر تجھے فرصت ملے تو کسی خوبصورت معشوق کے ساتھ نوروز کے دن لالہ کی طرح
پیالہ ہاتھ میں لے، شراب پی اور غم نہ کھا کیونکہ یہ آسمان اچانک تجھے خاک کی طرح پست کر دے گا۔
چون باد بدم آمدم چابک و چست (۱۴۱) زان پیش کہ بیچارہ تنم بود درست

از ضعف کنون چون نفّس بیماران می آیم و می روم د می ساکن و سست
معانی: چابک و چست: چست و چالاک، تیز رفتار۔ بی چارہ: کمزور، ناتواں۔
ضعف: بڑھاپا، ناتوانی۔ نفّس: سانس۔ ساکن: بے حرکت، ٹھہرا ہوا۔ سست: آہستہ۔
ترجمہ: اس سے قبل جب میرا کمزور بدن صحیح و سالم تھا تو ہوا کی طرح تیز رفتاری سے آتا
جاتا تھا، اب بڑھاپے کی وجہ سے مریضوں کی سانس طرح آتا جاتا ہوں ایک لمحہ ٹھہرتا ہوں اور
دھیرے دھیرے چلتا ہوں۔

بس خونِ کسان کہ چرخِ بی باک بریخت (۱۳۲) بس گل کہ بر آمد از گل و پاک بریخت
بر حسن و جوانی ای پسر غزہ مشو بس غنچہ بی نا شگفتہ بر خاک بریخت
معانی: بی باک: نڈر، بے خوف۔ غزہ: تکتیر، گھمنڈ۔ غنچہ: کلی۔ نا شگفتہ: وہ کلی جو
ابھی کھلی نہ ہو، بن کھلی۔

ترجمہ: نڈر آسمان نے بہت سے لوگوں کے خون بہائے، بہت سے پھول زمین سے
اُگے اور مرجھا گئے، اے نوجوان! حسن اور جوانی پر تکتیر نہ کر کیونکہ بہت سی بن کھلیاں مٹی
میں مل گئیں۔

ساقی قد حی کہ شمعِ دل در نگرفت (۱۳۳) تا ز آتش می زند گی از سر نگرفت
آہ از می لعلت کہ بر این بادۂ ناب ہر کس کہ لبی نہاد لب بر نگرفت
معانی: در گرفت: روشن ہونا۔ لب بر نگرفتن: ہونٹ نہ اٹھانا۔

ترجمہ: اے ساقی شراب کا پیالہ دے کہ دل کا چرخ روشن نہ ہو ایہاں تک کہ شراب کی
گرمی سے نئی زندگی کا آغاز نہ ہو جائے۔ افسوس تیری سرخ شراب پر کہ اس خالص شراب پر جس
نے بھی ہونٹ رکھا ہونٹ نہیں اٹھایا۔

ساقی عیش است و ماہ افرو ختہ است (۱۳۴) می دہ کہ فلک نکتہ ای آمو ختہ است
دانی کہ اجل چو برق خرمن سوز است تا در نگری خرمن ما سوختہ است
معانی: برق: بجلی۔ خرمن سوز: کھلیاں جلا دینے والی۔

ترجمہ: اے ساقی! خوشی کا موقع ہے اور چاند روشن ہے شراب دے کیونکہ آسمان نے

مجھے ایک انوکھی بات بتائی ہے، کیا تو جانتا ہے کہ موت کھلیان جلا دینے والی بجلی کے مثل ہے جب تک تو دیکھے گا ہمارا کھلیان جل چکے گا (یعنی موت آجائے گی)۔

ساقی چہ کنم کہ دل کبابم ز غمت (۱۳۵) مدھوش تر از مستِ شرابم ز غمت
 ہر چند کسی خرابیم شرح دہد با اللہ کہ بیش از ان خرابم ز غمت
 ترجمہ: اے ساقی! میں کیا کروں کہ تیرے غم سے دل کباب ہو چکا ہے، تیرے غم کی وجہ
 سے شراب کے خمار سے بھی زیادہ بدست ہوں۔ اگر کوئی شخص میری جتنی بھی خرابی بیان کر ڈالے
 اللہ کی قسم میں تیرے غم سے اس سے بھی زیادہ خراب ہوں۔

سیم ار چہ نہ مایہ خرد مندان است (۱۳۶) بی سیمان را باغِ جہان زندان است
 از دستِ ٹھی بنفشہ سر بر زانو ست وز کیسہ زرد ہان گل خندان است
 معانی: سیم: چاندی، مالداری۔ بی سیمان: جمع 'بی سیم' بمعنی فقیر، نادار۔ کیسہ:
 جیب، تھیلا۔

ترجمہ: مالداری اگرچہ عقلمندوں کا سرمایہ حیات نہیں ہے پھر بھی ناداروں کے لیے دنیا کا
 باغ قید خانہ ہے۔ ناداری کی وجہ سے ہمیشہ بنفشہ سر جھکائے رہتا ہے اور سونے کے تھیلے کی وجہ
 سے گلاب کا پھول ہنستا ہے۔

سر دفترِ عالم معانی عشق است (۱۳۷) سر بیتِ قصیدہ جوانی عشق است
 ای آنکہ خبر نداری از عالمِ عشق این نکتہ بدان کہ زندگانی عشق است
 معانی: سر دفتر: کتاب کا آغاز، وہ باتیں جو کتاب کے شروع میں لکھی جائیں۔ سر
 بیتِ قصیدہ: قصیدہ کا مطلع، قصیدے کا پہلا شعر۔

ترجمہ: عالم معانی کی کتاب کا سرورق عشق ہے، قصیدہ جوانی کا مطلع عشق ہے، اے وہ
 شخص جو عشق کی دنیا سے بے خبر ہے یہ نکتہ جان لے کہ زندگی صرف عشق ہے۔

طوریست کہ صد ہزار موسیٰ دید است (۱۳۸) دیرِ یست کہ صد ہزار عیسیٰ دید است
 قصرِ یست کہ صد ہزار قیصر بگذشت طاقِ یست کہ صد ہزار کسریٰ دید است
 معانی: طور: ایک پہاڑ کا نام جس پر حضرت موسیٰ خدا سے باتیں کرنے جایا کرتے تھے۔

ذیر: بت خانہ، صنم کدہ۔ قصر: محل۔ قیصر: روم کے بادشاہوں کا لقب۔ کسری: ایران کے بادشاہوں کا لقب۔

ترجمہ: دنیا ایسا طور ہے جس پر ہزاروں موسیٰ آچکے ہیں، یہ ایسا صنم کدہ ہے جسے ہزاروں عیسیٰ دیکھ چکے ہیں، یہ ایسا محل ہے جس میں ہزاروں قیصر رہ چکے ہیں اور ایسا طاق ہے جسے ہزاروں کسری دیکھ چکے ہیں۔

در میکدہ عشقِ ازل اسمِ منست (۱۳۹) رندی و پرستیدن می قسمِ منست
من جانِ جہانم اندر این ذیرِ مغان وین صورت کون جملگی جسمِ منست
معانی: جملگی: تمام، سب کی سب۔ ذیرِ مغان: مجوسیوں کا عبادت خانہ۔
ترجمہ: عشقِ ازل کے شراب خانے میں میرا نام لکھا ہے، شراب نوشی اور مے پرستی میری قسمت میں لکھی جا چکی ہے، میں اس مجوسیوں کے عبادت خانے کی روح ہوں اور یہ دنیا کی تمام صورتیں میرا ہی جسم ہیں۔

در دھر مرا شراب و شاہدِ ہوس است (۱۵۰) نہ چشم و دلم منتظرِ پیش و پس است
در دل نہ ز ہشیاری و مستی خبری مقصود من از ہر دو جہان یک نفس است
معانی: شاہد: معشوق، محبوب۔ منتظر: انتظار کرنے والا۔
ترجمہ: دنیا میں مجھے شراب اور معشوق کی ہوس ہے اور میری آنکھ اور دل پس و پیش کے منتظر نہیں ہیں، دل میں مستی اور ہوشیاری کی کوئی خبر نہیں ہے دونوں جہاں سے میرا مقصود صرف ایک لمحہ ہے (جو خوشی سے گزر جائے)۔

در وادیِ عیبِ خود دویدن ہوسست (۱۵۱) و ز عیبِ گسان نظر بُریدن ہوسست
زین سان کہ من احوالِ جہان می بینم دامن ز ز مانہ در کشیدن ہوسست
ترجمہ: (مجھے) اپنے عیب کی وادی میں دوڑنے کی آرزو ہے اور لوگوں کے عیب سے چشم پوشی کی خواہش ہے، (لیکن) اس طرح سے جب میں دنیا کے حالات دیکھتا ہوں تو زمانہ سے دوری اختیار کر لینے کی خواہش پیدا ہو جاتی ہے۔

گر بر فلکی بہ خاک باز آرندت (۱۵۲) و بر سر نازی بہ نیاز آرندت

فِي الْجُمْلَةِ تُو بَگْدَارِ جَدَلِ تَا بَتَوَانِي آزارِ مَجْوِي تَا نِيَا زَا رَنْدَتِ
ترجمہ: اگر تو بلندی پر ہے تو تجھے لوگ پستی میں کھینچ لائیں گے اور اگر تجھے خود سری پرناز
ہے تو لوگ تجھے محتاج بنادیں گے، خلاصہ یہ ہے کہ لڑائی جھگڑا چھوڑ اور جہاں تک ممکن ہو کسی کو
تکلیف نہ پہنچاتا کہ تجھے لوگ تکلیف نہ پہنچائیں۔

در نایِ قِرَابَةِ غُلْغُلِ مِی چہ خوش است (۱۵۳) آوازِ سِماعِ و نالۂ نئی چہ خوش است
در برِ بُتِ دلفریبِ و در سرِ میِ ناب فارغِ ز غمِ زمانہ میِ می چہ خوش است
معانی: نای: گلا، گردن۔ قریابہ: صراحی۔ غلغل: قلقل کی آواز۔ سماع: رقص و سرود۔
نی: بانسری۔ بر: بغل میں، پاس میں۔ می: می: بکمرہ تحسین۔

ترجمہ: صراحی کے گلے میں شراب کی قلقل (کی آواز) کتنی اچھی ہے، رقص و سرود
اور بانسری کی آواز کتنی اچھی ہے، بغل میں دلربا معشوق اور سر میں خالص شراب (کانشہ) ہو اور
زمانے کے غم سے بے پروا ہو جائیں تو کتنا اچھا ہے۔

ساقی دِلِ ما کہ دانۂ مِہرِ ثُو کاشت (۱۵۴) مِہرِ تُو نِہفتہ تَا ابدِ خواہد داشت
دامنِ مَفِشانِ ز نازِ برِ اہلِ نیاز کز دامنِ تُو دستِ نِخواہیم گذاشت
معانی: دانہ: بیج، تخم۔ نہفتہ: پوشیدہ۔ ابد: ہمیشہ۔

ترجمہ: اے ساقی! ہمارے دل نے تیری محبت کا بیج بویا ہے اس لیے تیری محبت ہمیشہ (اپنے اندر)
پوشیدہ رکھے گا۔ نیاز مندوں پرناز سے اپنا دامن نہ کھینچ کیونکہ ہم تیرے دامن سے
دست بردار نہیں ہوں گے۔

ساقی ز درتِ سفرِ نِخواہیم گرفت (۱۵۵) گر ہمِ پُکشیِ حَذَرِ نِخواہیم گرفت
گیرم کہ ز خاکِ برِ نِگیریِ سِرِ ما ما سرِ ز رہِ تُو برِ نِخواہیم گرفت
معانی: حذر: بچاؤ، دوری۔ گیرم: میں نے فرض کیا، میں نے مانا۔

ترجمہ: اے ساقی! تیری ڈیوڑھی سے ہم نہیں جائیں گے اگر قتل بھی کر دے تب بھی دوری
نہیں اختیار کریں گے۔ میں نے مانا کہ تو خاک سے ہمارا سر نہیں اٹھائے گا پھر بھی ہم تیرے
راستے سے سر نہیں اٹھائیں گے یعنی تیرا ساتھ نہیں چھوڑیں گے۔

ساقی بہ بزمِ گر بُتِ یاقوت لب است (۱۵۶) ور آپِ خضر بجای آبِ عنب است
گر زہرہ بود مطرب و عیسیٰ ہمدم چون دل نہ بجا بود نہ جای طرب است
معانی: بہ بزم: میری بغل میں، میرے پاس۔ یاقوت لب: سرخ ہونٹ والا،
معتوق۔ آب خضر: آب حیات، وہ پانی جسے پینے کے بعد موت نہ آئے۔ آب عنب:
شراب۔ زہرہ: ایک سیارہ کا نام۔ مطرب: گانا گانے والا، گویا۔

ترجمہ: اے ساقی! اگر بغل میں سرخ ہونٹ والا معتوق ہو اور شراب کی جگہ آب حیات
ہو، زہرہ گویا اور حضرت عیسیٰ ہم نشین ہوں پھر بھی اگر دل مطمئن نہ ہو تو یہ خوشی کا موقع نہیں ہے۔
ساقی ز می کہ لعلت آن را ساقیست (۱۵۷) دل بر نکم تا دمی از من باقیست
مشتاقم بہ دیدنت از ان گستاخم گستاخی من ز غایتِ مُشتاقیست
ترجمہ: اے ساقی! اس شراب سے جس کا تیرا سرخ ہونٹ ساقی ہے، دل نہ ہٹاؤں گا
جب تک میری زندگی کا ایک لمحہ بھی باقی ہے۔ تیرے دیدار کا مشتاق ہوں اس لیے گستاخ ہوں،
میری گستاخی شدتِ اشتیاق کی وجہ سے ہے۔

ساقی مہ ز خسارِ تو جانِ ہمہ است (۱۵۸) دلدارِ منست و دلستانِ ہمہ است
خورشیدِ صفت نہ مہر در آبِ خوش است تنها نہ از آن من کہ زانِ ہمہ است
معانی: دلدار: تسلی بخشنے والا، محبوب۔ دلستان: دل لے جانے والا، دل کو بے قرار
کرنے والا۔ آن: آرزو، خواہش۔

ترجمہ: اے ساقی! تیرے رخسار کا حسن سب کی جان ہے، میری دلجوئی کرنے والا اور
لوگوں کے دلوں کو اچک لینے والا ہے۔ اے سورج صفت! سورج پانی میں اچھا نہیں لگتا، تو صرف
میری ہی خواہش نہیں ہے بلکہ تو سبھی کی آرزو ہے۔

در عشقِ تو از ملا متمِ ننگی نیست (۱۵۹) با بی خردانِ درینِ سخنِ جنگی نیست
آن شرِ بتِ عاشقیِ ہمہ مردانِ راست نامردانِ را ازینِ قدحِ رنگی نیست
معانی: راست: = راست، کے لیے ہے۔ رنگی نیست: کوئی آشنائی نہیں ہے، کوئی
سرور کار نہیں ہے۔

ترجمہ: تیرے عشق میں مجھے کسی کی ملامت کا کوئی خوف نہیں ہے، بے وقوفوں کے ساتھ اس سلسلے میں کوئی بحث نہیں ہے، وہ عاشقی کا شربت تو تمام مردوں کے لیے ہے نامردوں کو اس جام سے کوئی سروکار نہیں ہے۔

گفتم کہ مگر دُرست باشد عہدَت (۱۶۰) بر قاعدہ نُخست باشد عہدَت
کی دانستم کہ ہمچو بنیادِ جہان ای نورِ دُر دیدہ ای سست باشد عہدَت
معانی: درست: سچا۔ عہد: وعدہ۔ قاعدہ: ضابطہ، دستور۔ سست: کمزور۔

ترجمہ: میں نے سوچا کہ شاید تیرا وعدہ سچا ہوگا اور پہلے کے ضابطے کے مطابق ہی تیرا عہد ہوگا، اے میری دونوں آنکھوں کے نور! میں کب جانتا تھا کہ دنیا کی بنیاد کی طرح تمہارا وعدہ کمزور ہوگا۔

گفتم کہ سِر زلفِ تو بس سر خور دست (۱۶۱) گفتا کہ تُو تنِ بِنہ اگر سر خور دست
گفتم روزی ز قامتِ بر نخورم گفتا کہ ز سرو گئی کسی بر خور دست
معانی: تن: نہادن: جسم حوالے کرنا۔ بر خوردن: پھل کھانا، باریاب ہونا، استفادہ کرنا۔
ترجمہ: میں نے کہا کہ تیری زلف کے سرے نے قتل عام کیا ہے تو اس نے جواب دیا کہ اگر زلف کے سرے قاتل ہیں تو اپنا جسم حوالے کر دے، میں نے کہا کبھی بھی میں نے تیری قامت سے استفادہ نہیں کیا تو اس نے جواب دیا کہ سرو سے کب کسی نے پھل کھایا ہے۔

گو یند مرا دوزخی باشد مَسْت (۱۶۲) قو لیست، خلاف دل باو نتوان بست
گر عاشقِ مست دوزخی خواہد بود فردا بینی بہشت ہمچو کفِ دست
معانی: ہمچو کفِ دست: ہتھیلی کی طرح، خالی۔

ترجمہ: بلوگ مجھ سے کہتے ہیں کہ شرابی دوزخی ہوگا یہ بات عقل کے خلاف ہے اس لیے اس کی پروا نہیں کرنی چاہیے۔ اگر مست عاشق جہنمی ہوگا تو کل (قیامت میں) تو دیکھے گا کہ جنت ہاتھ کی ہتھیلی کی طرح خالی ہوگی۔

فَاسِقِ خوانند مردمانم پیوست (۱۶۳) من بی گنہ ام خیالِ شان بین کہ چہ هست
بر من ز خلافِ شرع ای اہل صلاح جز خمر و لواطت و زنا چیزی هست
معانی: فاسق: بدکار، بے دین۔ خمر: شراب، شراب نوشی۔ لواطت: اغلام بازی،

لڑکوں کے ساتھ بد فعلی کرنا۔ زنا: حرام کاری، بد کاری۔

ترجمہ: مجھے لوگ ہمیشہ فاسق کہتے ہیں، میں بے گناہ ہوں (میرے سلسلے میں) ان کی سوچ تو دیکھو کہ کیا ہے؟ اے بھلے لوگو! مجھ پر خلاف شریعت شراب نوشی، لواطت اور زنا کے علاوہ کوئی اور جرم بھی ہے؟

نوٹ: اس رباعی کے مضمون کو دیکھتے ہی معلوم ہو جاتا ہے کہ یہ رباعی خیام کی نہیں ہے، اس لیے کہ ایک حکیم اور فلسفی کے منہ سے اس قسم کے مضامین ادا ہونا قرین عقل نہیں معلوم ہوتا یہی وجہ ہے کہ بہت سے مجموعوں میں یہ رباعی دیکھنے کو نہیں ملتی۔

دہ عقل ز نہ زواق و از ہشت بہشت (۱۶۳) ہفت اخترم از شش جہت این نامہ نوشت
کز پنج حواس و چار ارکان و سہ روح ایزد بہ دو عالم جو نویک کس نہرشت
معانی: دہ عقل: عقل عشرہ، مراد دس فرشتے۔ نہرواق: نو آسمان۔

ہشت بہشت: جنت کے آٹھوں درجات، یا آٹھ جنتیں ۱۔ خلد ۲۔ دار السلام ۳۔ دار
القرار ۴۔ عدن ۵۔ ماویٰ ۶۔ نعیم ۷۔ علیین ۸۔ فردوس۔ ہفت اختر: ساتوں سیارے، ۱۔ شمس
۲۔ قمر ۳۔ عطارد ۴۔ زہرہ ۵۔ مریخ ۶۔ مشتری ۷۔ زحل۔ شش جہت: چھ جہتیں، دائیں،
بائیں آگے، پیچھے، اوپر، نیچے۔ پنج حواس: اس کی دو قسمیں ہیں حواس ظاہری اور حواس باطنی،
حواس ظاہری یہ ہیں: ۱۔ باصرہ ۲۔ سامعہ ۳۔ شامہ ۴۔ ذائقہ ۵۔ لامسہ۔ حواس باطنی یہ ہیں:
۱۔ حس مشترک ۲۔ خیال ۳۔ وہم ۴۔ حافظہ ۵۔ متصرف۔ چار ارکان: عناصر اربعہ ۱۔ آگ
۲۔ پانی ۳۔ مٹی ۴۔ ہوا۔ سہ روح: ۱۔ روح جمادی ۲۔ روح نباتی ۳۔ روح حیوانی۔ (یہ تمام
چیزیں فلسفہ سے متعلق ہیں)۔

ترجمہ: عقل عشرہ نے نو آسمانوں اور آٹھ جنتوں سے، ساتوں سیاروں نے چھ جہتوں
سے مجھے یہ خط لکھا کہ حواس پنجگانہ، عناصر اربعہ اور تینوں روحوں سے پروردگار عالم نے دونوں
جہاں میں تجھ سا کسی کو نہیں بنایا۔

سیر دو جہان از قلدح مستان است (۱۶۵) خور شیدا زل جام می تابان است
این نکتہ کہ در جان، جہان پنهان است در شیشہ می اگر بلدانی آن است

معانی: تابان: روشن، چمکتی ہوئی۔ شیشہ: بوتل، پیالہ۔

ترجمہ: دونوں جہان کی سیر مستوں کے ساغر سے ہے، خورشید ازل روشن شراب کا پیالہ ہے، یہ نکتہ کہ جان میں جہاں پوشیدہ ہے اگر شراب کی بوتل میں دیکھے تو معمہ حل ہے۔

بر روی تو زلف را اقامت هوس است (۱۶۶) سر فتنہ زوم را قیامت هوس است
از ابروی تو محراب نشین شد چشمت آن کافر مست را اقامت هوس است
معانی: اقامت: بٹھرنا، پڑا رہنا۔ فتنہ: روم: روم کا فتنہ آثار قیامت میں سے ہے۔

ترجمہ: زلف کو تیرے چہرے پر پڑے رہنے کی آرزو ہے اور فتنہ روم کو قیامت کی خواہش ہے۔ تیرے بھوں کی وجہ سے تیری آنکھ محراب نشین ہوگئی، اس مست کافر (آنکھ) کو امامت کی ہوس ہے۔

ساقی غم ما بلند آوازہ شدہ است (۱۶۷) سر مستی ما برون ز اندازہ شدہ است
با موی سفید سر خوشم کز خط تو پیرا نہ سرم بہار دل تازہ شدہ است
معانی: بلند آوازہ: مشہور، معروف، بڑھ جانا۔ خط: نوجوانوں کے چہرے پر اُگے ہوئے سبز بال۔ پیرا نہ سر: بڑھاپا۔

ترجمہ: اے ساقی! ہمارا غم بہت زیادہ بڑھ گیا ہے اور ہماری مستی اندازہ سے زیادہ ہوگئی ہے، میں اپنے سفید بال (بڑھاپے) کے ساتھ خوش ہوں کیونکہ تیرے چہرے کے سبز بالوں سے بڑھاپے میں میرے دل کی بہار تازہ ہوگئی ہے۔

ساقی بہ حیات چون کسی زہر نیست (۱۶۸) ویر پیر بود بہ زمی و ساغر نیست
می ہمدم ماست زانکہ چون گرمی می در آب حیات و چشمہ کوثر نیست
معانی: ہمدم: دوست، ساتھی، منس۔ چشمہ کوثر: جنت کی ایک نہر۔

ترجمہ: اے ساقی! جب زندگی کا کوئی رہنما نہیں ہے اور اگر رہنما بھی ہو تو وہ شراب و جام سے بہتر نہیں ہے، شراب ہماری منس ہے کیونکہ شراب کی گرمی آب حیات اور چشمہ کوثر میں بھی نہیں ہے۔

ساقی نظری کہ دل ز اندیشہ تھی ست (۱۶۹) شیران ہمہ رفتند و سر بیشہ تھست
ہر شب ز خباب کف زدی شیشہ چرخ امروز کہ دور ما بود شیشہ تھی ست

معانی: بیشہ: جھاڑی، وہ جگہ جہاں بہت زیادہ درخت اُگے ہوں، جنگل۔ شیشہ: صراحی، بوتل۔

ترجمہ: اے ساقی! ایک نظر کرم کر دے کہ دل فکر و اندیشہ سے خالی ہے، تمام شیر چلے گئے اور جھاڑی کا سرا خالی ہے۔ ہر رات آسمان کی صراحی جوشِ شراب سے جھاگ نکالتی تھی آج جب کہ ہماری باری تھی تو صراحی خالی ہے۔

ساقی کہ زخت ز جام جمشید بہ است (۱۷۰) مُردن بہ رخت ز عمرِ جاوید بہ است
خاکِ قدمت کہ روزِ من روشن از و ست ہر ذرہ ز صد ہزار خورشید بہ است
معانی: جام جمشید: جمشید کا وہ پیالہ جس میں وہ پوری دنیا کا نظارہ کرتا تھا۔ عمر جاوید: دائمی زندگی۔

ترجمہ: اے ساقی تیرا (خوبصورت) چہرہ جام جمشید سے بہتر ہے، تیرے کوچے میں جان دینا عمرِ جاودانی سے بہتر ہے، تیرے قدموں کی خاک جس سے میرا دن روشن ہے، اس کا ہر ذرہ ہزاروں آفتاب سے بہتر ہے۔

ساقی کہ لبش مفرح یا قوت است (۱۷۱) دل را غم او قوت و جان را قوت است
ہر کس کہ نشد کشتہ بہ طوفانِ غمش در کشتیِ نوح زندہ در تابوت است
معانی: مفرح یا قوت: مفرحِ قلب، دل کو راحت بخشنے والا۔ قوت بخوراک، غذا۔
ترجمہ: وہ ساقی جس کا ہونٹ دل کو راحت بخشنے والا ہے اس کا غم دل کی طاقت اور روح کی غذا ہے، جو بھی اس کے غم کے طوفان سے قتل نہیں ہوا تو اگر کشتیِ نوح میں بھی ہو تو تابوت میں زندہ ہونے کے مثل ہے۔

ای ساقی ازان می کہ دل و دینِ منست (۱۷۲) پُر کُن قدحی کہ جانِ شیوینِ منست
گر نیست شرابِ خوردنِ آیینِ کسی با معشوق بہ جامِ خور دنِ آیینِ من است
ترجمہ: اے ساقی! اس شراب سے جو میرا دل اور آئین ہے ایک پیالہ بھر دے کیونکہ یہی میری خوشگوار زندگی ہے، اگرچہ شراب پینا کسی کا قانون نہیں ہے لیکن کسی معشوق کے ساتھ شراب پینا میرا قاعدہ ہے۔

در هیچ سری نیست کہ آسزاری نیست (۱۷۳) دل را خبر از اندک و بسیاری نیست
 هر طایفه ای کہ رفت راہی در پیش الا رہ عشق را کہ سالاری نیست
 معانی: سر: اس سے مراد یہاں پر انسان ہے۔ طایفہ: گروہ، جماعت۔
 ترجمہ: کوئی شخص ایسا نہیں ہے جس (کے دل) میں کچھ نہ کچھ راز نہ ہوں، دل کو کمی اور
 زیادتی کی خبر نہیں ہے۔ ہر جماعت جو گئی ان کے سامنے کوئی نہ کوئی راستہ تھا سوائے عشق کی راہ
 کے جس کا کوئی قافلہ سالار نہیں ہے۔

گل گفت بہ از لقای من رویی نیست (۱۷۴) چندین ستم گلاب گر باری چیست
 بلبل بہ زبان حال با او می گفت یک روز کہ خندید کہ سالی نگریست
 معانی: لقا: چہرہ، صورت۔ گلاب گر: معشوق، محبوب۔ گریستن: رونا۔ نگریست: نہ رویا۔
 ترجمہ: پھول نے کہا میرے چہرے سے بہتر (خوبصورت) کوئی چہرہ نہیں ہے تو اس قدر
 معشوق کا جو رستم کس وجہ سے ہے، بلبل زبان بے زبانی میں اس سے کہہ رہی تھی کہ کون ایسا ہے
 جو ایک روز ہنسا ہوا اور سال بھر نہ رویا ہو۔

بد نامی من ز عرش و کورسی بگذشت (۱۷۵) وین عمر عزیز نیز از بسی بگذشت
 فی الجملہ خوشی نیست اگر دست دہد صد کاسہ پیاپی کہ عروسی بگذشت
 معانی: کاسہ: پیالہ، جام۔ عروسی: خوشی، شادمانی، مسرت، سہرا دور۔
 ترجمہ: میری بدنامی عرش و کرسی سے گذر گئی ہے اور یہ پیاری عمر بھی تیس سے زیادہ ہو گئی،
 مختصر یہ کہ اگر سیکڑوں پیانے پے در پے دئے جائیں تو بھی خوشی حاصل نہ ہوگی کیوں کہ میرا سہری
 دور گذر گیا۔

ساقی دل من ز مردہ فرسودہ تر است (۱۷۶) کو زیر زمین زمن آسودہ تر است
 هر چند بہ خونِ دیدہ دامن شومیم دامنِ ترم ز دیدہ آلودہ تر است
 معانی: فرسودہ: پرانا، گھسا ہوا، ناتواں۔ آسودہ: خوشحال، مطمئن۔
 ترجمہ: اے ساقی! میرا دل مردہ سے بھی زیادہ کمزور ہے کیونکہ وہ قبر میں مجھ سے زیادہ
 خوشحال ہے، ہر چند کہ میں کتنا ہی آنکھ کے خونین آنسو سے اپنا دامن دھو ڈالوں (لیکن اس سے

کوئی فائدہ نہیں ہے) اس لیے کہ میرا تر دامن آنکھ سے زیادہ آلودہ ہے۔

ساقی حذرا ز غم تو ام آہ کہ نیست (۱۷۷) صبرم ز رخت حق است آگاہ کہ نیست
مقصود منی و جز تو کس درد دل من واللہ کہ نیست ثم باللہ کہ نیست
معافی: واللہ: اللہ کی قسم۔ ثم باللہ: پھر اللہ کی قسم کھاتا ہوں۔

ترجمہ: اے ساقی! افسوس کہ مجھے تیرے غم سے کوئی چارہ نہیں ہے خدا جانتا ہے کہ تیرے
دیدار سے مجھے صبر نہیں ہے تو ہی میرا مطلوب ہے اور تیرے سوا کوئی بھی میرے دل میں نہیں ہے، واللہ
اور باللہ کوئی بھی نہیں ہے۔

ساقی دل من ز دست، گر خواہد رفت (۱۷۸) بحر است کجا ز خود بدر خواہد رفت
صوفی کہ چو ظرف تنگ از خویش بر است یک جر عہ اگر دہی بہ سر خواہد رفت
معافی: از دست رفتن: کھوجانا، چھوٹ جانا، بے قابو ہو جانا۔ ظرف تنگ: کم ظرف
، کم حوصلہ۔ بہ سر رفتن: ہوش میں آنا، تکبر چھوڑ دینا۔

ترجمہ: اے ساقی! اگر میرا دل کھو جائے تو یہ سمندر ہے خود سے باہر کہاں جائے گا،
صوفی جو کم ظرف کی طرح کبر و نخوت سے پُر ہے اگر تو اسے شراب کی ایک گھونٹ دیدے تو تکبر
چھوڑ دے گا۔

ساقی گل و سبزہ بس طربناک شدہ است (۱۷۹) دریاب کہ ہفتہ دگر خاک شدہ است
می نوش و گلی بچین کہ تا در نگری گل خاک شدہ است و سبزہ خاشاک شدہ است
معافی: طربناک: فرحت، بخش، خوش کرنے والا۔ چیدن: چننا۔ بچین: چُن، فعل
امر۔ خاشاک: سوکھی گھانس کے تیکے، کوڑا کرکٹ۔

ترجمہ: اے ساقی! پھول اور سبزہ بہت فرحت بخش ہو گئے ہیں اے غنیمت جان کہ چند
دنوں میں مٹی میں مل جائیں گے۔ شراب پی اور پھول چن کیونکہ جب تک تو دیکھے گا پھول مٹی ہو
جائے گا اور سبزہ سوکھ جائے گا۔

ساقی می کھنہ یارِ دیرین من است (۱۸۰) بی دخترِ رز عیش نہ آیین من است
گویند کہ بادہ خوار را دینی نیست من بادہ خورم کہ بادہ خود دین من است

معانی: می کہنہ: پرانی شراب۔ دیوین: پرانا، قدیمی۔ دختر رز: شراب، انگور کی شراب۔ بادہ خوار: شرابی، مے پرست۔

ترجمہ: اے ساقی! پرانی شراب میری قدیمی دوست ہے بغیر شراب کے زندگی گزارنا میرا مذہب نہیں ہے، کہتے ہیں کہ شرابی کا کوئی دین نہیں ہوتا اس لیے میں شراب پیتا ہوں کیونکہ شراب ہی میرا دین ہے۔

ساقی کہ ہلاکم ز غم ہنجرا نت (۱۸۱) ہر جا کہ روی دست من و دامانت رفتی و ہزار دل ہلاک از غم تُست باز آی کہ صد ہزار جان فُرو بانست
معانی: دست من و دامانت: میرا ہاتھ اور تیرا دامن ہے، تجھ سے دستبردار نہیں ہو پاتا۔
ترجمہ: اے ساقی! تیری جدائی کے غم سے میں ہلاک ہو گیا ہوں اور تو جہاں بھی جائے تیرے دامن سے دستبردار نہ ہوں گا۔ تو چلا گیا اور ہزاروں دل تیرے غم سے ہلاک ہو گئے واپس آ جا کہ لاکھ جانیں تم پر قربان ہیں۔

در عالم ہی وفا کہ منزل گہ ماست (۱۸۲) بسیار بختم بہ قیاسی کہ مراست چون روی تو ماہ نیست روشن گفتم چون قد تو سرو نیست می گویم راست
معانی: منزل گہ: قیام گاہ، ٹھہرنے کی جگہ۔ قیاس: اندازہ، خیال، حدس۔
ترجمہ: اس بے وفا دنیا میں جو ہماری قیام گاہ ہے میں نے اپنے قیاس کے مطابق بہت جستجو کی اور اب میں اس نتیجے پر پہنچا کہ تیرے چہرے کی طرح چاند بھی روشن نہیں ہے اور تیرے قد کی طرح درخت سرو بھی سیدھا نہیں ہے۔

آن بادہ کہ قابلِ ضورِ ہاست بہ ذات (۱۸۳) گاہی حیوان می شود و گاہ نبات تا ظنِ نبری کہ هست گردد ہیہات موصوف بہ ذاتست و گر نیست صفات
معانی: قابل: قابلیت رکھنے والی، صلاحیت رکھنے والی۔ صور: صورت کی جمع۔
ترجمہ: وہ شراب جو بذاتِ خود مختلف روپ دھار لینے کی صلاحیت رکھتی ہے، کبھی حیوان ہو جاتی ہے اور کبھی سبزہ۔ تو ہرگز گمان نہ کرنا کہ اس کے اندر یہ صفت بذاتِ خود موجود ہے، تیری ذات سے منسوب ہونے کی وجہ سے اس میں یہ صفت پیدا ہو گئی ورنہ اس میں یہ صفت کہاں تھی۔

غمربست کہ مذاہی می ورد من است (۱۸۴) اسباب می است ہر چہ در گرد من است
 زاهد اگر استاد تو عقل است این جا خوش باش کہ استاد تو شاگرد من است
 ترجمہ: ایک مدت ہوئی ہے کہ شراب کی تعریف ہی میرا وظیفہ ہے جو کچھ بھی میرے آس
 پاس ہے وہ شراب کے سامان ہیں۔ اے زاهد اگر یہاں پر عقل تیری استاد ہے تو خوش رہ کہ تیرا
 استاد میرا شاگرد ہے۔

در صومعہ و مدرسہ و دیور و کنشت (۱۸۵) تر سندہ دوزخ اندو جو یای بہشت
 آن کس کہ ز اسرارِ خدا با خبر است زین تخم در اند روین دل ہیج نکشت
 معانی: صومعہ: وہ بلند مقام یا ٹیلہ جہاں راہب یا عابد عبادت کے لیے جاتے ہیں،
 عبادت خانہ، دیر، خانقاہ۔ دیور: بت خانہ۔ کنشت: گرجا۔ تر سندہ: ڈرنے والا، خوفزدہ۔
 جو یا: طلبگار، خواہاں۔ تخم: بیج۔ نکشت: فعل ماضی مطلق منفی صیغہ واحد غائب از مصدر 'کشتن'
 بمعنی سینچنا، بونا۔

ترجمہ: خانقاہ، مدرسہ، بتکدہ اور گرجا گھر میں جہنم سے ڈرنے والے اور جنت کے خواہاں
 لوگ ہیں، جو شخص خدا کے رازوں سے واقف ہے اس نے اپنے دل میں یہ بیج کبھی نہیں بویا (یعنی
 اس نے کبھی جنت و جہنم کی پروا نہیں کی اور خدا کو لائق بندگی سمجھ کر عبادت کی)۔

امروز کہ آدینہ مَر او را نام است (۱۸۶) می نوش کن از قلع چہ جای جام است
 ہر روز اگر تو یک قلع می خوردی امروز دو خور کہ سیدالایام است
 معانی: آدینہ: جمع۔ مَر: خاص کر۔ قلع: بڑا پیالہ، یہاں پر اس سے مراد صراحی
 ہے۔ سیدالایام: دنوں کا سردار۔

ترجمہ: آج کا دن جسے خاص کر جمعہ کہتے ہیں صراحی سے شراب پی اس لیے کہ یہ پیالے
 سے شراب پینے کا مقام نہیں ہے۔ ہر دن اگر تو ایک پیالہ شراب پیتا تھا تو آج دو پیالہ پی کیونکہ یہ
 دنوں کا سردار ہے۔

ترکیب طبایع چون بہ کام تو دمیست (۱۸۷) خوش باش اگر چہ بر تو ہر دم بستمیست
 با اہل خرد نشین کہ اصل من و تو گردی و شراری و نسیمی و نمیس

معانی: ترکیب: ملانا، خلط ملط کرنا۔ طبایع: جمع طبیعت بمعنی سرشت، فطرت۔ ہر دم: ہر وقت، ہمیشہ، مسلسل۔ گرد: غبار، مٹی۔ شراب: چنگاری، (مجازاً) آگ۔ نسیم: صبح کی ٹھنڈی ہوا۔ نم: پانی کا قطرہ، رطوبت، تری۔

ترجمہ: اگر ایک لمحے کے لیے فطرت کا خمیر تیرے مقصد کے مطابق ہو جائے تو خوش رہ اگرچہ تجھ پر مسلسل ظلم و ستم ہوتا رہے۔ عقلمندوں کی صحبت اختیار کر کیونکہ ہماری اصل مٹی، آگ، ہوا اور پانی (عناصر اربعہ) سے زیادہ کچھ بھی نہیں ہے۔

با فطرب و می، خور سرشتی اگر هست (۱۸۸) یا آب روان و لب کشتی اگر هست
به زین مَطْلَب دوزخ فرسوده متاب حقا کہ جز این نیست بهشتی اگر هست
معانی: فرسودہ: پرانی، اس سے مراد یہاں پر بھی ہوئی ہے۔ متاب: روشن مت کر، مت بھڑکا۔

ترجمہ: گویئے اور شراب کے ساتھ اگر خوبصورت معشوق ہو یا جاری پانی اور کسی سبزہ زار کا کنارہ ہو تو اس سے بہتر چیز کی تلاش نہ کر اور اپنی بجھی ہوئی آتش دوزخ (خواہشات) کو نہ بھڑکا، سچ کہتا ہوں کہ اگر جنت ہے تو اس کے سوا کچھ نہیں ہے۔

دنیا دیدی و هر چه دیدی هیچ است (۱۸۹) وان نیز کہ گفتی و شنیدی هیچ است
سر تا سر آفاق دویدی هیچ است وان نیز کہ در خانه خریدی هیچ است
ترجمہ: دنیا اور اس میں جو کچھ بھی تم نے دیکھا سب فضول ہے اور جو تو نے کہا اور سنا وہ بھی بیکار ہے۔ تیرا دنیا کے کونے کونے میں بھٹکنا بے فائدہ ہے اور وہ بھی بیکار ہے جو تو نے گھر میں ضرورت کے سامان خریدے ہیں۔

هَيَّاتُ کہ این جسم مُجَسِّمُ هیچ است (۱۹۰) این دایره و سطح مُخْتَمِمْ هیچ است
دریاب کہ در کشا کش موت و حیات وابستہ یکدمیم و آن ہم هیچ است
معانی: مُخْتَمِمْ: خیمہ لگانے کی جگہ، خیمہ گاہ، مراد دنیا۔ سطح: کسی شے کا اوپری حصہ۔
کشا کش: کھینچنا تانی، چھینا جھپٹی۔ وابستہ: منحصر، بندھا ہوا۔

ترجمہ: افسوس کہ یہ مجسم جسم، یہ دائرہ (دنیا) اور خیمے والی سطح (زمین) بے حقیقت ہیں۔

جان لے کہ موت و حیات کی کھینچا تانی میں ہم ایک سانس پر منحصر ہیں اور اس کی بھی کوئی حقیقت نہیں ہے۔

در عالم خاک خاک پاشیدم و رفت (۱۹۱) صد دشمن و دوست بر تراشیدم و رفت
با چون و چراى تو مرا کارى نیست چندان کہ بداشتى بپاشیدم و رفت
معانی: عالم خاک: دنیا۔ چون و چرا: حیلہ اور بہانہ، اگر مگر۔

ترجمہ: دنیا میں مجھ پر خاک اڑائی اور چلا گیا، میرے سیکڑوں دوست اور دشمن بنائے اور چلا گیا، مجھے تیرے حیلے اور بہانے سے کوئی سروکار نہیں ہے، جو کچھ بھی اس کے پاس تھا مجھ پر بکھیرا اور چلا گیا۔

مى خور که به زیر گل بسى خواهى خفت (۱۹۲) بى مونس و بى حریف و بى ہمدم و خفت
ز نہار به کس مگو تو این رازِ نہفت ہر لالہ پژمرده نخواهد بشگفت
معانی: گیل: مٹی، (مجازاً) قبر۔ ز نہار: ہرگز، کبھی بھی۔ نہفت: پوشیدہ، پنہاں۔
پژمرده: مرجھایا ہوا، کمایا ہوا۔

ترجمہ: شراب پی کیونکہ تو مدتوں قبر میں بے یار و مددگار، بے ہمنشین و رفیق سوتا رہے گا۔
ہرگز کسی سے یہ پوشیدہ راز نہ بتانا کہ ہر مرجھایا ہوا لالہ نہیں کھل سکتا۔

مى مى خورم و مخالفان از چپ و راست (۱۹۳) گویند مخور بادہ، کہ دین را اعداست
چون دانستم کہ مى عدوي دین است و اللہ بخورم خونِ عدو را کہ رواست
ترجمہ: میں شراب پیتا ہوں اور مخالفین دائیں بائیں سے کہتے ہیں کہ شراب نہ پی کیوں
کہ یہ دین کی دشمن ہے، جب مجھے معلوم ہو گیا کہ شراب دین کی دشمن ہے تو اللہ کی قسم میں دشمن کا
خون (شراب) پیوں گا کیونکہ دشمن کا خون پینا جائز ہے۔

دورانِ جہان بى مى و ساقى هیچ است (۱۹۴) بى زمزمه نايِ عراقى هیچ است
ہر چند در احوالِ جہان مى نگرم حاصلِ ہمہ عشرت است و باقى هیچ است
معانی: دوران: زمانہ، روزگار، اوقات۔ زمزمہ: نغمہ، ترانہ۔ عشرت: خوشی، نشاط۔
ترجمہ: دنیا کے لحاظ شراب و ساقی اور کن عراقی کے زمزمے کے بغیر بے مزہ ہیں، جس قدر دنیا

کے احوال میں غور و فکر کرتا ہوں تو معلوم ہوتا ہے کہ دنیا کا حاصل صرف عیش و عشرت ہے اور باقی چیزیں بے کار ہیں۔

آبر آمد و باز بر سر سبزہ گریست (۱۹۵) بی بادۂ آرغوان نمی باید زیست
امروز کہ این سبزہ تماشا گہ ماست تا سبزۂ خاک ما تماشا گہ کیست
معانی: آرغوان: سرخ، ایک سرخ رنگ کا پھول۔ تماشا گہ: تماشا + گاہ، دیکھنے کی جگہ، نظارے کی جگہ۔

ترجمہ: گھٹا آئی اور پھر سبزہ پر برس پڑی، (اس موسم میں) سرخ شراب کے بغیر زندہ نہیں رہا جاسکتا۔ آج جب کہ یہ ہریالی ہمارے نظارے کی جگہ ہے ہمیں نہیں معلوم کہ ہماری قبر کس کے نظارے کی جگہ ہوگی۔

دریاب کہ از روح جدا خواہی رفت (۱۹۶) در پردۂ اسرارِ خدا خواہی رفت
مَی خور کہ ندانی ز کجا آمدہ ای خوش زی چو ندانی کہ کجا خواہی رفت
ترجمہ: جان لے کہ تو روح سے جدا ہو جائے گا اور خدا کے رازوں کے پردے میں چلا جائے گا، شراب پی کیونکہ تو نہیں جانتا کہ کہاں سے آیا ہے اور خوشی سے زندگی گزار جب تجھے نہیں معلوم کہ کہاں جائے گا۔

بر چہرۂ گل شبنم نو روز خوش است (۱۹۷) در صحنِ چمن روی دل افروز خوش است
از دی کہ گذشت ہر چہ گوئی خوش است خوش باش ز دی مگو کہ امروز خوش است
معانی: صحن چمن: چمن زار۔ دل افروز: دل کو روشنی بخشنے والا، دل کو خوش کرنے والا۔ دی: گذرا ہوا کل۔

ترجمہ: پھول پر نور روز کی شبنم بھلی لگتی ہے چمن زار میں فرحت بخش چہرہ اچھا لگتا ہے۔ کل جو گذر گیا اس کے بارے میں جو کچھ بھی کہے اچھا ہے، گذرے ہوئے کل سے خوش رہ اور یہ نہ کہہ کہ آج بہتر ہے۔

یزدان چو گل وجودِ ما را آراست (۱۹۸) دانست ز فعلِ ما چہ بر خواہد خاست
بی حکمش نیست ہر گناہی کہ مراست پس سوختنِ قیامت از بہر چہ خواست

معانی: یزدان: خدا، اللہ۔ گِل: مٹی۔ گِل آراستن: مٹی بنانا، (مجازاً) خمیر تیار کرنا۔
ترجمہ: خدا نے جب ہمارے وجود کا خمیر بنا یا تو وہ جانتا تھا کہ ہم سے کیا افعال سرزد ہوں گے۔ مجھ سے جو بھی گناہ سرزد ہوتا ہے اس کی مرضی کے خلاف نہیں ہے تو پھر قیامت کا جلنا کس وجہ سے ہے۔

بر لوح نشانِ بودنی ہا بو دست (۱۹۹) پیوستہ قلم ز نیک و بد آسو داست
اندر تقدیر آنچه بایست بداد غم خوردن و کوشیدن ما بیہود است
معانی: لوح: تختی، لوح محفوظ، وہ جگہ جہاں سب کے اعمال درج کیے جاتے ہیں۔
بودنی ہا: ہوئی، وہ امور جو انجام پانے والے ہیں۔ تقدیر: قسمت، بخت۔

ترجمہ: لوح محفوظ پر جو کچھ بھی ہونے والا ہے وہ تحریر کیا جا چکا ہے اور ہمیشہ کے لیے تقدیر کا قلم نیکی اور بدی سے آرام پا گیا ہے، ہماری تقدیر میں جو کچھ بھی ہونا چاہیے تھا اس نے دے دیا اس لیے ہمارا غم کھانا اور کوشش کرنا بے سود ہے۔

ترسِ اجل و بیمِ فنا هستیِ ناست (۲۰۰) ورنہ ز فنا شاخِ بقا خواهد زست
من از دمِ عیسوی شدم زندہ بہ جان مرگ آمد و از وجود من دستِ بَست
معانی: ترس: خوف، ڈر۔ اجل: موت۔ بیم: خوف، ڈر۔ فنا: نابود ہونا، مٹ جانا۔ دم
عیسوی: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی روح۔

ترجمہ: تیری ہستی ہی موت و فنا کے خوف کا سبب ہے ورنہ فنا سے ہی بقا کی شاخ پھلے پھولے گی، میں حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) کی روح سے زندہ ہوا ہوں اس لیے موت میرے قریب آئی اور میرے وجود سے ہاتھ دھو بیٹھی یعنی مجھ سے ناامید ہو گئی۔

باہرِ بد و نیک رازِ نتوانم گفت (۲۰۱) کوتاہِ سخنم درازِ نتوانم گفت
حالی دارم کہ شرحِ نتوانم داد رازی دارم کہ بازِ نتوانم گفت
معانی: کوتاہ: مختصر۔ شرح: روشن کرنا، توضیح دینا۔

ترجمہ: میں ہر اچھے برے سے اپنا راز نہیں کہہ سکتا، اپنی مختصر بات کو طولانی کر کے نہیں بیان کر سکتا۔ میں اس حال میں ہوں جسے بیان نہیں کیا جاسکتا اور میرے دل میں ایسا راز ہے جسے

میں دوبارہ نہیں کہہ سکتا۔

با با دہ نشین کہ ملک محمود ابن است (۲۰۲) واز چنگ شنو کہ لحن داؤد ابن است
از آمدہ و رفتہ دگر یاد مکن حالی خوش باش زانکہ مقصود ابن است
معانی: چنگ: ستار کی طرح کا ایک باجا جسے ہاتھ کی انگلیوں سے بجایا جاتا ہے۔ لحن
داؤد: حضرت داؤد علیہ السلام کی سریلی آواز، خوش آواز۔

ترجمہ: شراب کے ساتھ بیٹھ کہ یہی محمود کی بادشاہت ہے اور چنگ کی آواز سن کہ یہی
لحن داؤد کی ہے، آنے والی اور گزری ہوئی باتوں کی فکر نہ کر اور موجودہ وقت میں خوش رہ کہ
یہی مطلوب ہے۔

گر دون نفسی ز عمر فرسو دہ ماست (۲۰۳) جیخون اثری ز چشم پالودہ ماست
دوزخ شری ز رنج بیہودہ ماست فردوس دمی ز وقت آسودہ ماست
معانی: جیخون: ندی، آمودریا، ایک ندی کا نام جو ایران قدیم میں خراسان اور
ماوراءالنہر کے درمیان واقع تھی۔ پالودہ: صاف کی ہوئی، پاکیزہ۔ بیہودہ: بے کار، بے فائدہ۔
ترجمہ: آسمان ہماری خستہ حال عمر کا ایک لمحہ ہے، جیخون (ندی) ہماری صاف کی ہوئی
آنکھوں کا نتیجہ ہے، جہنم ہمارے بیکار رنج و غم کی ایک چنگاری ہے اور جنت ہماری خوشحالی کے
اوقات کا ایک لمحہ ہے۔

در خواب بدم مرا خردمندى گفت (۲۰۴) کز خواب کسى را گل شادى نشگفت
کارى چه کسى کہ با اجل باشد جفت بر خیز کہ زیر خاک مى باید خفت
معانی: بدم: = بودم۔ جفت: مرادف، ہم پایہ، برابر۔

ترجمہ: میں سویا تھا کہ مجھ سے ایک عقلمند نے کہا کہ نیند سے کسی کی خوشی کا پھول نہیں
کھلتا (یعنی کوئی اپنے مقصد کو نہیں پہنچتا)، ایسا کام کیوں کرتا ہے جو موت کے مرادف ہے، بیدار
ہو جا کہ خاک تلے مدتوں سوتا ہے۔

جون چرخ بہ کام یک خردمند نگشت (۲۰۵) خواہی تو فلک هفت شمر خواہی هشت

چون باید مُرد آرزو با همه ہیچ چہ مُور خورد بہ گور، چہ گرگ بہ دشت
معانی: مور: چیونٹی، مراد کیڑے مکوڑے۔ گرگ: بھیڑیا۔ دشت: جنگل۔
ترجمہ: جب آسمان کسی بھی عقلمند کے مقصد کے موافق نہ ہوا تو چاہے تو سات آسمان
مانے یا آٹھ، جب تمام آرزوؤں کے ساتھ مرنا ہی ہے تو کیا قبر میں ہمیں چیونٹی کھائے یا جنگل
میں بھیڑیا۔

شادی مُطَلَب کہ حاصلِ عمر دمی ست (۲۰۶) ہر ذرہ ز خاکِ کِیبادی و جمی ست
احوالِ جہان و اصلِ این عمر کہ هست خوابی و خیالی و فریبی و دمیست
معانی: کیباد: ایران قدیم کے ایک مشہور بادشاہ کا نام۔ جم: = جمشید، ایران قدیم
کے ایک مشہور بادشاہ کا نام۔ دم: سانس، تھوڑی مدت، افسانہ۔

ترجمہ: خوشی مت ڈھونڈو کی عمر کا حاصل ایک لمحہ ہے اور ہر ذرہ کسی کیباد اور جمشید کی مٹی
سے بنا ہے، دنیا کے حالات اور اس عمر کی حقیقت ایک خواب، خیال، فریب اور افسانہ ہے۔
این کہنہ ربط کہ عالم نام است (۲۰۷) آرام گہ اَبَلقِ صبح و شام است
بزمیست کہ وَا ماندہ صد جمشید است فُصریست کہ نکیہ گاہ صد بہرام است
معانی: ربط: طویلہ، اصطل، وہ جگہ جہاں گھوڑے باندھے جاتے ہیں۔ آرام گہ: =
آرام گاہ، آرام کی جگہ۔ اَبَلق: حتیٰ دار تیز رفتار گھوڑا۔ بزم: محفل، جشن۔ وَا ماندہ: بچا ہوا، تھکا
ہوا۔ تکیہ گاہ: آرام کی جگہ۔

ترجمہ: یہ پرانا طویلہ جس کا نام دنیا ہے صبح و شام کے تیز رفتار گھوڑوں کی آرام گاہ ہے۔
ایک ایسی محفل ہے جو سیکڑوں جمشید کا بقیہ ہے اور ایک ایسا محل ہے جو سیکڑوں بہرام کے آرام کی
جگہ (رہ چکا) ہے۔

بلبل چون بہ باغِ نالہ بر دست گرفت (۲۰۸) می باید همچو لالہ بر دست گرفت
زان پیش کہ مردمان مرا از سرِ جہل گویند فلان پیالہ بردست گرفت
ترجمہ: جب بلبل باغ میں شور و غل مچائے تو لالہ کی طرح ہاتھ میں شراب لے لینا

چاہیے، قبل اس کے کہ لوگ مجھے انتہائے جہالت کی وجہ سے کہیں کہ فلاں نے ہاتھ میں (شراب کا) پیالہ اٹھالیا۔

یا رب تو کریمی و کریمی کرم است (۲۰۹) غاصی ز چہ رو برون ز باغ ازم است
با طاعتم ار بیخشی آن نیست کرم با معصیتیم اگر بیخشی کرم است
معانی: کریم: مہربان۔ کرم: مہربانی۔ عاصی: گنہگار۔ ارم: جنت۔ معصیت: نافرمانی، سرپیچی، گناہ۔

ترجمہ: خدایا! تو مہربان ہے اور تیرا مہربان ہونا ہی کرم ہے گنہگار کس وجہ سے باغ جنت سے باہر ہے، اگر تو مجھے اطاعت کی وجہ سے جنت عنایت کرے تو یہ کرم نہیں ہے اور اگر گناہ کے باوجود بخشے تو یہ کرم ہے۔

اکنون کہ گلی سعادتت پُر بار است (۲۱۰) دستِ توز جام می چو بیکار است
می خور کہ زمانہ دشمنِ غدار است دریافتنِ روز چنین دشوار است
ترجمہ: اب جب کہ تیری خوش بختی کا پھول بار آور ہے تو تیرا ہاتھ جام شراب سے کیوں خالی ہے، شراب پی کیونکہ زمانہ ایک غدار دشمن ہے کہ ایسے دن کا پھر ہاتھ آنا مشکل ہے۔

مہتاب بہ نور، دامنِ شبِ بَشْگافت (۲۱۱) می خور کہ دمی خوشتر ازان نتوان یافت
خوش باش و بیندیش کہ مہتاب بسی اندر سرِ خاکِ یک بیک خواہد تافت
معانی: مہتاب: چاند۔ تافتن: چمکنا۔ خواہد تافت: چمکتا رہے گا۔

ترجمہ: چاند نے اپنی چاندنی سے دامنِ شب کو شگافتہ کر دیا، شراب پی کہ اس سے اچھا موقع میسر نہیں ہو سکتا۔ خوش رہ اور یہ سوچ لے کہ چاند تو مدتوں ہم میں سے ایک ایک کی قبر پر چمکتا رہے گا۔
پیش از من و تو مرد و بسی زن بودست (۲۱۲) کافاق ز جملہ شان مُزین بودست
زودا کہ تن تو خاک گردد زیرا خاک تو دگر هزارہ تن بودست
معانی: آفاق: دنیا۔ مزین: آراستہ، سچی ہوئی۔

ترجمہ: ہم سے پہلے بہت سے مرد اور عورتیں رہی ہیں جن سے یہ دنیا آباد رہ چکی ہے، بہت جلد تیرا بدن مٹی ہو جائے گا کیونکہ تیرے جسم کی مٹی ہزاروں دوسرے لوگوں کا جسم رہ

چکی ہے۔

از بادِ صبا دلم چو بویِ تو گرفت (۲۱۳) ما را بگذاشت جستجویِ تو گرفت
 اکنون ز منش هیچ نمی آید یاد بوی تو گرفته بود، خویِ تو گرفت
 معانی: باد صبا: نسیم، صبح کی ٹھنڈی ہوا۔ بو: خوشبو۔ گذاشتن: چھوڑ دینا۔ خو: عادت۔
 ترجمہ: صبح کی ٹھنڈی ہوا سے میرے دل نے جب تیری خوشبو پائی تو اس نے مجھے چھوڑ کر
 تیری تلاش شروع کر دی۔ اب اسے میری تھوڑی بھی یاد نہیں آتی، ابھی تک تو تیری خوشبو پائی تھی
 اب تیری عادت بھی اختیار کر لی۔

آن قصّر کہ بہرام درو جام گرفت (۲۱۴) آہو بچہ کرد و زوہ آرام گرفت
 بہرام کہ گور می گرفتنی ہمہ عمر بنگر کہ چگونہ گور بہرام گرفت
 معانی: آہو: ہرن۔ بہرام: ایک مشہور قبر کھودنے والا جو بہرام گور کے نام سے مشہور
 تھا۔ گور: قبر۔

ترجمہ: وہ محل جس میں بہرام نے شراب پی اس میں ہرنی نے بچے بنے اور لومڑی نے
 ڈیرا ڈال دیا۔ بہرام جو پوری عمر قبر کھودتا رہا دیکھو کس طرح قبر نے اسے اپنی گرفت میں لے لیا۔
 با حکم خدا بہ جز رضا در نگرفت (۲۱۵) با خلق بہ جز روی و ربا در نگرفت
 ہر حیلہ کہ در تصوّر عقل آید کر دیم ولیک با قضا در نگرفت
 ترجمہ: خدا کے حکم کے سامنے رضا مندی کے سوا کوئی چارہ نہیں ہے، لوگوں کے ساتھ خوش
 روئی اور دکھاوے کے سوا کوئی صورت نہیں ہے، ہر حیلہ جو عقل میں آیا ہم نے کیا لیکن قضا و قدر
 الہی کو کوئی نہ ٹال سکا۔

کم گوی کہ فضلِ حق بہ آسانی نیست (۲۱۶) از توبہ مگر گوی کانچہ میدانی نیست
 چندین پسرِ شکر لب و شیرین گوی چون توبہ توان کرد مُسلمانی نیست
 معانی: شکر لب: سرخ ہونٹ والا۔ شیرین گوی: میٹھی میٹھی باتیں کرنے والا، خوش گفتار۔
 ترجمہ: مختصر کلام کر اس لیے کہ خدا کا فضل آسانی سے حاصل نہیں ہوتا اور توبہ کے سلسلے میں
 گفتگو نہ کر کیونکہ وہ میرا میدان نہیں ہے، اس قدر میٹھے ہونٹ اور شیریں گفتار معشوق کے ساتھ اگر

توبہ کی جائے توبہ کفر ہے۔

صحرا رخ خود ز ابر نو روز بشت (۲۱۷) برخیز و بہ جام بادہ کن عہد درست
با سبز خطی بہ سبزہ زاری می خور بر یاد کسی کہ سبزہ از خاکش زست
ترجمہ: جنگل نے نوروز کی بارش سے اپنے چہرے کو دھو ڈالا، بیدار ہو جا اور جام شراب کا
مصمم ارادہ کر لے، کسی نوجوان معشوق کے ساتھ کسی سبزہ زار پر اس شخص کی یاد میں شراب پی جس
کی قبر سے سبزہ اُگ چکا ہے۔

تا چند زَنَم بہ روی دریاها خشت (۲۱۸) نو مید نیم جو بت پرستان ز کُشت
امشب من و سیمبر جوانان کُشت می خواہم و معشوق، چہ دوزخ چہ بہشت
معانی: کُشت: بت خانہ، معبد، کافروں کا عبادت خانہ۔ سیمبر: خوبصورت، گورا چٹا۔
ترجمہ: میں کب تک دریاؤں کی سطح پر خشت باری کرتا رہوں، میں پجاریوں کی طرح
بت خانہ سے مایوس نہیں ہوں۔ آج کی رات میں ہوں اور بت خانہ کے خوبصورت جوان، اس
لیے مجھے شراب اور معشوق کی خواہش ہے جنت و جہنم کی کوئی پروا نہیں ہے۔

ہر کو رَقمی ز عقل در دل بنگاشت (۲۱۹) یکروز ز عمر خویش ضایع نگذاشت
یا در طلبِ رضایِ یزدان کو شید یا راحتِ جان گزید و ساغر بر داشت
معانی: رقم: تحریر۔ ضایع: برباد، بے کار۔ رضا: مرضی، خوشنودی۔ راحت جان:
روح کا آرام، مراد شراب۔

ترجمہ: جس شخص نے عقل کی تحریر دل پر لکھ لی اس نے اپنی عمر کا ایک دن بھی برباد نہ کیا۔
یا تو اس نے خدا کی خوشنودی حاصل کرنے کی کوشش کی یا شراب طلب کی اور پیالہ اٹھالیا۔

ای وای بر آن دل کہ درو سوزی نیست (۲۲۰) سَوَد اَز دہِ مہرِ دل آفروزی نیست
روزی کہ توبی عشق بسر خواہی برد ضایع تر ازان روز تورا روزی نیست
معانی: سودا ز دہ: فریفتہ، عاشق، اسیر۔ مہر: محبت۔ دل آفروز: دلبر، معشوق۔
ترجمہ: اس دل پر حیف جس میں سوز و گداز نہیں ہے اور جو کسی دلبر کی محبت کا اسیر نہیں ہے،
جس دن کو تو بغیر عشق و محبت کے گذار دے اس دن سے زیادہ بے کار تیرا کوئی دن نہیں ہے۔

من بندۂ عاصِمِ رضایِ تو کجاست (۲۲۱) تاریک دلمِ نورِ صفایِ تو کجاست
 مارا تو بہشت اگر بہ طاعتِ بخشی این مُزد بود لطف و عطایِ تو کجاست
 معانی: عاصی: گنہگار۔ صفا: پاک، صاف۔ تھرا۔ مُزد: مزدوری، اجرت، محنتانہ۔
 ترجمہ: میں گنہگار بندہ ہوں تیری خوشنودی کہاں ہے، میں سیاہ دل ہوں تیرا پاک نور
 کہاں ہے۔ اگر تو ہمیں جنتِ اطاعت کی وجہ سے عنایت کرے تو یہ مزدوری ہوگی تیرا کرم اور
 بخشش کہاں ہے۔

تا کی ز چراغِ مسجد و دُودِ کُشت (۲۲۲) تا کی ز زبانیِ دوزخ و سودِ بہشت
 رَو بر سرِ لوحِ بین کہ استادِ قضا اندر ازل آنچہ بود نی بود نوشت
 ترجمہ: کب تک مسجد کے چراغ اور گرجا کے دھوئیں کی فکر کرے گا اور کب تک جہنم کے
 نقصان اور جنت کے فائدے کا ذکر کرے گا، جا اور لوحِ محفوظ کو دیکھ کیونکہ استادِ قضا نے روزِ ازل
 ہی جو کچھ ہونا تھا (ہماری قسمت میں) لکھ دیا۔

ہر دل کہ در و مایۂ تجرید کم است (۲۲۳) بی چارہ ہمہ غمرِ ندیمِ نَدَم است
 جز خاطرِ فارغ کہ نشاطی دارد باقی ہمہ ہر چہ ہست اسبابِ غم است
 معانی: تجرید: تنہائی، اکیلا پن۔ ندیم: ہم نشین، ساتھی، دوست۔ ندم: شرمندگی،
 خجالت۔ خاطر: دل۔ فارغ: بے نیاز، بے پروا۔ نشاط: خوشی، انبساط۔
 ترجمہ: جس دل میں تنہائی کا مادہ کم ہے وہ بیچارہ ساری عمر شرمندگی کا ہم نشین ہے۔
 بے نیاز دل جو خوش و خرم ہو، اس کے سوا باقی اس دنیا میں جو کچھ ہے سب غم کا سامان ہے۔

در مجلسِ دھر سازِ مستی پست است (۲۲۴) نہ چنگ و نہ نای و نہ دلمِ دردست است
 رندانِ ہمہ ترکِ مئی پرستی کردند جز مُحتَسِبِ شہر کہ داہمِ مست است
 معانی: ساز: سامان، اسباب، آلاتِ موسیقی۔ محتسب: حساب لینے والا، قاضی۔
 ترجمہ: مجفل زمانہ میں مدہوشی کا سازِ فضول ہے، نہ چنگ، نہ بانسری اور نہ ہی میرا دل قابو میں
 ہے۔ تمام شراہیوں نے شراب نوشی چھوڑ دی سوائے قاضی شہر کے جو ہمیشہ مدہوش رہتا ہے۔

از مازِ مَتّی بہ سعیِ ساقی ماندہ است (۲۲۵) وز صحبتِ غمرِ بی وفاقی ماندہ است

از بادۂ دوش، یک منی بیش نماند از عمر ندانم کہ چہ باقی ماندہ است
معانی: رمق: تھوڑی سی جان، آخری سانس۔ سعی: کوشش، تلاش، جستجو۔ صحبت:
ساتھ، ہم نشینی۔ وفاق: اتحاد، میل۔ جول۔ بی وفاق: جدائی، دوری۔ من: ۲۰/۳۰ سیر جو تقریباً ۳۰
کلوگرام کے برابر ہوتا ہے (ایران قدیم کے وزن کے مطابق)۔
ترجمہ: ساقی کی جستجو میں ہماری تھوڑی سی رمق باقی رہ گئی ہے اور عمر کی ہمراہی میں رخنہ
پڑ گیا ہے۔ کل کی شراب سے صرف ایک من ہی باقی رہ گئی ہے ہاں! عمر کے سلسلے میں نہیں جانتا
کہ کتنی باقی رہ گئی ہے۔

نفست بہ سگِ خانہ ہمی ماند ز است (۲۲۶) جز بانگ میان تھی ازو ہیج نخواست
زوبہ صفت است و خوابِ خرگوش دہد آشوبِ پلنگ دارد و گرگِ دغا است
معانی: بانگ: آواز۔ تھی: خالی۔ روبہ: = روباہ، لومڑی۔ آشوب: فتنہ، فساد،
(خطرناک)۔ پلنگ: تیندوا، چیتا۔ گرگ: بھیڑیا۔ دغا: حرام زادہ، (مجازاً) دغا باز، مکار۔
ترجمہ: تیرا نفس ٹھیک گھریلو کتے کی طرح ہے خالی آواز کے علاوہ اس سے کچھ بھی نہیں
بن پڑتا، لومڑی صفت مکار ہے اور خرگوش کی نیند سلا دے گا، چیتے کی طرح خطرناک اور بھیڑیے
کی طرح دغا باز ہے۔

ہر خون ز فراق جگری نیست کہ نیست (۲۲۷) شیدای تو صاحب نظری نیست کہ نیست
با آن کہ نداری سر سودای کسی سودای تو در ہیج سَری نیست کہ نیست
معانی: پر خون: لہولہاں، غمگین۔ صاحب نظر: عقلمند، صاحب رائے۔ سودا: خبط،
دیوانگی، عشق۔

ترجمہ: کوئی دل نہیں ہے جو تیری جدائی سے لہولہاں نہ ہو، کوئی بھی عقلمند نہیں ہے جو تیرا
عاشق نہ ہو، باوجود اس کے کہ تیرے دل میں کسی کی محبت نہیں ہے کوئی شخص ایسا نہیں ہے جو
تیرے عشق میں گرفتار نہ ہو۔

از آتش این طایفہ جز دودی نیست (۲۲۸) وز ہیج کسم امید بھودی نیست
دستی کہ ز دستِ چرخ بر سر دارم در دامنِ ہر کہ می زخم سودی نیست

ترجمہ: اس گروہ کی آگ سے دھوئیں کے سوا کچھ حاصل نہیں ہے اور مجھے کسی سے بھی نفع کی امید نہیں ہے، آسمان کا جو ہاتھ میرے سر پر ہے جس شخص کے دامن میں ڈالتا ہوں کوئی فائدہ نہیں ہے۔

بیگانہ اگر وفا کند خویش من است (۲۲۹) ور خویش جفا کند بد اندیش من است
گر زهر موافقت کند تو یاق است ور نوش مخالفت کند نیش من است
معانی: بیگانہ: غیر، پرایا۔ خویش: اپنا، قریبی۔ بد اندیش: دشمن، برا چاہنے والا۔
نوش: آبِ حیات، امرت، تریاق۔ نیش: ڈنک۔

ترجمہ: اگر غیر وفا کرے تو وہ میرا اپنا ہے اور اگر اپنا ظلم و زیادتی کرے تو وہ میرا دشمن ہے۔ اگر زہر طبیعت کو اس آجائے تو تریاق ہے اور اگر تریاق طبیعت کو اس نہ آئے تو زہر (ڈنک) ہے۔

تا بتوانی غم جہان هیچ مسنج (۲۳۰) بر دل منہ از آمدہ وز نامدہ رنج
خوش می خور و می بخش در این دار سپنج با خود بُری گرجہ بسی داری گنج
معانی: سپنج: چند روزہ، دنیا، یہ دراصل سہ (تین) اور پنچ (پانچ) سے مرکب ہے۔
ترجمہ: جہاں تک ممکن ہو دنیا کے غموں کی کوئی فکر نہ کر جو کچھ بھی تم پر ہیتی اور بیتنے والی ہے اس کا غم نہ کھا۔ اس چند روزہ دنیا میں خوشی سے کھاتا اور کھلاتا رہ کیونکہ اگر بہت سا خزانہ تیرے پاس موجود ہو تو بھی تو اسے اپنے ساتھ نہ لے جائے گا۔

بنگروز جہان چہ طرف بر بستم، هیچ (۲۳۱) و از حاصلِ عمر چیست در دستم، هیچ
شمع طُوب و لی جو بنشستم، هیچ من جامِ جَم و لی جو بشکستم، هیچ
معانی: طرف: پلک، آنکھ، فائدہ۔ شمع طوب: محفل کی رونق، محبوب۔
ترجمہ: دیکھ کہ میں نے دنیا سے کیا فائدہ اٹھایا؟ کچھ بھی نہیں اور میری عمر کا حاصل میرے پاس کیا ہے؟ کچھ بھی نہیں۔ میں چراغِ محفل ہوں لیکن جب بجھ گیا تو میری اہمیت کچھ بھی نہیں، میں جامِ جشید ہوں لیکن جب ٹوٹ گیا تو میری کوئی حقیقت نہیں۔

کُو مُطَرِب و می تا بدھم دادِ صبح (۲۳۲) خوش وقت دلی کہ می کند یادِ صبح

مارا بہ جہان سہ چیز می باید خوش سر مستی و عاشقی و فریادِ صبح
ترجمہ: گویا اور شراب کہاں ہیں تاکہ میں صبح کی داد دوں، وہ دل خوش قسمت ہے جو
شراب صبح کی یاد کرے۔ ہمیں دنیا میں تین چیزوں سے خوش ہونا چاہیے بدستی، عاشقی اور صبح کی
شور و غل سے۔

ای عارضِ تو نہاد بر نسرین طرح (۲۳۳) روی تو فگندبر بتانِ چین طرح
دی غمزہ تو دادہ شبہ بابل را اسب و رخ و فیل و بیدق و فوزین طرح
معانی: عارض: رخسار، گل۔ نسرین: = نستر، ایک پھول کا نام۔ طرح: نقش و نگار۔
بتان: جمع بت بمعنی صنم، معشوق۔ غمزہ: آنکھ کا اشارہ، آنکھ پھولی، ناز و خرخرہ۔ شبہ: = شاہ، بادشاہ۔
بابل: ایران قدیم کا اصل مرکز جہاں موجودہ عراق کی راجدھانی بغداد واقع ہے۔ فیل: ہاتھی، شطرنج
کا ایک اہم مہرہ۔ بیدق: شطرنج کا ایک مہرہ، رہنما۔ فوزین: شطرنج کا ایک اہم مہرہ۔

ترجمہ: اے معشوق تیرے رخسار نے گل نستر کی نقاشی کی اور تیرے چہرے نے چینی
معشوقوں کے نقش و نگار بنائے، کل رات تیری آنکھ کے ایک اشارے نے بابل کے بادشاہ کو
گھوڑا، حسن، ہاتھی، شطرنج کا مہرہ اور اس میں مہارت بخشی۔

چون عمر ہمی رود، چہ بغداد و چہ بلخ (۲۳۴) پیمانہ چون بُر شود چہ شیرین و چہ تلخ
می نوش کہ بعد از من و تو ماہ بسی از سلخ بہ غزہ آید و از غزہ بہ سلخ
معانی: سلخ: کھال اتارنا، (اصطلاحاً) چاند کی پہلی تاریخ جس دن چاند بہت باریک
نظر آتا ہے۔ غزہ: کشادہ پیشانی والا، (اصطلاحاً) چودھویں کا چاند۔

ترجمہ: جب عمر (یوں ہی) گزر رہی ہے تو کیا بغداد اور کیان بلخ، پیانہ جب لبریز ہو جائے تو
کیا میٹھا اور کیا کڑوا۔ شراب پی کیوں کہ ہمارے بعد چاند مدتوں ہلال سے بدر اور بدر سے ہلال
بتارہے گا۔

قدرِ گل و مل بادہ پرستان دانند (۲۳۵) نئی تنگدلان و تنگدستان دانند
از بی خبری بی خردان مَعذُور اند ذوقیست دراین بادہ کہ مستان دانند
معانی: گل: پھول۔ مل: شراب، بادہ۔

ترجمہ: پھول اور شراب (موسم بہار) کی قدر و قیمت شرابی ہی جانتے ہیں تنگدل اور تنگدست لوگ کیا جانیں۔ بے خبری کی وجہ سے بے وقوف معذور ہیں کیونکہ اس شراب میں ایک ایسی لذت ہے جسے مست ہی جانتے ہیں۔

ز آوردنِ من نبود گردون را سود (۲۳۶) و ز بردنِ من جاہ و جلالش نفزود
وز هیچ کسی نیز دو گوشم نشنود
معانی: جاہ و جلال: شان و شوکت، جاہ و حشم۔ کاوردن: = کہ + آوردن۔

ترجمہ: میرے دنیا میں لانے سے زمانے کا کوئی فائدہ نہ ہوا اور نہ مجھے (دنیا سے) لے جانے میں اس کی شان و شوکت میں اضافہ ہوا اور کسی شخص سے میں نے نہیں سنا کہ مجھے (دنیا میں) لانے اور (دنیا سے) لے جانے کا کیا مقصد تھا۔

بویِ خوش گل بہ زخمِ خاری ارزد (۲۳۷) گر بادہ خوری ہم بہ خُماری ارزد
یاری کہ ازو ہزار جان تازہ شود انصاف بدہ کہ انتظارِ ارزد
ترجمہ: پھول کی اچھی خوشبو کے لیے کانٹے کے زخم کی تکلیف بہتر ہے، اگر شراب پیئے تو تمہاری تکلیف اچھی ہے، وہ معشوق جس سے ہزار جان تازہ ہو جائے انصاف سے بتا کہ وہ انتظار کے قابل ہے (یا نہیں)؟۔

آن کس کہ زمین و جرخ و افلاک نہاد (۲۳۸) بس داغ کہ او بر دلِ غمناک نہاد
بسیار لبِ چون لعل و زلفین چو مشک در طبلِ زمین و حَقَّةِ خاک نہاد
معانی: داغ: دھبہ۔ مشک: عطر، عنبر۔ طبل: ڈھول، باجا۔ حقہ: مٹی کا برتن، سفال، کھڑ۔
ترجمہ: جس شخص نے زمین اور آسمان بنائے میرے غمگین دل پر بہت سی جھائیں کیں۔
بہت سے سرخ ہونٹ اور عنبریں زلف کوزمین کے ڈھول اور اس کے کوزے میں خمیر کیے۔

خور شید کمندِ صبح بر بامِ افگند (۲۳۹) کیخسرو روز بادہ در جامِ افگند
می خور کہ منادیِ سحر گہ خیزان آوازہ اشربوا، در ایامِ افگند
معانی: منادی: آواز لگانے والا۔ اشربوا: تم سب (شراب) پیو، شربت سے فعل امر جمع مذکر حاضر کا صیغہ ہے۔

ترجمہ: سورج نے صبح کی کند چھت پر ڈال دی ہے، زمانے کے بادشاہ نے شراب جام میں انڈیل لی ہے، شراب پیو کہ سحر خیزوں کی آواز نے زمانے میں شراب پیو کے نعرے بلند کر دیے ہیں۔

دستی جو مَنی جو جام و ساغر گیرد (۲۳۰) حیف است کہ آن ز بادہ کمتر گیرد
تو ز اهد خشکی و منم عاشقِ تر آتش نشنیده ام کہ در تر گیرد
معانی: ز اهد خشک: اس سے مراد وہ افراد ہیں جو احکام شرعیہ کے پابند تو ہوتے ہیں لیکن ان میں مروت نام کی کوئی چیز نہیں ہوتی اور ان کا دل حسد اور کینے سے پُر ہوتا ہے۔ عاشقِ تر: اس سے مراد وہ افراد ہیں جو احکام شرعیہ کی پابندی تو نہیں کرتے لیکن بااخلاق ہونے کے ساتھ ان کے دل میں دوسروں کے لیے ہمدردی کا جذبہ ہوتا ہے۔

ترجمہ: میرے جیسے انسان کا ہاتھ جام و پیانا نہ اٹھالے تو افسوس ہے کہ وہ اس سے تھوڑی سی شراب پیئے۔ تو خشک ز اہد اور میں عاشقِ تر ہوں، میں نے نہیں سنا کہ ترجمہ میں آگ لگی ہو۔
زان پیش کہ نام تو ز عالم برود (۲۳۱) مَی خور کہ جو می رسد بہ دل غم برود
بگشای سر زلفِ بتی بند ز بند زان پیش کہ بند بندت از ہم برود
ترجمہ: اس سے قبل کہ تیرا نام و نشان دنیا سے مٹ جائے شراب پی کیونکہ جب یہ دل تک پہنچتی ہے تو غم کا نور ہو جاتا ہے۔ کسی معشوق کی ابھی زلف کے سرے کا بند کھول اس سے پہلے کہ تیرا جوڑ جوڑ ایک دوسرے سے جدا ہو جائے۔

در ملک تو از طاعتِ من هیچ فزود (۲۳۲) وز معصیتی کہ رفت نقصانی بود
بگذار و مگیر زانکہ معلوم شد گیرندہ دیری و گزاردندہ زود
معانی: طاعت: فرماں برداری۔ معصیت: نافرمانی، سرپیچی۔

ترجمہ: تیرے ملک میں میری اطاعت سے کچھ اضافہ ہوا؟ اور اس نافرمانی سے جو مجھ سے ہوئی، کوئی نقصان پہنچا؟۔ مجھے چھوڑ دے اور گرفت نہ کر کیونکہ مجھے معلوم ہے کہ تو دیر میں گرفت کرنے والا اور جلدی چھوڑنے والا ہے۔

چون رزق تو آنچه عدل قسمت فرمود (۲۳۳) یک ذرہ نہ کم شد و نخواہد افزود

آسودہ زہر چہ ہست می باید شد آزادہ ز ہر چہ نیست می باید بود
معافی: عدل: خدا، چونکہ خدا عادل محض ہے اس لیے اسے عادل کے بجائے عدل کہہ
دیا گیا ہے۔ آزادہ: آسودہ، بے فکر، بے پروا۔

ترجمہ: جب تیرا رزق جو خدا نے مقرر کر دیا ہے اس سے نہ ذرہ برابر کم ہوا اور نہ زیادہ
ہوگا تو جو کچھ تیرے پاس ہے اس سے خوش رہنا چاہیے اور جو کچھ نہیں ہے اس سے بے
پروا ہو جانا چاہیے۔

جانم بہ فدای آنکہ او اہل بود (۲۳۳) سر در قدمش اگر نہم سہل بود
خواہی کہ بدانی بہ یقین دوزخ را دوزخ بہ جہان صحبتِ نا اہل بود
ترجمہ: میری جان اس شخص پر قربان جو اہل ہے، اگر میں اس کے قدموں میں سر رکھ دوں
تو بھی میرے لیے کوئی مشکل نہیں ہے۔ اگر تو دوزخ کو بخوبی جانتا چاہتا ہے تو جان لے کہ دنیا میں
نا اہل کی صحبت ہی دوزخ ہے۔

آنها کہ کُھن شدند و آنها کہ نُو اند (۲۳۵) ہر یک بہ مرادِ خویش یک یک بدوند
این سفلہ جہان بہ کس نماند جاوید رفتند و روند و دیگر آیند و روند
معافی: مراد: مقصود، مطلوب، مقصد۔ سفلہ: پست، کمینہ۔ جاوید: ہمیشہ۔

ترجمہ: جو لوگ بوڑھے ہو گئے اور جو نوجوان ہیں ان میں سے ہر ایک، ایک ایک کر کے
اپنی مراد حاصل کرنے کی کوشش کرے کیونکہ یہ پست دنیا کسی کے ساتھ ہمیشہ نہیں رہتی کتنے لوگ
گئے اور جا رہے ہیں اور کتنے دوسرے لوگ آئیں گے اور چلے جائیں گے۔

مئی گرچہ حرام است ولی تاکہ خورد (۲۳۶) وانگاہ چہ مقدار و دگر با کہ خورد
ہر گاہ کہ این چہار شرط آید راست پس می بخورد، مردم دانا کہ خورد
ترجمہ: شراب اگرچہ حرام ہے لیکن کب تک پی جائے اور کس وقت کتنی مقدار میں اور پھر
کس کے ساتھ پی جائے، جب بھی یہ چار شرطیں پوری ہو جائیں تو عقلمند آدمی شراب پیتا ہے۔

آنها کہ فلک دیدہ و دھر آریند (۲۳۷) آیند و روند و باز در دھر آیند
در دامن آسمان و در زیر زمین خَلْقِیست کہ با خدا ی دھر آسیند

ترجمہ: جن لوگوں نے آسمان کی سیر کی اور دنیا کو زینت بخشیں گے وہ آئیں گے اور چلے جائیں گے پھر دوبارہ دنیا میں آئیں گے۔ پورے آسمان اور زمین میں ایسے انسان بھی ہیں جو دنیا کے خدا کے قرب میں آرام کریں گے۔

ابن قافلۂ غمر عجب می گذرد (۲۳۸) دریاب دمی کہ باطرب می گذرد
ساقی غم فردای قیامت چہ خوری پیش آر پیالہ ای کہ شب می گذرد
ترجمہ: یہ زندگی کا قافلہ کتنی جلدی گزر رہا ہے ایسی صورت میں اس ایک لمحے کو جو خوشی سے گزر جائے غنیمت جان، اے ساقی کل قیامت کا غم کیوں کھاتا ہے ایک پیالہ لے آ کہ رات گزر رہی ہے۔

انہا کہ در آمدند و در جوش شدند (۲۳۹) آشفته ناز و طرب و نوش شدند
خوردند پیالہ ای و مدہوش شدند وز خوابِ عدم جملہ ہم آغوش شدند
معانی: آشفته: پریشان حال، مضطرب۔ نوش: پینا، شراب پینا۔ مدہوش: مست، مخمور، بے ہوش۔ ہم آغوش: بغل گیر۔

ترجمہ: جو لوگ آئے اور جوش کے ساتھ زندگی گزاری وہ ناز و خرم، خوشی اور شراب نوشی میں پریشان ہو گئے، سب نے ایک ایک پیالہ شراب پی اور مدہوش ہو گئے اور سب کے سب موت سے بغل گیر ہو گئے۔

بر چشم تو ار چہ عالمی آرايند (۲۵۰) یک رای بدان کہ غا قِلان یک رایند
بُز بای نصیبِ خویش گت بُز بايند بسیار چو تو شد ند و بسیار آيند
معانی: کت: (موصول + ضمیر) = (کہ + ت) کہ + ترا، کہ تجھ کو۔ نصیب: حصہ۔

ترجمہ: تیرے سامنے اگرچہ ایک دنیا سجائیں تو ایک مشورہ قبول کر کیونکہ تمام عقلا اس بات پر متفق ہیں، اپنے حصے کی خوشی سے فائدہ اٹھالے کیونکہ عنقریب تجھے اچک لیں گے، تیرے جیسے بہت سے لوگ گزر چکے ہیں اور بہت سے لوگ آنے والے ہیں۔

بوسیدہ مرقع اند این خمی چند (۲۵۱) نارفته رہ صدق و صفا گامی چند
بگرفته ز طامات الف لامی چند بد نام کنندہ نکو نامی چند

معانی: بوسیدہ: پرانا، کہنہ۔ مرقع: صوفیوں کی گدڑی، تصویر۔ خام: کچا، ناتجربہ کار۔
گام: قدم۔ طامات: سالکوں کی کرامات، بے سرو پا باتیں۔

ترجمہ: یہ چند ناتجربہ کار افراد جو پرانی گدڑیاں لپیٹے ہیں سچائی اور پاکی کی راہ پر چند قدم
بھی نہیں چلے، انھوں نے خدا رسیدہ افراد کی کرامات سے چند الف لام (ڈینگلیں) یاد کر لی ہیں اور
جھلوں کو بدنام کرتے ہیں۔

آن کس کہ گنہ بہ نزد او سہل بود (۲۵۲) این نکته بگوید ار کہ او اہل بود
علم ازلی علت عصیان کردن نزدیک حکیم غایت جہل بود
ترجمہ: جس شخص کے نزدیک گناہ جائز ہے اگر وہ عقلمند ہے تو اس نکتہ کو بتائے۔ علم ازلی کو
گناہ کی علت قرار دینا عقلمند کے نزدیک بہت بڑی جہالت ہے۔

سِرِّ ہمہ دانای فلک می داند (۲۵۳) کُو فُو ی بہ فُو ی، رگ بہ رگ می داند
گیرم کہ بہ ذرق خلق را بفریبی با او چہ کنی کہ یک بہ یک می داند
معانی: کو: کہ+او۔ موی: بال۔ ذرق: غریب، دھوکا، دورنگی۔

ترجمہ: سب کے راز آسمان کا جاننے والا جانتا ہے، وہ بال بال اور رگ رگ سے واقف
ہے۔ میں نے مانا کہ تو اپنے مکر سے لوگوں کو دھوکا دیدے گا لیکن اس ذات کے ساتھ کیا کرے گا
جو تیری ایک ایک حرکت سے واقف ہے۔

چون کار نہ بر مُرادِ ما خواہد بود (۲۵۴) اَنَدیشہ و جُہدِ ما کجا دارد سود
پیو ستہ نشستہ ایم در حیرت آنکہ دیر آمدہ ایم و رفت می با ید زود
ترجمہ: جب کام ہمارے مقصد کے مطابق نہ ہوگا تو ہماری فکر و کوشش کیا فائدہ دے سکتی
ہے، ہمیشہ ہم اس حیرت میں بیٹھے ہوئے ہیں کہ ہم دیر سے آئے ہیں اور جلدی چلے جائیں گے۔
این چرخ جفا پیشہ و عالی بنیاد (۲۵۵) ہرگز گرہ بستہ کس را نکشاد
ہر جا کہ دلی دید کہ داغی دارد داغی دگرش بر سر آن داغ نہاد
معانی: جفا پیشہ: ظلم و ستم کرنا جس کی عادت ہو، ستم پیشہ۔ گرہ: گانٹھ۔ داغ: دھبہ، صدمہ۔

ترجمہ: اس ستم پیشہ اور بلند بنیاد آسمان نے کبھی کسی کی مشکل آسان نہ کی جس جگہ بھی کسی

دل کو دیکھا کہ اس پر داغ ہے اسی داغ پر دوسرا داغ دیدیا۔

آن مرد نیم کز عَدَمِ بیم آید (۲۵۶) آن بیم مرا خوشتر از این بیم آید
جانِیست مرا بہ عاریت داد خدا تسلیم کنم چو وقت تسلیم آید
معانی: عدم: نیستی، فنا، موت۔ بیم: خوف، ڈر۔ عاریت: ادھار۔ تسلیم کردن: سپرد
کرنا، حوالے کرنا۔ تسلیم: سپردگی، تحویل۔

ترجمہ: میں وہ آدمی نہیں ہوں کہ مجھے موت سے خوف پیدا ہو، وہ خوف میرے لیے اس
خوف سے اچھا ہے کہ میری جان ایسی ہے جسے خدا نے مجھے ادھار دیا ہے، جب تحویل کا وقت
آئے گا تو میں اسے سوپ دوں گا۔

از واقعه ای ثرا خبر خواہم کرد (۲۵۷) وان را بہ دو حرف مُختصر خواہم کرد
با عشق تو در خاک فرو خواہم شد با و ہر تو سر ز خاک بر خواہم کرد
ترجمہ: میں تجھے ایک واقعہ کی خبر دوں گا اور اسے دو جملے میں مختصر بیان کروں گا، تیرے
عشق کے ساتھ مٹی میں مل جاؤں گا اور تیری محبت کے ساتھ مٹی سے سراٹھاؤں گا۔

عَاقِل غم و اندیشہ لا شئی نخورد (۲۵۸) جز جام لب و بیا پی نخورد
غم در دل و بادہ در صراحی باشد خاکش بہ سر آنکہ غم خورد ، می نخورد
معانی: لاشی: حقیر چیز۔ لبالب: پُر، لبریز۔

ترجمہ: عقل مند حقیر چیز کا غم اور فکر نہیں کرتا، لبریز اور پے در پے جام کے علاوہ کچھ نہیں پیتا، دل
میں غم و اندوہ اور صراحی میں شراب ہو تو اس شخص کے سر پر خاک جو غم کھائے اور شراب نہ پیے۔

کم کن طمع جہان کہ باشی خُر سند (۲۵۹) وز نیک و بد زمانہ بگسل پیوند
خوش باش آنچنان کہ این دور فلک ہم بگسلد و نماند این روزی چند
ترجمہ: دنیا کی لالچ کم کرتا کہ خوش رہے اور زمانے کے نیک و بد سے رشتہ توڑ لے، خوشی
سے زندگی گزار اس لیے یہ آسمان کی گردش اور یہ (دنیا کے) چند روز بھی نہ رہیں گے۔

در عالم جان بہ ہوش می باید بود (۲۶۰) در کار جہان خُموش می باید بود
تا چشم و زبان و گوش بر جا باشد بی چشم و زبان و گوش می باید بود

ترجمہ: روح کی دنیا میں باہوش رہنا چاہیے، دنیا کے کاموں میں خاموش رہنا چاہیے۔ جب تک آنکھ، زبان اور کان سلامت ہوں بغیر آنکھ، زبان اور کان کے رہنا چاہیے۔

این کوزہ گران کہ دست در گل دارند (۲۶۱) عقل و خرد و ہوش بر آن بگمارند
مشت و لکد و طہانچہ تا چند زند خاکِ ز دہان است چہ می بندارند
معانی: مشت: مٹھی۔ لکد: پیر سے کپلنا، روندنا۔ طہانچہ: تھپتر۔

ترجمہ: یہ کہار جو مٹی گوندھتے ہیں ذرا اس بات پر غور و فکر کریں کہ اسے اتنا کیوں کوٹتے پیٹتے اور روندتے ہیں ارے یہ نہیں جانتے کہ یہ مٹی (معتشوقوں کے) چہروں کی مٹی ہے۔

لب بر لب کوزہ ہیچ دانی مقصود (۲۶۲) یعنی لب من نیز چو لب های تو بود
آخر چو وجود من نمانی موجود لب هات چنین شود به فرمان و دود
معانی: مقصود: مراد، مطلوب۔ فرمان: حکم۔ و دود: بہت مہربان، بہت زیادہ محبت کرنے والا، اللہ تعالیٰ کی ایک صفت۔

ترجمہ: ہونٹ جب کوزہ کے لب (سرے) سے ملتے ہیں تو تمہیں معلوم ہے کہ اس کا مقصد کیا ہے یعنی کوزہ کہتا ہے کہ میرا ہونٹ بھی تیرے ہی ہونٹ جیسا تھا اور آخر میں جب تو (بھی) میرے وجود کی طرح فنا ہو جائے گا تو خدا کے حکم سے تیرے ہونٹ بھی ایسے ہی ہو جائیں گے۔

شب نیست کہ عقل در تختہ نشود (۲۶۳) وز گریہ کنار من پُر از دُر نشود
پُر می نشود کاسہ سر از سودا آن کاسہ کہ سرنگون بود پر نشود
معانی: تختہ: حیرت، تعجب۔ کاسہ: پیالہ۔ سودا: جھٹ، دیوانگی۔ سرنگون: الٹا، اونڈھا۔
ترجمہ: کوئی رات ایسی نہیں گذرتی جس میں میری عقل حیرت زدہ نہ ہوئی ہو اور آہ و زاری سے میری آنکھ آنسوؤں سے نہ بھر آتی ہو۔ سر کا پیالہ دیوانگی سے کبھی پُر نہیں ہوتا (شاید اس کی وجہ یہ ہے کہ) جو پیالہ الٹا ہو وہ کبھی پُر نہیں ہوتا۔

آنها کہ محیط فضل و آداب شدند (۲۶۴) در کشفِ علوم شمع اصحاب شدند
رہ زین شب تاریک نبردند برون گفتند فسانہ ای و در خواب شدند
معانی: کشف: کھولنا، سلجھانا، ہٹانا۔ فسانہ: کہانی، بے سرو پاتیاں۔

ترجمہ: جو لوگ فضل و شرف اور تہذیب کے دلدادہ اور علم کی گتھیاں سلجھانے میں چراغ
انجمن تھے، انھوں نے بھی اس تاریک رات سے نکلنے کا راستہ نہیں پایا اور کوئی کہانی سنائی اور سو گئے
یعنی کوئی شخص وجود کی حقیقت بیان نہ کر سکا، چند من گڑھت کہانیاں سنائیں اور راہی عدم ہو گئے۔
آنها کہ اسیر عقل و تمیز شدند (۲۶۵) در حسرت هست و نیست نا چیز شدند
رو با خبران تو آب انگور گزین کاین بی خبران به غوره فوئیز شدند
معانی: تمیز: عقل، شعور۔ آب انگور: شراب۔ غورہ: ترش کچا انگور۔ وہ انگور جس
میں ابھی مٹھاس پیدا نہ ہوئی ہو۔

ترجمہ: جو لوگ عقل و شعور کے اسیر ہو گئے وہ ہونے اور نہ ہونے کی حسرت میں پریشان
ہو گئے۔ جابا خبر افراد کے ساتھ شراب پی اس لیے کہ یہ بے خبر ترش انگور کے اسیر ہیں۔
پیری سر رای بی صوابی دارد (۲۶۶) گلنار زخم ب رنگ آبی دارد
بام و درو بخار زکن دیوار وجود ویران شد و روی به خرا بی دارد
معانی: بی صواب: نادرست، غیر معقول۔ گلنار: سرخ۔ بام: چھت، اٹاری۔
درو: دیوار۔

ترجمہ: بڑھاپے نے رائے کو نادرست بنا دیا ہے اور میرا سرخ چہرہ نیلا پڑ گیا ہے، دیوار
وجود کے بام و در اور چاروں ارکان (عناصر اربعہ یعنی ا۔ آگ ۲۔ پانی ۳۔ مٹی ۴۔ ہوا) ویران
ہو گئے اور تباہی کی طرف جارہے ہیں۔

آن عقل کہ در راه سعادت پوید (۲۶۷) روزی صدفار خویش را می گوید
دریاب تو این یکدمه صحبت کہ نه ای آن تره کہ بد روند و دیگر روید
معانی: یکدمہ: ایک لمحہ، ایک لحظہ۔ ترہ: ایک سبزی کا نام جو تقریباً دو سال میں تیار ہوتی
ہے اس کی پتیاں لمبی ہوتی ہیں اور یہ کھانے میں استعمال ہوتی ہے۔

ترجمہ: وہ عقل جو خوشنختی کا راستہ ڈھونڈتی ہے وہ دن میں سو بار خود سے کہتی ہے کہ تو اس
ایک لمحے کی گفتگو کو غنیمت جان کیونکہ تو وہ ترہ نہیں ہے جسے کاٹ دیا جائے تو بھی اگ جاتی ہے۔
تا بود دلم ز علم محزوم نشد (۲۶۸) کم بود ز اسرار کہ مفہوم نشد

اکنون کہ ہمی بنگوم از رویِ خرد معلوم شد کہ هیچ معلوم نشد ترجمہ: جب تک میرا دل موجود تھا علم سے محروم نہ ہوا، بہت کم راز تھے جو معلوم نہ ہو سکے۔ اب جبکہ عقل کی رو سے دیکھتا ہوں تو مجھے معلوم ہوا کہ کچھ بھی معلوم نہ ہوا۔ (یعنی بڑے بڑے فلاسفہ نے اپنی پوری زندگی درس و تدریس اور علمی مباحث میں گزاری جب وہ علم کی چوٹیوں پر پہنچ گئے تو یہی کہتے نظر آئے کہ ابھی میں کچھ بھی نہیں جانتا)۔

نا برده به صبح در طلب شامی چند (۲۶۹) نینہادہ برون ز خویشتن گامی چند
در کسوتِ خاص آمدہ ای عامی چند بدنام کنندہ نکو نامی چند
معانی: کسوت: لباس، جامہ، پوشاک۔ نکو نام: نیک نام، بھلا۔

ترجمہ: طلب و جستجو کی راہ میں کچھ شاموں کو صبح تک نہ پہنچا سکے اور اپنی ذات سے ایک قدم بھی باہر نہ رکھ سکے (یعنی علم و عرفان کا کوئی مسئلہ حل نہ کر سکے)، خاص لوگوں کے لباس میں چند عام افراد آگئے ہیں جو چند نیک نام کو بدنام کر رہے ہیں۔

امشب می جام یکمنی خواہم کرد (۲۷۰) خود را به دو جام می غنی خواہم کرد
اول سے طلاق به عقل و دین خواہم گفت پس دخترِ رز را بزنی خواہم کرد
معانی: من: ۳۰ سیر جو تقریباً ۳ کلو گرام کے برابر ہوتا ہے (ایران قدیم کے وزن کے مطابق)۔ غنی: بے نیاز، فارغ البال۔

ترجمہ: اس رات پیالے کی شراب ایک من کردوں گا خود کو دو پیالہ شراب سے بے نیاز کر لوں گا پہلے تو عقل و دین کو تین طلاق دوں گا پھر انگور کی بیٹی (شراب) سے شادی کر لوں گا۔
تا چند اسیرِ رنگ و بو خواہی شد (۲۷۱) چند از پی ہر زشت و نکو خواہی شد
گر چشمہ زہری و اگر آبِ حیات آخر بدلِ خاک فرو خواہی شد
ترجمہ: کب تک تو رنگ و روپ کا غلام بنا رہے گا اور کب تک ہر اچھائی اور برائی کے پیچھے پھرے گا، اگر تو زہر کا چشمہ ہو یا آبِ حیات، آخر کار مٹی (قبر) ہی میں جانا ہے۔

آن کاسہ گری کہ کاسہ سرہا کرد (۲۷۲) در کاسہ گری صنعتِ خود پیدا کرد
بر خوانِ وجود ما نگون کاسہ نہاد وان کاسہ سرنگون مرا رسوا کرد

معانی: کاسہ گری: کوزہ بنانا، پیالہ بنانا۔ صنعت: کاریگری، ہنر۔ خوان وجود: وجود کا برتن یا دسترخوان، جسم۔

ترجمہ جس پیالہ بنانے والے نے سروں کے پیالے بنائے اس نے پیالہ بنانے میں اپنا ہنر دکھایا۔ ہمارے جسم پر الٹا پیالہ رکھ دیا اور اس الٹے پیالے نے مجھے بدنام کر دیا۔
اجرام کہ ساکنانِ این ایوانند (۲۷۳) اسبابِ ترددِ خرد منداند
ہاں تا سرِ رشتہ خرد گم نکنی کانان کہ مدبرانند سر گردانند
معانی: اجرام: سیارے جیسے چاند، سورج، زہرہ، عطارد وغیرہ۔ ایوان: محل، قلعہ، (مجازاً) آسمان۔ تردد: پس و پیش، تذبذب۔ سر رشتہ: تدبیر، مقصد۔ کانان: کہ۔ آنان۔
ترجمہ: چاند، ستارے جو اس محل (آسمان) کے رہنے والے ہیں عقلمندوں کے پس و پیش کا ذریعہ ہیں، ہاں سر رشتہ عقل کو کھونہ دینا کیوں کہ جو صاحب عقل ہیں وہ (حقیقت کی تلاش میں) سرگرداں ہیں۔

ہر صبح کہ روی لالہ شبنم گیرد (۲۷۴) بالای بنفشہ در چمن خم گیرد
وانصاف مرا ز غصہ خوش می آید گر دامنِ خویشتن فراہم گیرد
معانی: بالا: بلندی، طول، قد و قامت۔ خم گرفتن: جھک جانا۔
ترجمہ: ہر صبح جب گل لالہ پر شبنم گرتی ہے تو بنفشہ کا قد چمن میں جھک جاتا ہے اور حقیقت یہ ہے کہ اگر مجھے اپنا دامن نصیب ہو جائے تو غم و اندوہ بھی گوارا معلوم ہوتا ہے۔

وقتیست کہ از سبزہ جہان آریند (۲۷۵) موسی صفتان ز شاخ کف بنمایند
عیسی نفسان ز خاک بیرون آیند در چشمِ سحاب دیدہ ہا بکشایند
معانی: موسی صفتان: حضرت موسی کی طرح ہاتھ سے معجزہ دکھانے والے۔ عیسی نفسان: پھونک سے مردوں کو زندہ کرنے والے، حضرت عیسیٰ کا یہ معجزہ تھا کہ وہ اپنی پھونک کے ذریعے خدا کے حکم سے مردوں کو زندہ کر دیا کرتے تھے۔ سحاب: بادل۔

ترجمہ: اب وقت آ گیا ہے کہ دنیا کو سبزہ سے سجائیں، موسیٰ صفت درخت شاخ سے پد بیضا (کے معجزے) دکھائیں، عیسیٰ نفس درخت مٹی سے باہر آئیں اور بادلوں کی آنکھ سے آنکھ ملائیں۔

در دهر هر آنکه نیم نانی دارد (۲۷۶) وز بهر نشست آشیانی دارد
 نی خادم کس بود نه مخدوم کسی گویا شاد بزی که خوش جهانی دارد
 معانی: آشیانہ: چھوٹا سا گھر، جھوپڑی۔ خادم: نوکر، غلام۔ مخدوم: جس کی خدمت کی
 جائے، آقا، مولا۔

ترجمہ: دنیا میں جس کے پاس بھی کھانے کے لئے آدھی روٹی اور رہنے کے لئے جھوپڑی
 میسر ہے، تو وہ نہ کسی کا غلام ہے اور نہ کسی کا آقا، تو اس سے کہہ دے کہ خوشی سے زندگی گزار اس لیے
 کہ اس کی دنیا اچھی ہے۔

گردون ز زمین هیچ گلی بر نارد (۲۷۷) کس نشکند و باز به گل نِسپارد
 گر ابر چو آب خاک را بردارد تا حشر همه خونِ عزیزان بارد
 ترجمہ: آسمان، زمین سے کوئی پھول نہیں اگاتا جسے کوئی نہ توڑے اور پھر مٹی میں نہ
 ملائے، اگر بادل زمین کے پانی کو اٹھالے جائے تو قیامت تک صرف عزیزوں کا ہی خون برسے
 گا۔

زان سر به گلی کہ پیر دھقان دارد (۲۷۸) پُر کن کہ دلم مَیل فراوان دارد
 از سر گلِ آرزو به در کن کہ جهان در زیرِ گلِ آرزو فراوان دارد
 معانی: سر بہ: فروتن، منکسر المزاج، (مجازاً) صراحی۔ پیر دھقان: مرشد، راہنما۔
 میل: خواہش، رغبت۔ بدر کردن: دور کرنا، پھینک دینا۔ فراوان: بہت زیادہ۔

ترجمہ: اس مٹی کی صراحی سے جو مرشد کے پاس ہے ایک پیالہ پُر کرو کیونکہ میرا دل بہت
 مشتاق ہے، سر سے خواہشات کو نکال پھینک اس لیے کہ دنیا میں زمین کے نیچے بہت سی آرزوئیں
 پوشیدہ ہیں۔

روزی کہ جزای هر صفت خواهد بود (۲۷۹) قدر تو به قدر معرفت خواهد بود
 در حسنِ صفت کوش کہ در روز جزا حشر تو به صورتِ صفت خواهد بود
 معانی: معرفت: شناخت، پہچان۔ حسن صفت: اچھی صفت۔ حشر: لوگوں کو جمع
 کرنا، شمار کرنا۔

ترجمہ: جس دن ہر اچھے بُرے کی جزا دی جائے گی تو تیری قدر معرفت کی مقدار بھر ہوگی، اچھی صفت اپنانے کی کوشش کر اس لیے کہ قیامت کے دن تیرا حساب کتاب صفت کے مطابق ہی ہوگا۔

زان پیش کہ بر سر تو شبخون آرند (۲۸۰) فَر مای کہ تا بادۂ گُلگون آرند
تو زَر نہ ای ای غافلِ نادان کہ ترا در خاک نهند و باز بیرون آرند
معانی: شبخون: اچانک حملہ، یکا یک حملہ۔ گُلگون: سرخ رنگ۔ زر: سونا۔ غافل: بے پروا، لا پروا۔ باز: پھر، دوبارہ۔

ترجمہ: اس سے پہلے کہ تجھ پر اچانک حملہ کریں حکم دے تاکہ تیرے پاس شرابِ سرخ لے آئیں، اے بے وقوف غافل تو سونا نہیں ہے کہ تجھے زمین میں گاڑیں گے اور پھر باہر نکالیں گے (یعنی مرنے کے بعد تجھے دنیا میں واپس نہیں آنا ہے)۔

چون مُردہ شوم خاکِ مرا گم سازند (۲۸۱) و احوالِ مرا عبرتِ مردم سازند
پس خاکِ مرا بیادۂ آغشته کنند وز کالبدِم خِشتِ سرِ خم سازند
معانی: عبرت: نصیحت، سبق۔ آغشته کردن: ملانا، گوندھنا۔ کالبد: جسم، بدن۔
ترجمہ: جب میں مر جاؤں تو میری خاک کو اڑا دیں اور میرے حالات کو لوگوں کے لیے عبرت بنادیں، پھر میری مٹی کو شراب سے گوندھیں اور میرے بدن سے صراحی کا سرپوش (ڈکھنا) بنائیں۔
قومی ز گزاف در غرور افتادند (۲۸۲) قومی ز ہی خور و قصور افتادند
معلوم شود چون پردہ ہا بردارند کز کوی تو دور دور افتادند
معانی: گزاف: عبث، بے فائدہ، بے کار کی باتیں۔ حور: خوبصورت سیاہ چشم عورتیں، خوبصورت جلتی عورتیں، حورا کی جمع ہے لیکن فارسی میں مفرد استعمال ہوتا ہے جس کی جمع 'حوران' آتی ہے۔ قصور: قصر کی جمع، محلات، قلعے۔

ترجمہ: ایک قوم بے کار باتوں کی وجہ سے تکبر میں پڑ گئی اور ایک قوم حورا اور محلات کے پیچھے پڑ گئی، لیکن جب پردے ہٹائے گئے تو معلوم ہوا کہ دونوں تیرے راستے سے بھٹک گئے ہیں۔
تو بہ نکند ہر کہ ثباتش باشد (۲۸۳) از بادہ کہ چون آبِ حیاتش باشد

اندر رمضان اگر کسی توبہ کند باری ز نماز ها نجاتش باشد
ترجمہ: جو شخص ثابت قدم ہو وہ شراب سے توبہ نہیں کر سکتا کیونکہ یہ اس کے لیے آبِ حیات کے
مثل ہے، اگر رمضان میں کوئی ایک بار بھی نمازوں سے توبہ کر لے تو یہ اس کے لیے باعثِ نجات ہوگا۔
می باید خورد و کام دل باید راند (۲۸۳) در دل نتوان درخت اندوه نشانند
ہموارہ کتاب صرف می باید خواند پیدا است کہ چند در جہان خواہی ماند
ترجمہ: شراب پینا چاہیے اور دلی مراد پوری کر لینی چاہیے اور دل میں رنج و غم کا پودا نہیں سینپنا
چاہیے، ہمیشہ گردشِ شراب کی کتاب پڑھنا چاہیے، ظاہر ہے کہ تو دنیا میں کتنے دن رہے گا۔
وقتی کہ طلوع صبح آرزق باشد (۲۸۵) باید بکفت جام مروق باشد
گویند کہ حق تلخ بود در افواہ باید کہ بدین دلیل می حق باشد
معانی: ازرق: نیلگوں، آسمانی۔ مروق: صاف و شفاف، بغیر تلچھٹ کے۔ افواہ: جمع
'نوفہ' بمعنی منہ، دہن۔

ترجمہ: جس وقت نیلگوں صبح کا طلوع ہو، ضروری ہے کہ تیرے ہاتھ میں صاف و شفاف
شراب کا جام ہو، کہتے ہیں کہ حق بات جو منہ سے نکلتی ہے تلخ ہوتی ہے اس دلیل کی بنا پر شراب کو بھی
حق ہونا چاہیے (کیونکہ یہ بھی تلخ ہوتی ہے اور منہ اس کی تلخی محسوس کرتا ہے)۔
از بادۂ شب اگر خمارم نبود (۲۸۶) می خوردن روز اختیارم نبود
گفتی بکن اختیار می خوردن روز در خوردن روز بخت یارم نبود
ترجمہ: اگر رات کی شراب کا میرے سر میں خمار نہ ہو تو دن کا شراب پینا میرے اختیار میں
نہیں ہوتا، تو نے کہا کہ تو صرف دن میں شراب پیا کر لیکن دن میں پینا میری خوش بختی نہیں ہے۔
در دھر چو آوازۂ گل تازہ دهند (۲۸۷) فرمای بُتا کہ می بہ اندازہ دهند
از دودخ و از بهشت و از خور و قصور فارغ بنشین کہ آن خود آوازہ دهند
معانی: دھر: دنیا۔ آوازہ: آواز، نغمہ۔ بت: صنم۔ معشوق، محبوب۔
ترجمہ: جب دنیا میں تازہ پھول کی آمد آمد ہو تو اے معشوق حکم دے کہ شراب اندازہ کے
مطابق دیں۔ جہنم، جنت، حور اور محلات سے بے فکر ہو جا کیونکہ یہ چیزیں تمہیں خود پکاریں گی۔

گویند بہشت و حورِ عینِ خواہد بود (۲۸۸) وانجا می ناب و انگبین خواہد بود
گر ما می و معشوق پرستیم رواست چون عاقبت کار ہمین خواہد بود
معانی: حورِ عین: کیٹلی آنکھوں والی خوبصورت عورتیں جو جنت میں نیک انسانوں کی
خدمت کے لیے ہوں گی۔ می ناب: خالص شراب۔ انگبین: شہد۔

ترجمہ: کہتے ہیں کہ جنت اور کیٹلی آنکھوں والی حور ہوگی اور وہاں خالص شراب اور شہد ہو
گی، تو اگر ہم نے مے پرستی اور معشوق پرستی کی تو ٹھیک ہی ہے کیونکہ انجام کار بھی تو یہی ہوگا۔
آن روز کہ تُو سنِ فلک زین کردند (۲۸۹) آرایشِ مشتری و پروین کردند
این بود نصیبِ ما ز دیوانِ قضا مارا چہ گناہ قسم ما این کردند
معانی: تُو سن: رتنی۔ مشتری: ایک سیارے کا نام۔ پروین: ثریا، آسمان کے وہ
سات ستارے جو ایک ساتھ حرکت کرتے ہیں۔ دیوانِ قضا: قضا و قدر الہی کا دفتر۔

ترجمہ: جس دن آسمان بنایا گیا اسے مشتری اور ثریا سے سجایا گیا، (اس روز) دیوانِ قضا
سے ہمارے نصیب میں یہی (شراب نوشی) آئی اب ہمارا کیا تصور جب ہمارے نصیب میں
یہی لکھ دیا گیا۔

آنها کہ کشندہٗ شراب نابند (۲۹۰) و آنہا کہ بہ شبِ مدام در بحرِ ابند
بر خشک یکی نیست ہمہ در آبد بیدار یکیست دیگران در خوابند
معانی: کشندہ: کھینچنے والے، (مجازاً) پینے والے۔ مدام: ہمیشہ، دایمی۔ در آبد:
سب پانی میں ہیں، سب تر دامن ہیں۔

ترجمہ: جو لوگ خالص شراب پینے والے ہیں اور جو لوگ پوری رات ہمیشہ محرابِ عبادت
میں رہتے ہیں۔ ان میں کوئی بھی خشک زاہد نہیں ہے سب تر دامن ہیں، بیدار صرف ایک ذات
ہے اور باقی سب سورہ ہیں۔

می خور کہ سمن بسی سما خواہد شد (۲۹۱) خوش زی کہ سہی بسی سہا خواہد شد
بر طرفِ چمن ز زندگانی بر خور زیرا کہ چمن بسی چو ما خواہد شد

معانی: سمن: = یا سمن، چنبیلی۔ سما: آسمان۔ سہی: معشوق کا سڈول قد۔ سہا: ایک چھوٹا ستارہ جو بہت دھندلا ہوتا ہے بہت غور کرنے کے بعد اس پر نظر پہنچتی ہے۔

ترجمہ: شراب پی کیونکہ بہت سی چنبیلی (مٹی بن کر) اڑ جائے گی اور خوشی سے زندگی گزار کیونکہ بہت سے سرو صفت انسان نظروں سے اوجھل ہو جائیں گے۔ چمن کے ایک گوشے میں زندگی سے فائدہ اٹھالے کیونکہ بہت سے چمن ہماری ہی طرح خاک میں مل جائیں گے۔

شب نیست کہ آہ من بہ جوزا نرسد (۲۹۲) وز گریہ من سیل بہ دریا نرسد
گفتی کہ با تو بادہ خورم پس فردا شاید کہ مرا عمر بہ فردا نرسد
معانی: جوزا: دو پیکر، بارہ آسمانی برجوں میں سے تیسرا آسمانی برج جو دو جزواں لڑکوں کی شکل کا ہے۔

ترجمہ: کوئی رات ایسی نہیں ہے جب میری فریاد جوزا تک نہ پہنچی ہو اور میری آہ و بکا سے آنسوؤں کا سیلاب دریا تک نہ پہنچا ہو۔ تو نے کہا کہ میں تیرے ساتھ پرسوں شراب پیوں گا شاید میری عمر کل تک کی بھی نہ ہو۔

یاران چو بہ ائتفاق میعاد کنید (۲۹۳) خود را بہ جمال یکدگر شاد کنید
ساقی چو می مغانہ در گف گیرد بی چارہ فلان را بہ دعا یاد کنید
معانی: میعاد: معین وقت، وعدہ کرنے کی جگہ یا وقت۔ می مغانہ: آتش پرستوں کی شراب، خالص شراب۔

ترجمہ: ہاے دوستوں! جب باہمی موافقت کے ساتھ کوئی وعدہ کرو تو خود کو ایک دوسرے کے حسن و جمال سے خوش کرو اور جس گھڑی ساقی خالص شراب ہاتھ میں لے لو فلاں بے چارہ کو (مجھے) بھی دعائیں یاد رکھو۔

روزبست خوش و ہوا نہ گرم است و نہ سرد (۲۹۴) ابر، از رخ گلزار ہمی شوید گرد
بلبل بہ زبانِ خود با گل زرد فریاد ہمی زند کہ می باید خورد
معانی: گل زرد: چنبیلی کی ایک قسم جس کا پھول پیلے رنگ کا ہوتا ہے یا جنگلی گلاب جو

پیلے رنگ کا ہوتا ہے۔

ترجمہ: مسہانا موسم ہے ہوانہ گرم ہے نہ سرد، بارش پھولوں کے چہرے سے گرد دھورہی ہے۔ بلبل زبان حال سے گل زرد سے چنچ چنچ کر کہہ رہی ہے کہ تجھے شراب پینی چاہیے (تاکہ سرخ رو ہو جائے)۔

عمرت تا کی بہ خود پرستی گذرد (۲۹۵) یا در پی نیستی و ہستی گذرد
می خور کہ چنین عمر کہ غم در پی اوست آن بہ کہ بہ خواب و بابہ مستی گذرد
ترجمہ: تیری عمر کب تک کبر و نخوت میں گزرے گی یا وجود و عدم کی فکر میں گزرے گی، شراب پی کیونکہ ایسی زندگی جس کے پیچھے غم ہو بہتر یہی ہے کہ خواب میں گزرے یا مستی میں۔
می خور کہ تنت بہ خاک در ذرہ شود (۲۹۶) خاکت پس از ان پیالہ و جزہ شود
از دودخ و از بہشت فارغ می باش عاقل بہ چنین عمر چرا غزہ شود
معانی: جزہ: دستہ دار بڑا پیالہ۔ غزہ: تکبر، گھمنڈ۔

ترجمہ: شراب پی کیونکہ جب تیرا بدن مٹی میں مل کر ذرہ ہو جائے گا تو اس کے بعد تیری مٹی جام و پیالہ ہو جائے گی۔ جنت و جہنم کی پروا مت کر، غفلت مند ایسی زندگی پر کیوں کرتے کرے۔
عشقی کہ مجا زی بود آتش نبود (۲۹۷) چون آتش نیم مردہ تا بش نبود
عاشق باید کہ سال و ماہ و شب و روز آرام و قرار و خورد و خوابش نبود
ترجمہ: جو عشق مجازی ہو اس میں رقت نہیں ہوتی جس طرح نیم مردہ آگ میں چمک نہیں ہوتی۔ عاشق کو چاہیے کہ سال، مہینے اور رات و دن پریشان، بیقرار، بھوکا اور جاگتا رہے۔
ایزد بہ بہشت وعدہ با ما می کرد (۲۹۸) پس در دو جہان حرام می را کی کرد
شخصی ز عرب ناقہ حمزہ پی کرد پیغمبر ما حرام می بر وی کرد
معانی: ناقہ: اونٹنی۔ پی: کردن: سراغ لگانا، پیچھا کرنا۔

ترجمہ: خدا جنت میں ہم سے شراب کا وعدہ کر رہا تھا پھر دونوں جہان میں شراب کو کس نے حرام قرار دیدیا، (اصل بات یہ ہے کہ) عرب کے ایک آدمی نے حضرت حمزہ کی اونٹنی کا پیچھا کیا اس لیے ہمارے رسول نے اس پر شراب حرام کر دی۔

اکنوں کہ ز خوش دلی بہ جز نام نماند (۲۹۹) یک ہمدم پختہ جز می خام نماند
دستِ طرب از ساغرِ می باز مگیر امروز کہ در دست بہ جز جام نماند
معانی: ہمدم پختہ: اچھا دوست۔ می خام: ناخالص شراب، تلچھٹ۔
ترجمہ: اب جب کہ خوشدلی کا صرف نام باقی رہ گیا اور ناخالص شراب (تلچھٹ) کے
علاوہ کوئی اچھا دوست باقی نہیں رہ گیا، اب خوشی کا ہاتھ جام شراب سے نہ کھینچ کیونکہ آج ہاتھ میں
جام کے سوا کچھ بھی باقی نہیں رہا۔

گویند بہشت و حوضِ کوثر باشد (۳۰۰) وان جامی ناب و شہد و شکر باشد
بُر کن قدحِ بادہ وبر دستم نہ نقدی ز ہزار نسیہ خوشتر باشد
معانی: می ناب: خالص شراب۔ نسیہ: ادھار، قرض۔
ترجمہ: کہتے ہیں کہ جنت اور حوضِ کوثر ہوگا اور وہاں خالص شراب، شہد اور شکر ہوگی۔ جام
شراب بھر کر میرے ہاتھ میں دے اس لیے کہ ایک نقد ہزار ادھار سے بہتر ہے۔

آن قوم کہ در مقامِ تمکین رفتند (۳۰۱) با آخر کار جملہ مسکین رفتند
مسکین مسکین بہ مرگ ہم می گفتند وان طایفہ کاندر رہِ تحسین رفتند
معانی: کاندر: = کہ + اندر۔ تحسین: تعریف و توصیف، (مجازاً) خوشحالی، عیش و عشرت۔
ترجمہ: وہ قوم جو ناز و نخرے میں دنیا سے گئی آخر کار سب کے سب بے نوائی کی حالت
میں دنیا سے رخصت ہوئے، موت کے وقت مسکین مسکین کہتے رہے وہ افراد جو تحسین پسند واقع
ہوئے تھے۔

در راہِ چنان رو کہ سلامت نکنند (۳۰۲) با خلقِ چنان زی کہ قیامت نکنند
در مسجد اگر روی چنان رو کہ ترا در پیش نخواستند و امامت نکنند
ترجمہ: راستے میں ایسے چل کہ لوگ تجھے سلام نہ کریں، لوگوں کے ساتھ ایسی زندگی
گزار کہ تیری تعظیم کی وجہ سے کھڑے نہ ہوں، اگر مسجد میں تو جائے تو ایسے جا کہ تجھے آگے نہ
بلائیں اور امام نہ بنائیں۔

در راہِ خرد بہ جز خرد را مپسند (۳۰۳) چون هست رفیقِ نیک، بد را مپسند

خواہی کہ ہمہ جہان ترا پسندد می باش بہ خوش دلی و خود را پسند
ترجمہ: عقل کی راہ میں عقل کے سوا کسی کو پسند نہ کر جب اچھا ساتھی موجود ہو تو برے کو
پسند نہ کر، اگر تو چاہتا ہے کہ پوری دنیا تجھے پسند کرے تو اپنے دل کو خوش رکھ اور خود پسندی
چھوڑ دے۔

خواہی کہ ثرا ز تبة ابرار رسد (۳۰۴) پسند کہ کس را ز تو آزار رسد
از مرگ میندیش و غم رزق مخور کین ہر دو بہ وقت خویش ناچار رسد
ترجمہ: اگر تو چاہتا ہے کہ تجھے نیکوں کا درجہ مل جائے تو پسند نہ کر کہ تجھ سے کسی کو تکلیف
پہنچے، موت سے نہ ڈر اور رزق کا غم نہ کھا کیونکہ یہ دونوں اپنے (مقررہ) وقت پر ضرور پہنچیں گے۔
در جرخ بہ انواع سخن ہا گفتند (۳۰۵) ابن بی خبران گوہر دانش سفند
واقف چو نگشتند بر اسرارِ فلک اول ز نخی زدند و آخر خفتند
معانی: گوہر: موتی۔ سفتن: پرونا۔ زنج زدن: کہانیاں سنانا، بے کاری کی باتیں کرنا۔
ترجمہ: آسمان کے سلسلے میں ان بے خبر لوگوں نے طرح طرح کی باتیں کہیں اور علم کے
موتی پروئے، جب آسمانی رازوں سے آگاہ نہ ہو سکے تو پہلے بیکاری کی باتیں کہیں اور پھر سو گئے یعنی
دنیا سے رخصت ہو گئے۔

این خلق ہمہ خران با افسوسند (۳۰۶) پُر مشغلہ و میان تھی چون کوسند
خواہی کہ کف پایِ ثرا بو سہ دهند خوش نام بزی کہ بندہ ناموسند
معانی: خران: خری جمع، گدھے، بے وقوف۔ پُر مشغلہ: کام کرنے والے، مشغول۔
کوس: ڈھول۔ کف: ہتھیلی۔ ناموس: عزت، حرمت۔

ترجمہ: یہ تمام لوگ غمزدہ بے وقوف ہیں ظاہراً کام کرنے والے اور درحقیقت ڈھول کی
طرح خالی ہیں، اگر تو چاہتا ہے کہ لوگ تیرے پیروں کا بوسہ دیں تو نیکی نامی کے ساتھ زندگی گزار کہ
لوگ عزت کے غلام ہیں۔

می نوش کہ تا غم از نہادت ببرد (۳۰۷) شغل دو جہان جملہ ز یادت ببرد
رو آتش تر گزین کن و آب روان پیش آن کہ شوی خاک و بادت ببرد

معانی: نہاد: سرشت، وجود۔ آتش تو: شراب۔

ترجمہ: شراب نوش کرتا کہ تیرے وجود سے غم کو دور کرے اور دونوں جہان کی فکر تیرے ذہن سے نکال دے۔ جا آتش تر یعنی شراب اختیار کر اور نہر کا کنارہ، اس سے قبل کہ تو خاک ہو جائے اور تجھے ہوا اڑا لے جائے۔

مَی خور کہ ز تو قَلت و کثرت ببرد (۳۰۸) و اندیشہ هفتاد و دو ملت ببرد
پرهیز مکن ز کیمیایی کہ ازو یک جرعه می هزار علت ببرد
ترجمہ: شراب پی کہ یہ تیرے اندر سے کمی، بیشی اور بہتر فرقوں کے جھگڑے کو ختم کر دے
گی۔ ایسے کیمیا سے پرہیز نہ کر کہ جس کا ایک گھونٹ ہزار مرض کو دور کر دے۔

چون شاهد روح خانہ پرداز شود (۳۰۹) هر چیز به اصلِ خویش باز شود
این ساز وجود و چارابریشم طبع از زخمه روزگار بی ساز شود
معانی: چارابریشم طبع: اس سے مراد عناصر اربعہ ہیں جن سے انسان کا وجود باقی
ہے۔ زخمہ: مضراب کی ضرب۔ ساز: سارنگی، ستار وغیرہ۔

ترجمہ: جب روح کا معشوق جسم کے گھر میں مقیم ہو جائے (تو جدائی بھی ضروری
ہے کیونکہ ایک دن) ہر چیز اپنی اصل کی طرف پلٹ جائے گی، یہ وجود کا ساز اور طبیعت کے
چاروں عنصر زمانے کے مضراب سے بے ساز ہو جائیں گے۔

گو بند هر آن کسان که با پر هیز ند (۳۱۰) زین سان که بمیرند چنان بر خیزند
ما با می و معشوق از نیم مدام باشد که به حشر مرا چنان انگیزند
ترجمہ: تمام پرہیزگار کہتے ہیں کہ لوگ جیسے مریں گے ویسے ہی (حشر میں) اٹھائے
جائیں گے۔ ہم شراب اور معشوق کے ساتھ اس لیے ہمیشہ رہتے ہیں کہ شاید ہمیں حشر میں اسی
طرح اٹھایا جائے۔

ای همنفسان مرا به می قوت کنید (۳۱۱) وین چهره کھربا چو یاقوت کنید
چون قوت شوم به بادہ شوید مرا وز چوب رزم تخته تابوت کنید
معانی: قوت: اتنی غذا جس سے انسان زندہ رہ سکے۔ کھربا: ماند، زرد۔ رز: انگور۔

ترجمہ: اے میرے دوستو! مجھے شراب سے غذا دو اور اس زرد چہرے کو یا قوت کی طرح سرخ کر دو، جب میں مر جاؤں تو مجھے شراب سے غسل دو اور انگور کی لکڑی سے میرا تابوت بناؤ۔
اندیشۂ جرمِ چو بہ خاطرِ گذرد (۳۱۲) از آتشِ سینہ آہم از سرِ گذرد
لیکن شرطیست بندہ چو تو بہ کند مخدوم بہ لطف از سرِ آن در گذرد
معانی: خاطر: دل، ذہن۔ مخدوم: خدمت کیا ہوا، اللہ۔

ترجمہ: جب میرے گناہوں کا خیال ذہن سے گذرتا ہے تو سینہ کی آگ سے میرا پانی سر سے گذر جاتا ہے لیکن شرط یہ ہے کہ جب بندہ توبہ کر لے تو خدا اپنے لطف و کرم سے اسے بخش دیتا ہے۔

یک جامِ ہزارِ مرد با دینِ ارزد (۳۱۳) یک جرعۂ می بہ مملکتِ چین ارزد
در رویِ زمین چیست ز بادہ خوشتر تلخی کہ ہزارِ جانِ شیرین ارزد
معانی: مرد با دین: دیندار، پابند شریعت۔ ارزدین: قیمت پانا، کے برابر ہونا۔ مملکت: حکومت۔

ترجمہ: شراب کا ایک جام ہزار دیندار آدمی کے برابر ہے، شراب کا ایک گھونٹ چین کی حکومت کے برابر ہے، روئے زمین پر شراب سے اچھی چیز کیا ہے یہ تلخ شراب ہزار میٹھی جان سے بہتر ہے۔

چون عشقِ ازل بود مرا انشا کرد (۳۱۴) بر من ز نخست درسِ عشقِ املا کرد
وانگاہِ قراضۂ زہرِ قلبِ مرا مفتاحِ خزاینِ درِ معنی کرد
معانی: انشا کردن: خلق کرنا، پیدا کرنا۔ قراضہ: لوہے یا تانبے وغیرہ کے ٹکڑے جو رگڑتے وقت گرتے ہیں۔

ترجمہ: چونکہ عشقِ ازل تھا اس لیے مجھے پیدا کیا اور مجھے سب سے پہلے عشق کا سبق لکھوایا، اس وقت میرے دل کے سنہرے تاروں کو گوہرِ معانی کی خزانوں کی کنجی بنا دی۔
در میکدہ جز بہ می وضو نتوان کرد (۳۱۵) وان نام کہ زشت شد نکو نتوان کرد
می دہ کہ کنون پر دہ مستوری ما بدربدہ چنین شد کہ رفو نتوان کرد

معانی: نام زشت شدن: بدنام ہونا۔ مستوری: پوشیدگی۔ دریدہ: پھٹا ہوا۔
ترجمہ: شراب خانے میں شراب کے سوا کسی چیز سے وضو نہیں کیا جاسکتا اور جو بدنام ہو گیا
اسے نیک نام نہیں بنایا جاسکتا، شراب دے کہ اب ہماری پوشیدگی کا پردہ اس طرح پھٹ چکا ہے
کہ رُو نہیں کیا جاسکتا۔

انہما کہ اساسِ کار بر زرق نہند (۳۱۶) آیند و میانِ جان و تن فرق نہند
بر فرق نهم سبوی می من پس ازین گھر همچون خروسم آڑہ بر فرق نہند
معانی: اساس: بنیاد۔ زرق: مکرو فریب۔ فرق: سر۔ خروس: مرغ۔
ترجمہ: جو لوگ کام کی بنیاد مکرو فریب پر رکھتے ہیں وہ آئیں اور جسم و روح کے درمیان
جدائی پیدا کر دیں۔ میں سر پر شراب کی صراحی رکھتا ہوں اس کے بعد اگر میں مرغ کی طرح ہوں
تو میرے سر پر آڑہ رکھ دیں (یعنی ذبح کر دیں)۔

عید آمدو کار را نکو خواهد کرد (۳۱۷) ساقی می ناب در سنبو خواهد کرد
افسارِ نماز و پوز بند روزہ عید از سر این خُران فرو خواهد کرد
معانی: افسار: باگ ڈور۔ پوز بند: منہ بند، دہان بند، وہ چیز جو حیوانوں کے منہ پر
باندھی جاتی ہے تاکہ وہ کام کے دوران کچھ کھانہ سکیں، جابا۔
ترجمہ: عید آگئی اب وہ کام کو ٹھیک کر دے گی، ساقی پیالے میں خالص شراب
نکالے گا۔ نماز کی باگ ڈور اور روزہ کا دہان بند (جابا) ان بے وقوفوں کے سروں سے عید
ڈھیلا کر دے گی۔

مگذار کہ غصہ در حصارِ گیرد (۳۱۸) و ندوہ، مجالِ روزگارت گیرد
می خورد بہ کنارِ سبزہ و آب روان زان پیش کہ خاک در کنارت گیرد
معانی: حصار: دیوار، احاطہ، گھیرا۔ مجال: راستہ، موقع، فرصت۔ کنار: آغوش۔
ترجمہ: مہلت نہ دے تاکہ غصہ تجھ پر قابو پائے اور رنج و الم تیری زندگی کے راستے
تنگ کر دیں، جاری پانی اور سبزے کے کنارے شراب پی لے اس سے پہلے کہ زمین تجھے اپنی
آغوش میں لے لے۔

گویند کہ بہ خشر گفتگو خواهد بود (۳۱۹) وان یارِ عزیز تند خو خواهد بود
از خیرِ محض جز نکویی ناید خوش باش کہ عاقبت نکو خواهد بود
معانی: خیر محض: صرف نیکی، خالص نیکی۔ عاقبت: انجام۔

ترجمہ: کہتے ہیں کہ خشر کے دن حساب کتاب ہوگا اور وہ عزیز دوست آتش مزاج ہوگا،
اللہ خیر محض ہے اس سے صرف نیکی ہی وجود میں آئے گی، خوش رہ کہ انجام اچھا ہی ہوگا۔

خوش باش کہ ماہِ عید نو خواهد شد (۳۲۰) بی کا ری ما بہ کار او خواهد شد
ای ساقی اگر بادہ دہی ور ندھی می دان کہ سرِ جملہ فرو خواهد شد
معانی: فرو شدن: نیچے جانا، جھک جانا۔

ترجمہ: خوش رہ کہ عید کا چاند پھر نکلے گا اور ہماری بے کاری اس کے کام سے ختم ہو جائے
گی، اے ساقی چاہے تو شراب دے یا نہ دے جان لے کہ ایک دن سب کے سر جھک جائیں
گے (یعنی سب موت سے بغل گیر ہو جائیں گے)۔

در وقتِ اجل جو کارم آمادہ کنند (۳۲۱) در بسترِ خاکم زنجِ سادہ کنند
در خاکِ لحد جو خشت خواهند نہاد زنہار کہ آب و گلش از بادہ کنند
معانی: زنہار: کلمہ تاکید، ہرگز، ضرور ضرور۔ آب و گل: پانی اور مٹی، ہمیر۔

ترجمہ: موت کے وقت جب مجھے تدفین کے لیے تیار کریں اور خاک کے بستر میں
مجھے بیکار لٹا دیں تو لحد کی مٹی میں جب اینٹ رکھنا چاہیں تو ضروری ہے کہ اس کا ہمیر شراب
سے گوندھیں۔

گر یک نفس ز زندگانی گذرد (۳۲۲) مگذار کہ جز بہ شادمانی گذرد
زنہار کہ سر مایہ این ملک جہان عمر است چنان کش گذرانی گذرد
معانی: نفس: سانس۔ شادمانی: خوشی۔ سر مایہ: پونجی۔

ترجمہ: اگر تیری زندگی کا ایک لمحہ بھی گزرے تو موقع نہ دے کہ وہ بغیر خوشی کے
گذر جائے، آگاہ ہو جا کہ اس ملک جہاں کا سرمایہ صرف زندگی ہے جس طرح تو بسر کرے گا بسر ہوگی۔
دادم بہ امید روزگاری برباد (۳۲۳) نابودہ ز روزگارِ خود روزی شاد

زان می ترسم کہ روزگارم نہدہد چندان کہ روزگار بستانم داد
ترجمہ: میں نے امید پر ایک لمبا عرصہ گزار دیا لیکن دنیا کا ایک دن بھی خوشی سے نہیں
گذرا، اس بات سے ڈرتا ہوں کہ زمانہ مجھ سے جو چیزیں لے چکا ہے اسے واپس نہ دیدے۔
یک روز فلک کارِ مرا ساز نکرد (۳۲۳) ہر گز سوی من دمی خوش آواز نکرد
یکدم نفسی از سرِ شادی نزدِم کان روز کہ صد در غم باز نکرد
ترجمہ: ایک دن بھی آسمان نے میرا کام نہ بنایا، کبھی بھی ایک لمحہ کے لیے مجھے خوش آواز
نہ کیا، ایک لمحہ کے لیے بھی میں نے ایک سانس خوشی سے نہ لی کہ اس نے اس دن مجھ پر غم کے
سیکڑوں دروازے نہ کھول دئے ہوں۔

مَی باید بود مردمی باید بود (۳۲۵) سرتا بہ قدم بہ درد می باید بود
دایم سبقی ز عشق می باید خواند در کو جہ دوست گرد می باید بود
معانی: سرتا بہ قدم: سر سے پیر تک، سراپا۔ دایم: ہمیشہ۔
ترجمہ: شراب اور مرّوت ہونا چاہیے، سراپا درد ہونا چاہیے، ہمیشہ عشق کا سبق پڑھنا
چاہیے اور معشوق کی گلی میں گرد ہوجانا یعنی کھوجانا چاہیے۔

مسکین تن من کہ در غریبی فرسود (۳۲۶) آوارہ ز خانمان نمی دارد سود
عمرم بگذشت و یک زمان شاد نبود تا عاقبتم اجل کجا خواهد بود
معانی: مسکین: عاجز۔ غریبی: مسافرت، تنہائی، عاجزی۔ فرسودن: گھس جانا
، خستہ ہوجانا، پھٹ جانا۔ آوارہ: سرگردان، پریشان، بے سرو سامان۔ خانمان: گھر
، کنبہ۔ اجل: موت۔

ترجمہ: میرا عاجز بدن جو سفر کی وجہ سے کمزور ہو گیا اس کا کنبہ سے دور ہونا کوئی فائدہ
نہیں پہنچا سکتا، میری پوری زندگی گذر گئی اور ایک لمحہ بھی خوشی سے نہ گذرا اب دیکھتا ہوں کہ میری
موت کہاں واقع ہوگی۔

آورد بہ اضطرام اول بہ وجود (۳۲۷) جز حیرتم از حیات چیزی نفزود
رفتیم بہ اکتراہ ندانیم چہ بود زین آمدن و بودن و رفتن مقصود

معانی: اضطراب: مجبوری، بے چینی، بے قراری۔ اکراہ: زبردستی۔
ترجمہ: پہلے بے قراری کی حالت میں مجھے وجود بخشا، زندگی سے مجھے حیرت کے علاوہ کسی چیز میں اضافہ نہ ہوا، ہم زبردستی (دنیا سے) چلے گئے اور ہمیں معلوم نہ ہوسکا کہ یہ ہمارے آنے، رہنے اور جانے کا کیا مقصد تھا۔

آنها که به فکر دُرِ معنی سفتند (۳۲۸) در ذاتِ خداوند سخن ها گفتند
سر رشته اسرار ندانست کسی اول ز نخی زدند و آخر خفتند
معانی: سر رشته: دھاگے کا سرا، مہارت، تدبیر۔ زنج زدن: بے کار کی باتیں کرنا، بے سرو پا باتیں کرنا۔

ترجمہ: جن لوگوں نے غور و فکر سے معنی کے موتی پر وئے انھوں نے اللہ کی ذات کے سلسلے میں طرح طرح کی باتیں کیں، رازوں کے سرے کو کوئی نہ جان سکا پہلے تو بے سرو پا باتیں کیں اور پھر سو گئے۔

آنها که خلاصہ جہان ایشانند (۳۲۹) بر اوجِ فلک براقِ ہمت رانند
در معرفتِ ذاتِ تو مانندِ فلک سر گشته و سرنگون و سرگردانند
معانی: خلاصہ: حاصل، نچوڑ۔ اوج: بلندی۔ براق: وہ گھوڑا جس پر سوار ہو کر نبی معراج پر گئے تھے، تیز رفتار گھوڑا۔ سر گشتہ: حیران و پریشان۔ سرنگون: اوندھا، الٹا۔ سرگردان: پریشان۔

ترجمہ: وہ لوگ جو دنیا کا حاصل ہیں انھوں نے آسمان کی بلندیوں پر ہمت کے گھوڑے دوڑائے تیری ذات کی معرفت میں آسمان کی طرح سرنگوں حیران و پریشان ہیں۔

از می طرب و نشاط و مردی خیزد (۳۳۰) در جمع کتب خشکی و سردی خیزد
رو بادہ بخور کہ سرخ رو خواہی ماند کز خوردنِ سبزہ روی زردی خیزد
ترجمہ: شراب سے عیش و عشرت، خوشی اور مردانگی پیدا ہوتی ہے اور کتابیں جمع کرنے سے خشکی و سردی پیدا ہوتی ہے، جا شراب پی تا کہ سرخ رو ہو جائے کیونکہ سبزہ کھانے سے چہرہ پیلا پڑ جاتا ہے۔

بیمارم و تپ در استخوانم دارد (۳۳۱) نا خوردنِ می قصد به جانم دارد
وین طرفہ نگر کہ ہر چہ در بیماری جز بادہ خورم ہمہ زیانم دارد
معانی: تب: بخار۔ طرفہ: نئی چیز، عجیب چیز۔ زیان: نقصان۔

ترجمہ: میں بیمار ہوں اور میری ہڈیوں میں بخار ہے (اس لیے) شراب نہ پینے سے میری
جان کو خطرہ لاحق ہے۔ اور اس عجیب چیز کو دیکھو کہ بیماری میں شراب کے علاوہ جو کچھ بھی میں
پیوں سب مجھے نقصان پہنچاتی ہے۔

بر روی نکوی و لب جوی و گل ورد (۳۳۲) تابتوانم عیش و طرب خواہم کرد
تا بودہ ام، و باشم و خواہم بودن می خورده ام و می خورم و خواہم خورد
ترجمہ: خوبصورت معشوق، دریا کے کنارے اور گلاب کے پھول سے جتنا ہو سکتا ہے عیش
اور مستی کروں گا۔ جب سے رہا ہوں، ہوں اور رہوں گا شراب پی ہے، پیتا ہوں اور پیتا رہوں گا۔
خوش باش کہ عالم گذران خواہد بود (۳۳۳) بر چرخ قیران اختران خواہد بود
خشستی کہ ز قالب تو خواهند زدن بنیادِ سرايِ دیگران خواہد بود
معانی: گزراں: گزرنے والا۔ قیران: اتصال، ملاپ۔ سراي: چند روزہ گھر، عارضی
گھر، دنیا۔

ترجمہ: خوش رہ کہ دنیا گزر جائے گی اور آسمان پر (اسی طرح) ستارے چمکتے رہیں
گے اور تمہارے بدن کی مٹی سے جو اینٹیں بنائیں گے اس سے دوسروں کے گھروں کی
بنیاد رکھی جائے گی۔

ماہ رمضان چنان کہ امسال آمد (۳۳۴) بر پایِ خرد بندِ گران حال آمد
ای بار خدایِ خلق را غافل ساز چندان کہ گمان کنند شوال آمد
معانی: بندِ گران: بھاری بیڑی۔ خلق: اللہ کی پیدا کی ہوئی چیزیں، مراد انسان۔
غافل: بے پروا۔

ترجمہ: رمضان کا مہینہ جیسا کہ اس سال آیا عقل کے پاؤں میں بھاری بیڑی بن کر آیا،
خدا یا! مخلوق کو ایسا غافل کر دے کہ وہ سمجھیں شوال کا مہینہ آگیا ہے۔

افسوس کہ نامۂ جوانی طی شد (۳۳۵) وین تازہ بہارِ شادمانی طی شد
وان مرغِ طرب کہ نام او بود شباب فریاد ندانم گئی آمد گئی شد
ترجمہ: افسوس کہ جوانی کا زمانہ بیت گیا اور یہ خوشی کی تازہ بہار ختم ہو گئی اور وہ خوشی کا مرغ
(خوشی کا زمانہ) جس کا نام جوانی تھا، افسوس! مجھے نہیں معلوم کب آیا اور کب ختم ہو گیا۔

می خواہ اگر غنی بود غور شود (۳۳۶) وز غریبہ اش جهان پر از شور شود
در حقۂ لعل ازان زمرد ریزم تا دیدہ ی آفعی غمم کور شود
معانی: عور: عریاں، نگاہ فقیر۔ عربدہ: بد خوئی، لڑائی جھگڑا۔ زمرد بہ رنگ کا پتھر
جس کے متعلق کہا جاتا ہے کہ اس کے سامنے سانپ اندھا ہو جاتا ہے۔ حقہ: ڈبا، ڈبیہ۔ آفعی:
زہریلا سانپ، ناگ۔

ترجمہ: بشرابی اگر مال دار ہو تو فقیر ہو جاتا ہے اور اس کی بد خوئی سے دنیا تنگ
آ جاتی ہے، لعل کے ڈبے میں اس وجہ سے زمرد ڈالتا ہوں تاکہ میرے غم کے سانپ
کی آنکھ اندھی ہو جائے۔

ہر لذت و راحتى کہ خلاق نہاد (۳۳۷) از بہرِ مجتہدانِ آفاق نہاد
ہر کس کہ ز طاق منقلب گشت بہ جفت آسایش خود ببرد و بر طاق نہاد
معانی: خلاق: پیدا کرنے والا، اللہ۔ مجتہد: تنہا، غیر شادی شدہ۔ طاق: وہ عدد جو
جفت نہ ہو جیسے ۱، ۳، ۵، وغیرہ، تنہا۔ جفت: جوڑا، مُعیل، شادی شدہ۔ آسایش: آرام۔ طاق:
محراب دار جگہ جو دیوار میں کوئی چیز رکھنے کے لیے بناتے ہیں۔

ترجمہ: اللہ نے جتنی بھی لذتیں اور راحتیں پیدا کیں سب مجردوں کے لیے پیدا کیں جو
شخص بھی ایک (مجرد) سے دو (مُعیل) ہو اس نے اپنے تمام عیش و آرام کو بالائے طاق رکھ دیا۔
فردا اَلَمِ فراق طی خواہد شد (۳۳۸) با طالعِ سعد قصدِ مِی خواہد شد
معشوقہ موافق است و ایام بہ کام اکنون نکم نشاط کی خواہد شد
معانی: طالعِ سعد: نیک گھڑی، اچھا وقت۔ کام: مقصد، خواہش۔ نشاط: خوشی،
عیش و عشرت۔

ترجمہ: کل جدائی کا غم ختم ہو جائے گا نیک گھڑی کے ساتھ شراب کا قصد ہوگا، محبوبہ موافق ہے اور زمانہ خوش کے مطابق میں اب اگر عیش و عشرت نہ کروں تو کب کروں گا۔

موجود حقیقی بہ جز انسان نبود (۳۳۹) بر فہم کسی این سخن آسان نبود
یک جرعه ازین شراب بی غش می کش تا خلق خدا پیش تو یکسان نبود
معانی: فہم: سمجھ بوجھ، عقل۔ بی غش: خالص۔

ترجمہ: موجود حقیقی صرف انسان ہے کسی شخص کے لیے یہ بات سمجھنا آسان نہیں ہے، تو اس خالص شراب سے ایک گھونٹ پی لے تاکہ اللہ کی مخلوقات تیرے نزدیک برابر نہ رہے (یعنی سب کے مرتبے کو تو پہچان لے)۔

چون نیست در این زمانہ سودی ز خرد (۳۴۰) جز بی خرد از زمانہ بر می نخورد
پیش آر از آن کہ او خرد را ببرد تا بود کہ زمانہ سوی ما بر نگرد
ترجمہ: جب اس زمانہ میں عقل سے کوئی فائدہ نہیں ہے اور بے وقوفوں کے علاوہ زمانہ سے کوئی فائدہ نہیں اٹھاتا تو وہ چیز سامنے لے آجو عقل کو زائل کر دے ممکن ہے کہ زمانہ ہم پر نظر کرم کرے۔

پیوستہ خرابات زرنندان خوش باد (۳۴۱) در دامن زہد زاهدان آتش باد
آن دلّی بہ صد پارہ و آن صوف کبود افگندہ بہ زیرِ پایِ ذردی کش باد
معانی: دلّی: گدڑی۔ صوف کبود: نیلے رنگ کا موٹا کپڑا۔ درد: تلچھٹ، نا خالص شراب۔

ترجمہ: ہمیشہ میخانہ شرابیوں سے آباد رہے اور زاہدوں کے دامن زہد میں آگ لگ جائے، وہ سیکڑوں پیوند والی گدڑی اور وہ نیلا اونٹنی لباس شرابیوں کے پیروں تلے روند جائے۔
در دھر کسی بہ گلعلذاری نرسید (۳۴۲) تا بر دلش از زمانہ خاری نرسید
در شانہ نگر کہ تا بہ صد شاخ نشد دستش بہ سر زلفِ نگاری نرسید
معانی: گلعلذار: معشوق، محبوب۔ خار: کانٹا۔ شانہ: کنگھی۔ نگار: معشوق، دلبر۔
ترجمہ: زمانے میں کوئی کسی معشوق تک نہیں پہنچ سکا یہاں تک کہ اس کے دل پر زمانے

کا زخم نہ پہنچا ہو، کنگھی کو دیکھو کہ جب تک اس کے سونکڑے نہ ہو جائیں کسی معشوق کی زلف تک نہیں پہنچتی۔

در سر هوسِ بتانِ جونِ حورم باد (۳۳۳) بر دستِ همیشه آبِ انگورم باد
گویند مرا کہ ایزدِ توبہ دہاد او خود ندہد من نکم دورم باد
ترجمہ: میرے سر میں حور جیسے (خوبصورت) معشوقوں کی ہوس باقی رہے اور ہاتھ میں
ہمیشہ شراب رہے، لوگ مجھ سے کہتے ہیں کہ تجھے خدا توبہ کی توفیق دے وہ خود توفیق نہیں دیتا، (اور
اگر توفیق دے بھی دے تو) میں توبہ نہیں کروں گا اور توبہ مجھ سے دور ہی رہے۔ (یہی بہتر ہے)۔

از آبِ عدمِ تخمِ مرا کاشته اند (۳۳۴) وز آتشِ غمِ روحِ من افراشته اند
سرگشته چون بادِ می دوم گردِ جہان تا خاکِ من از جہ جای برداشته اند
ترجمہ: آبِ عدم سے میرا بیج سینچا گیا ہے اور غم کی آگ سے میری روح پیدا کی گئی ہے،
میں دنیا میں ہوا کی طرح بھٹک رہا ہوں نہ معلوم کہ میری مٹی کہاں سے لائی گئی ہے۔

قومی کہ بہ خوابِ مرگ سر باز نہند (۳۳۵) تا حشر ز قیل و قال خود باز رهند
تا کی گوئی کسی خبر باز نداد در بی خبری از چہ خبر باز دہند
معانی: قیل و قال: چوں و چرا، حیلہ و بہانہ، اگر مگر۔

ترجمہ: جو لوگ موت کی نیند سو گئے قیامت تک اپنے قیل و قال سے محفوظ ہو گئے، تو کب
تک کہے گا کہ کسی نے پھر خبر نہ دی، ارے بے خبری میں وہ اب کس چیز کی خبر دیں گے۔

تو بہ مکن از می اگر ت می باشد (۳۳۶) صد تائبِ بادغات، در پی باشد
گلِ جامہِ دران و بلبانِ نعرہ زنان در وقتِ جنین تو بہ روا کی باشد
معانی: تائب: توبہ کرنے والا۔ بادغات: مکار، دغا باز۔ جامہ دران: کپڑا چاک کیے
ہوئے۔ نعرہ زنان: شور مچا رہی ہے، نغمہ سرائی کر رہی ہے۔ روا: جائز۔

ترجمہ: اگر تیرے پاس شراب ہو تو شراب سے توبہ مت کر کیونکہ سیکڑوں دغا باز توبہ کرنے
والے تیرے در پے ہیں۔ پھول نے اپنا دامن چاک کر لیا ہے اور بلبل نغمہ سرائی کر رہی ہیں ایسے
وقت میں توبہ کب جائز ہوگی۔

تا یار شرابِ جانفزا یم ندهد (۳۴۷) صد بوسہ فلک بر سر و پایم ندهد
گو یند کہ توبہ کن اگر وقت آید چون توبہ کنم اگر خدا یم ندهد
معانی: جانفزا: روح افزا، جان کو قوت بخشنے والی۔ فلک: آسمان۔

ترجمہ: جب تک معشوق مجھے روح کو قوت بخشنے والی شراب نہ دے تو آسمان میرے
سر اور پیر کا سیکڑوں بوسہ نہیں دے گا، کہتے ہیں کہ اگر موقع ملے تو توبہ کر لے، میں کیسے توبہ کروں
جب خدا مجھے توبہ کی توفیق نہیں دیتا۔

کس را پس پردہ قضا راہ نشد (۳۴۸) وز سرِ خدا هیچ کس آگاہ نشد
ہر کس ز سرِ قیاس چیزی گفتند معلوم نگشت وقضہ کوتاہ نشد
ترجمہ: قضا و قدر کے پردے میں کسی کو راستہ نہیں ملا اور خدا کے راز سے کوئی شخص
واقف نہ ہو سکا، ہر شخص نے قیاس کی رو سے کوئی بات کہی لیکن کچھ بھی معلوم نہ ہو سکا اور یہ کہانی
بھی مختصر نہ ہو سکی۔

یک نان بہ دو روز گر شود حاصلِ مرد (۳۴۹) وز کوزہ شکستہ دمی آبی سرد
مامورِ کسی دگر چرا باید بود یا خدمتِ چون خودی چرا باید کرد
معانی: مامور: منگوم، جس کو حکم دیا گیا ہو، غلام۔ چون خود: اپنے جیسا۔
ترجمہ: اگر آدمی کو دو دن میں ایک روٹی بھی حاصل ہو جائے اور ٹوٹے ہوئے لوٹے
سے ایک گھونٹ ٹھنڈا پانی مل جائے تو کسی دوسرے کا غلام کیوں ہو یا اپنے جیسے آدمی کی خدمت
کیوں کرے۔

چندان برو این رہ کہ ذویٰ برخیزد (۳۵۰) گر نیست دوی ز تو زہروی بر خیزد
تو او نشوی لیک اگر جہد کنی جایی برسی کز تو نویی برخیزد
ترجمہ: تو اس راستے پر اتنا چل کہ تجھ سے دوئی ظاہر ہو اور اگر دوئی نہ ظاہر ہو تو کم سے کم یہ
معلوم ہو کہ تو اس راہ کا مسافر ہے، تو خدا جیسا تو نہیں ہو سکتا لیکن اگر تو کوشش کرے تو اس مقام
تک پہنچ جائے گا کہ تجھ سے توئی ظاہر ہونے لگے گی۔

با می بہ کنارِ جوی می باید بود (۳۵۱) از غصہ کنارہ جو می باید بود

این نزهتِ عمرِ ما جو گلِ دو روز است خندان لب و تازہ روی می باید بود
معانی: غصہ: غم و الم۔ نزهت: تروتازگی، خوشحالی، خوشی۔ دو روز: دو دن، چند روزہ۔
خندان لب: مسکراتے ہوئے۔ تازہ رو: شاداب، خوش و خرم۔

ترجمہ: شراب کے ساتھ کسی ندی کے ساحل پر ہونا چاہیے اور غم و الم سے کنارہ کش ہی
رہنا چاہیے، یہ ہماری عمر کی خوشی چند روزہ پھول کی طرح ہے اس لیے خنداں لب اور خوش و
خرم رہنا چاہیے۔

طبعم همه با رویِ جو گل می خندد (۳۵۲) دستم همه با ساغر و فل پیوندد
از هر جزوی نصیبِ خود بردارم زان پیش که جزو ها به کل پیوندد
معانی: فل: شراب۔ نصیب: حصہ۔

ترجمہ: میری طبیعت ہمہ تن پھول جیسے چہرے (معتوق) کے ساتھ خوش رہتی ہے
اور میرا ہاتھ شراب و پیمانہ سے جا ملتا ہے، میں ہر جز سے اپنا حصہ لے لوں گا اس سے قبل کہ تمام
اجزائے کل سے مل جائیں۔

تا زہرہ و مہ بر آسمان اند پدید (۳۵۳) بہتر ز می لعل کسی هیچ ندید
من در عجبم ز می فروشان کایشان بہ زانکہ فروشد چہ خواهند خرید
معانی: زہرہ: ایک سیارے کا نام۔ می فروش: شراب بیچنے والے۔ کایشان:
کہ + ایشان، کہ یہ لوگ۔ بہ: بہتر، اچھا۔

ترجمہ: جب سے زہرہ اور چاند آسمان پر ظاہر ہیں کسی نے شراب سرخ سے بہتر کوئی
چیز نہ دیکھی، میں شراب فروشوں پر تعجب کرتا ہوں کہ یہ لوگ جو چیز بیچ رہے ہیں اس سے بہتر کیا
خریدیں گے۔

حتی کہ بہ قدرتِ سزوزو می سازد (۳۵۴) پیوستہ همه کارِ عدو می سازد
گویند کہ قراہہ گر، مسلمان نبود آن را تو ثنا گو کہ کدو می سازد
معانی: حتی: ہمیشہ زندہ رہنے والا۔ سرور و: خوبصورت، حسین۔ عدو: دشمن۔ قراہہ
گر: صراحتی بنانے والا۔ ثنا: حمد، تعریف۔

ترجمہ: وہ ہمیشہ زندہ رہنے والا جو اپنی قدرت سے حسینوں کو بناتا ہے ہمیشہ دشمنوں کا ہی کام بناتا ہے، کہتے ہیں کہ صراحی بنانے والا مسلمان نہیں ہو سکتا، تو اس ذات کی تعریف کر جو کدو بنا تا ہے۔ (کیونکہ کدو سے بھی لوگ صراحی کا کام لیتے ہیں)۔

گو یند کہ ماہِ رمضان گشتِ پدید (۳۵۵) من بعد بہ گردِ بادہ نتوانم گردید
در آخرِ شعبان بخورم چندان می کاندر رمضان مست بَیفتم تا عید
ترجمہ: کہتے ہیں کہ رمضان کا چاند ظاہر ہو گیا ہے اب میں شراب کے قریب نہیں جاسکتا، اس لیے شعبان کے آخر میں اتنی شراب پیوں گا کہ پورے رمضان مست رہوں گا یہاں تک کہ عید آجائے۔

گر یارِ مَن اید ترکِ طامات کنید (۳۵۶) غمہایِ مرا بہ می مکافات کنید
چون در گذرم خاکِ مرا خشت کنید در رخنۂ دیوارِ خرا بات کنید
معانی: طامات: خرافات، بیہودہ باتیں، طعنے۔ مکافات: بھری پائی۔ رخنہ: درار۔
ترجمہ: اگر تم لوگ میرے دوست ہو تو طعنے دینا چھوڑ دو اور میرے غموں کی شراب سے بھر پائی کرو، جب میں مرجاؤں تو میری مٹی سے اینٹ بناؤ اور شراب خانے کی دیوار کے درار میں لگا دو۔
انہا کہ جہان زیرِ قدم فرسودند (۳۵۷) واندر طلبش هر دوجہان پیمودند
آگاہ نمی شوم کہ ایشان هرگز زین حال چنانکہ هست آگاہ بودند
ترجمہ: جن لوگوں نے دنیا کو پیروں سے روند ڈالا اور اپنی مراد حاصل کرنے کے لیے دونوں جہاں کی خاک چھان ڈالی، مجھے نہیں معلوم کہ وہ اس حال سے جس میں ہیں، واقف تھے یا نہیں۔
تا خاکِ مرا بہ قَالِب آمیختہ اند (۳۵۸) بس فتنہ کہ از خاک برانگیختہ اند
من بہتر ازین نمی توا نم بودن کز بوتہ مرا چنین برون ریختہ اند
معانی: قالب: جسم۔ بوتہ: بھٹی، وہ جگہ جہاں آگ میں لوہے وغیرہ پگھلائے جاتے ہیں۔
ترجمہ: جب میری مٹی کو قالب میں ڈھالا گیا تو اس مٹی سے بہت سے فتنے اٹھائے گئے، میں جیسا ہوں اس سے بہتر نہیں ہو سکتا کیونکہ مجھے بھٹی سے ایسے ہی نکالا گیا۔

من می خورم و هر کہ چو من اهل بود (۳۵۹) می خور دین من بہ نزد او سہل بود

می خور دن من حق ز ازل می دانست گھر می نخورم علم خدا جہل بود
ترجمہ: میں شراب پیتا ہوں اور جو بھی میری طرح اس کا اہل ہو تو میرا شراب پینا اس کے
نزدیک جائز ہے، میرے شراب پینے کو تو خدا روزِ ازل سے جانتا تھا اس لیے اگر میں شراب نہ
پیوں تو علمِ خدا جہل میں تبدیل ہو جائے گا۔

کس مشکلِ اسرارِ ازل را نکشاد (۳۶۰) کس یک قدم از نہاد بیرون نینہاد
من می نگرم ز مبتدی تا استاد عجزیست بہ دستِ ہر کہ از مادر زاد
معانی: مبتدی: ابتدا کرنے والا، نو آموز شاگرد۔ نہاد: سرشت، طبیعت۔
ترجمہ: کسی نے ازل کے رازوں کی مشکل حل نہ کی اور کسی نے سرشت سے ایک قدم بھی
باہر نہ رکھا، میں دیکھتا ہوں کہ شاگرد سے استاد تک جس نے جنم لیا اپنے ہاتھوں (اس گرہ کشائی
سے) عاجز رہا۔

از دفترِ عمر پاک می باید شد (۳۶۱) در دستِ اجل ہلاک می باید شد
ای ساقی مہ لقا تو خوش خوش ما را آبی در دہ کہ خاک می باید شد
معانی: مہ لقا: خوبصورت، حسین۔ آب: یہاں پر اس سے مراد شراب ہے۔
ترجمہ: دفترِ عمر پورا ہو جانے والا ہے، موت کے ہاتھوں ہلاک ہو جاتا ہے، اے
خوبصورت ساقی! تو ہم کو خوش خوشی شراب دے کیونکہ ہمیں خاک میں مل جانا ہے۔

سودا زدہ را بادہ پرو بال بود (۳۶۲) می بر زخِ خاتونِ خود خال بود
ماہِ رمضان بادہ نخوردیم و گذشت باری شبِ عید از مہ شوال بود
معانی: سودا زدہ: دیوانہ، مجنون۔ خاتون: امیرزادی، شہزادی، بیوی۔
ترجمہ: دیوانے کے لیے شراب بال و پر ہے، شراب خاتونِ عقل کے چہرے کا تل ہے
، ہم نے رمضان بھر شراب نہ پی اور (اللہ اللہ کر کے) گزر گیا ارے شبِ عید تو شوال کے مہینے
سے ہے (اس لیے اس میں شراب پینے دے)۔

بد خواہ کسان هیچ بہ مقصد نرسد (۳۶۳) یک بد نکند تا بہ خورشید نرسد
من نیک تو خواہم و تو خواہی بد من تو نیک نبینی و بہ من بد نرسد

ترجمہ: لوگوں کا برا چاہنے والا کوئی بھی اپنے مقصد کو نہ پہنچ سکا وہ ایک برائی نہیں کرتا یہاں تک کہ اُس تک سیکڑوں برائیاں نہ پہنچتی ہوں، میں تیری بھلائی چاہتا ہوں اور تو میری برائی، تو بھلائی نہیں دیکھے گا اور مجھ تک برائی نہ پہنچے گی۔

سودی تو درین قوم چہ کردی کہ خرنند (۳۶۳) دانش چہ بری کہ از تو دانش نخرند
سالی یکبار آبِ جویت ندهند روزی صد بار آ برویت ببرند
ترجمہ: تو نے اس قوم کے ساتھ کیوں نیکی کی جو بے وقوف ہیں اور عقل کیوں لیے پھرتا ہے کہ یہ تم سے عقل نہیں خریدیں گے۔ سال میں ایک بار بھی تجھے دریا کا پانی نہیں دیں گے اور دن میں سو بار تیری آبرو برباد کریں گے۔

خزم دلِ آن کسی کہ معروف نشد (۳۶۵) در جنبہ و دُزاعہ و در صُوف نشد
سیمرغ صفت بہ عرش پروازی کرد در کنجِ خرابۂ جہان بوف نشد
معانی: جنبہ: عبا، لبہ کرتا۔ دُزاعہ: مشائخ اور زاہدوں کا لباس۔ صوف: موٹا اونٹنی لباس۔ بوف: آلو۔

ترجمہ: اس شخص کا دل خوش ہے جو مشہور نہ ہوا، جبہ، پارسائی کا لباس اور اون نہیں پہنا، سیرغ کی طرح آسمان پر اڑ گیا اور خرابہ دنیا کے گوشے میں آلو نہ بنا۔

افسوس کہ سرمایہ زکف بیرون شد (۳۶۶) وز دستِ اجل بسی جگرِ ہا خون شد
کس نامد ازان جہان کہ پرسم ازوی کا حوالِ مسافرانِ عالم چون شد
معانی: اجل: موت۔ کا حوال: = کہ + احوال۔

ترجمہ: افسوس کہ پونجی ہاتھ سے چلی گئی اور موت کے ہاتھوں بہت سے دل خون ہو گئے۔ کوئی اُس دنیا سے نہیں لوٹا جس سے پوچھوں کہ (اس) دنیا کے مسافروں کا کیا حال ہوا۔

فردا کہ نصیبِ نیک بختان باشند (۳۶۷) قسمی بہ منِ رندِ پریشان بخشند
گرنیک آیم مرا از ایشان شمرند و ر بد باشم مرا بدیشان بخشند
ترجمہ: کل جب سعادت مندوں کو جزا دیں تو مجھے پریشان شرابی کو بھی ایک حصہ عنایت کریں، اگر میں نیک رہوں تو مجھے نیکوں میں شمار کریں اور اگر برابر ہوں تو نیکوں کے صدقے میں مجھے بخش دیں۔

آنها که به کارِ عقل در می کوشند (۳۶۸) افسوس کہ جملہ گاوِ نر می دوشند
آن بہ کہ لباسِ ابلہی در پوشند کامروز بہ عقل تیرہ می نفروشد
معانی: گاوِ نر: بیل۔ دوشیدن: دوہنا۔ ابلہی: بے وقوفی۔ تیرہ: غلیظ، میلا، تیرہ
می: غلیظ شراب، تلچھٹ۔

ترجمہ: جو لوگ عقل کی رو سے جستجو کر رہے ہیں افسوس کہ سب کے سب بیل دُوہ رہے
ہیں، اب بہتر یہی ہے کہ وہ بے وقوفی کا لباس پہن لیں اس لیے کہ آج عقل سے تلچھٹ بھی
نہیں مل سکتی۔

طبعم بہ نماز و روزہ چون مایل شد (۳۶۹) گفتم کہ مرادِ کلیم حاصل شد
افسوس کہ آن وضو بہ بادی بشکست وان روزہ بہ نیم جر عہ می باطل شد
ترجمہ: جب میری طبیعت نماز اور روزہ کی طرف مائل ہوئی تو میں نے سمجھا کہ میری تمام
مرادیں پوری ہو گئیں لیکن افسوس کہ وہ وضو ایک ہوا (پاد) سے ٹوٹ گیا اور وہ روزہ آدھے گھونٹ
شراب سے باطل ہو گیا۔

ہر جر عہ کہ ساقیش بہ خاک فشاند (۳۷۰) در دیدہ گرم آتیش غم بنشانند
سبحان اللہ تو بادہ می پنداری آبی کہ ز صد درد دلت برہاند
ترجمہ: (شراب کا) ہر گھونٹ جو ساقی زمین پر گراتا ہے میری گرم آنکھوں میں غم کی آگ
بجھا دیتا ہے، سبحان اللہ! اس پانی کو تو شراب سمجھ رہا ہے جو یکڑوں درد سے تیرے دل کو نجات دیتا ہے۔

چون دست بہ دامنِ ہوس می نرسد (۳۷۱) جامی بہ مرادِ دل بہ کس می نرسد
دردہ قدحِ درد کہ جامِ صافی زین شیشہ فیروزہ بہ کس می نرسد
معانی: قدح: پیالہ، جام۔ درد: تلچھٹ۔ صافی: صاف شدہ، شفاف۔ شیشہ: صراحی۔
ترجمہ: جب ہاتھ ہوس کے دامن تک نہیں پہنچ سکتا اور کوئی جام اپنی مرضی کے مطابق کسی کو
نہیں مل سکتا تو اب تلچھٹ کا پیالہ لے آ کیونکہ اس نیلگوں صراحی سے کسی کو صاف شراب نہیں مل سکتی۔

خَطّی کہ ز رویِ یار بر خاستہ شد (۳۷۲) تو ظنِ نبوی کہ حسنِ او کاستہ شد
در باغِ زخشاں بہر تماشا دلہ گل بود وہ سبزہ نیز آراستہ شد

ترجمہ: وہ خط (ہلکے ہلکے سبز بال) جو معشوق کے چہرے پر اُگ گیا، تو گمان نہ کر کہ اس سے اس کا حسن کم ہو گیا، اس کے چہرے کے باغ میں میرے دل کے تماشے کے لیے پھول تو پہلے ہی سے تھا اسے سبزہ سے بھی سجاد یا گیا۔

خون از دلِ افکار برون می آید (۳۷۳) وز دیدہٗ خونبار برون می آید
گر خون بجکد از مژہ ام نیست عجب زیرا کہ گل از خار برون می آید
معانی: افکار: زخمی، مجروح۔ خونبار: خونیں، خون برسانے والی۔ مژہ: پلک۔
ترجمہ: زخمی دل سے خون بہہ رہا ہے اور خونیں آنکھوں سے (بھی) خون ٹپک رہا ہے،
اگر میری پلک سے خون ٹپکتے تو تعجب کی بات نہیں ہے کیونکہ کانٹوں سے ہی پھول نکلتے ہیں۔
اندر رہ عشق جملہ صافان دُرُند (۳۷۴) واندر طلبش جملہ بزرگان خُردند
امروز شب و روز ز فردا اینست فردا طلبان در غم فردا مُردند
معانی: صافان: صاف کی جمع، پرہیزگار لوگ۔ فردا طلبان: فردا طلب کی جمع، کل کو
طلب کرنے والے۔

ترجمہ: براہِ عشق میں تمام پارسا تر دامن ہیں اور عشق کی طلب میں تمام بزرگ بچے ہیں
آج، کل کے شب و روز کا حاصل یہ ہے کہ کل کو طلب کرنے والے کل ہی کے غم میں مر گئے۔
بر من قلمِ قضا جو بی من رانند (۳۷۵) پس نیک و بدش جواز من می دانند
دی بی من و امروز جو دی بی من و تو فردا بہ چہ حجتِ پیشِ داور خوانند
معانی: قضا: قضا و قدر الہی۔ دی: گذرا ہوا کل۔ حجت: دلیل۔ داور: مُنصف،
حاکم، قاضی، خدا۔

ترجمہ: میرے سلسلے میں جب قضا و قدر کے قلم نے میری مرضی کے بغیر جو چاہا لکھ دیا تو
اس کے اچھے اور بُرے کو میری طرف سے کیوں سمجھتے ہیں۔ کل جو کچھ ہوا میری مرضی کے بغیر ہوا
اور آج، کل ہی کی طرح بغیر ہماری مرضی کے سب کچھ ہو رہا ہے تو کل (قیامت کے دن) مجھے کس
وجہ سے خدا کے سامنے طلب کریں گے۔

دشمن کہ مرا ہمیشہ بد می بیند (۳۷۶) حَقًّا کہ نہ از رویِ خرد می بیند

در آئینہ درونِ خود می نگرَد و ان صورتِ مزده رنگِ خود می بیند
ترجمہ: دشمن جو مجھے ہمیشہ بری نظر سے دیکھتا ہے، سچ یہ ہے کہ وہ عقل کی رو سے نہیں
دیکھتا۔ وہ اپنے دل کے آئینہ میں دیکھتا ہے تو اس مردہ صورت کو اپنا ہی چہرہ نظر آتا ہے۔
نی جامہٴ عمرِ کھنہ نو خواہد شد (۳۷۷) فی سزِ جہان بہ کام تو خواہد شد
می خور بہ سبو و کوزه، اندوہ مخور کین کوزه جو بشکند سبو خواہد شد
معانی: جامہ: کپڑا۔ کھنہ: پرانا، بوسیدہ۔ سز: راز، پوشیدہ بات۔ کام: مقصد، مراد۔
سبو: صراحی۔ کوزه پیالہ، ساغر۔

ترجمہ: نہ عمر کا پرانا کپڑا بننا ہوگا اور نہ دنیا کا راز تیری مرضی کے مطابق ہوگا، صراحی اور
ساغر سے شراب پی اور غم نہ کھا کیونکہ یہ (عمر کا) کوزه جب ٹوٹ جائے گا تو صراحی بن جائے گا۔
با مردمِ نیک بد نمی باید بود (۳۷۸) در پایہٴ دیو و دَد نمی باید بود
مفتونِ معاشِ خود نمی باید بود مغزور بہ فضلِ خود نمی باید بود
معانی: دیو: شیطان۔ دد: چیز پھاڑ کر کھانے والا جانور۔ مفتون: شیفٹہ، عاشق۔
مغزور: گھمنڈی، متکبر۔

ترجمہ: بھلوں کے ساتھ برا نہیں بننا چاہیے، شیطان اور درندہ صفت نہیں ہونا چاہیے، اپنی
روزی پر قربان نہیں ہونا چاہیے اور اپنے علم و فضل پر گھمنڈ نہیں کرنا چاہیے۔

زُلفینِ تو با مشکِ خُتن بازی کرد (۳۷۹) با لعلِ لبِ تو روحِ دمسازی کرد
با لایِ ترا بہ سرو نسبت کر دم زان روز سہی سرو سرِ افزای کرد
معانی: زلفین: زلف کی دونوں چوٹیاں۔ خُتن: مشرقی ترکستان کا ایک شہر جو آہوان
مشک کے لئے مشہور تھا۔ مشکِ خُتن: خُتن کا مشک جو بہت خوشبودار ہوتا ہے۔ دمسازی:
ہدمی، دلی رفاقت۔ سہی: سیدھا، راستہ۔

ترجمہ: تیری دوزلفوں نے مشکِ خُتن کا مقابلہ کیا اور تیرے سرخ ہونٹ کی روح نے
رفاقت کی۔ (جب سے) میں نے تیرے قد کو سرو سے نسبت دی اسی روز سے راستہ قد سرو
نے بلندی پالی۔

زان پیش کہ گوری زمن اگندہ شود (۳۸۰) و اجزای مُرکبم پرا گندہ شود
ای بادہ سر از گورِ صراحی بردار باشد کہ دلِ مردۂ من زندہ شود
معانی: گور: قبر۔ اگندن: بھرنا، پر کرنا۔ مُرکب: ملا ہوا، جو چیز چند چیزوں سے مل کر
بنے، ترکیب شدہ۔

ترجمہ: اس سے پہلے کہ کوئی قبر مجھ سے پُر ہو اور میرے ترکیب شدہ اجزا بکھر جائیں،
اے شراب صراحی کی قبر سے سر باہر نکال شاید کہ میرا مردہ دل زندہ ہو جائے۔

رفتیم زما زمانہ آشفته بماند (۳۸۱) با آنکہ ز صد گھر یکی سفته بماند
افسوس کہ صد ہزار معنایِ دقیق از بی خردی خلق ناگفتہ بماند
معانی: آشفته: پریشان، حیران۔ گھر: موتی۔ بی خردی: کم عقلی، بے وقوفی۔
ترجمہ: ہم (دنیا سے) چلے گئے اور زمانہ ہم سے حیران رہ گیا باوجود اس کے کہ ہم نے
علم کے سیکڑوں موتی پروئے لیکن افسوس کہ ہزاروں دقیق معانی لوگوں کی بے وقوفی کی وجہ سے
بیان نہ ہو سکے۔

آنان کہ بہ کھنہ نمدی موصوف اند (۳۸۲) دایم بہ کفِ آب و دو نان مو قُوف اند
گویند کہ شبلی و جنید یم ہمہ شبلی نہ ولی در گرخی معروف اند
معانی: کف: جھاگ۔ موقوف: منحصر۔ شبلی: خراسان کے رہنے والے ایک صوفی
بزرگ کا نام، شیر کا بچہ۔ جنید: ایک بزرگ صوفی کا نام، چھوٹا لشکر۔

ترجمہ: جو لوگ موٹے پرانے کپڑے کے لیے مشہور ہیں ہمیشہ (راہِ معرفت) میں پانی کے
جھاگ اور دوروٹیوں پر موقوف ہیں۔ کہتے ہیں کہ ہم سب کے سب شبلی اور جنید ہیں، شبلی تو نہیں لیکن
معروف کرخی ضرور ہو سکتے ہیں۔

گر بادہ بہ کوہ بر زنی رقص کند (۳۸۳) ناقص بود آنکہ بادہ را نقص کند
از بادہ مرا تو بہ چہ می فرمایی رو حیست کہ او تر بیتِ شخص کند
معانی: رقص کردن: ناچنا، جھومنا۔ ناقص: عیب دار، کم عقل۔ نقص کردن: کمیاں
بیان کرنا، بُرائی بیان کرنا۔ تو بیت: پالنا، پرورش کرنا۔

ترجمہ: اگر تو شراب پہاڑ پر ڈال دے تو وہ جھوم اٹھے گا وہ شخص عیب دار ہے جو شراب کی برائی بیان کرے، تو مجھے شراب سے توبہ کرنے کا کیوں حکم دیتا ہے وہ ایسی روح ہے جو آدمی کی تربیت کرتی ہے۔

یارانِ موافق ہمہ از دست شدند (۳۸۴) در پایِ اجل یگان یگان بست شدند
بو دند بہ یک شراب در مجلسِ عمر دوری دو سه پیشتر ز ما مست شدند
معانی: از دست شدند: چھوٹ گئے۔ یگان یگان: ایک ایک کر کے۔

ترجمہ: موافق دوست سب کے سب چھوٹ گئے، موت کے پیروں تلے ایک ایک کر کے روندے گئے، مجلسِ عمر میں سب کے سب ہم پیالہ تھے لیکن وہ ہم سے دو تین دور پہلے ہی مدہوش ہو گئے۔
می خواہم خورد تا کہ جانم باشد (۳۸۵) گر سودِ جہان جملہ زیانم باشد
ای جانِ جہان درین جہان خوش بزم من کی دانم کہ آن جہانم باشد
معانی: سود: فائدہ۔ زیان: نقصان۔

ترجمہ: جب تک میں زندہ ہوں شراب پیوں گا اگرچہ دنیا کی تمام فائدے کی چیزیں مجھے نقصان پہنچائیں، اے جانِ جہاں! اس دنیا میں خوشی سے جی لیں مجھے کیا معلوم کہ اُس دنیا میں بھی مجھے رہنا ہوگا۔

ساقی علمِ سیاہ شبِ صبح ربود (۳۸۶) بر خیز و میِ مغانہ را در دہ زود
بکشای زہم دو نر گس خوابِ الودہ بر خیز کہ خفتت بسی خواہد بود
ترجمہ: اے ساقی! صبح نے تاریک رات کے پرچم کو اچک لیا، بیدار ہو جا اور جلدی سے خالص شراب دے، اپنی دوزگسی خوابِ آلود آنکھوں کو کھول، (اب) اٹھ جا کیونکہ تجھے مدتوں سونا ہوگا۔
سودایِ ترا بہانہ ای بس باشد (۳۸۷) مستانہ ترا ترانہ ای بس باشد
در کشتنِ ما چرا کشد چشم تو تیغ مارا سرِ تازیانہ ای بس باشد
معانی: سودا: جنون، دیوانگی۔ تیغ: تلوار۔

ترجمہ: تیری دیوانگی کے لیے ایک بہانہ ہی کافی ہے اور تجھ پر فریفتہ ہونے کے لیے ایک ترانہ ہی کافی ہے۔ ہمارے قتل کرنے کے لیے تیری تلوار جیسی نظر کیوں قتل کرے، ہمارے لیے تو

ایک تازیانے کا سرا ہی کافی ہے۔

گو یند کہ مرد را هنرمی باید (۳۸۸) یا نسبتِ عالی پدر می باید
امروز چنان شدہ است در نوبت ما کین ہا ہمہ ہیج است و زر می باید
معانی: عالی: بلند۔ نوبت: باری۔ کین ہا: کہ + این + ہا۔

ترجمہ: کہتے ہیں کہ مرد کا ہنرمند ہونا ضروری ہے یا باپ کے نسب کا عالی ہونا ضروری ہے
لیکن آج جبکہ ہماری باری ہے یہ سب چیزیں بیکار ہیں اور صرف روپیہ پیسہ ہونا ضروری ہے۔
خوش باش کہ عالم گذران خواہد بود (۳۸۹) روح از پی تن نعرہ زنان خواہد بود
این کاسہ سر ہا کہ تو بینی یک چند زیر قدم کوزہ گران خواہد بود
ترجمہ: خوش رہ کہ دنیا گذر جائے گی اور روح بدن کے لیے نعرہ لگائے گی، یہ سروں کے
پیالے جسے تو دیکھ رہا ہے کمہاروں کے پیر کے نیچے ہوں گے۔

من دامن زہد و تو بہ طی خواہم کرد (۳۹۰) با موی سفید قصد می خواہم کرد
پیمانہ عمر من بہ ہفتاد رسید این دم نکم نشاط کی خواہم کرد
معانی: زہد: پارسائی، پاکدامنی۔ قصد: ارادہ۔ پیمانہ: جام، پیالہ۔

ترجمہ: میں زہد و توبہ کا دامن طے کر لوں گا، سفید بالوں کے ساتھ (پیری) شراب کا ارادہ
کروں گا، میری عمر کا پیمانہ شکر کو پہنچ چکا ہے اب اس وقت خوشی نہیں کروں گا تو کب کروں گا۔
ہم دستِ من تشنہ بہ جامی نرسید (۳۹۱) ہم پایِ تمنا بہ مقامی نرسید
واندل کہ بماندہ بود در ناکامی ہم عاقبت الامر بہ کامی نرسید
معانی: تشنہ: پیاسا۔ تمنا: آرزو، خواہش۔ واندل: و + آن + دل۔ عاقبت الامر:
انجام کار، آخر کار۔

ترجمہ: مجھ تشنہ کا ہاتھ جام تک نہ پہنچ سکا اور خواہش کا کارواں بھی کسی مقام پر نہیں پہنچ
سکا، وہ دل جو ناکامی میں پڑا تھا آخر کار وہ بھی کسی مقصد تک نہ پہنچ سکا۔

غم خوردنِ بیہودہ کجا دارد سود (۳۹۲) کین چرخِ فلک بسی چو ما کُشت و ربود
پُر کن قلدح می بہ کفم بر نہ زود تا نوش کنم کہ بودینہا ہمہ بود

ترجمہ: بے کار غم کھانا کہاں فائدہ پہنچا سکتا ہے کیونکہ اس آسمان نے ہم جیسے بہت سے لوگوں کو قتل کیا اور اُچک لیا، شراب کا پیالہ بھر کر جلدی میرے ہاتھ میں دو تاکہ میں نوش کروں کیونکہ جو کچھ ہونا تھا وہ ہو چکا۔

یک جرعة می ملک جهان می ارزد (۳۹۳) خشتِ سرِ خم هزار جان می ارزد
آن کہنہ کہ لب به می ازو پاک کنند حقاً کہ هزار طیلسان می ارزد
معانی: طیلسان: ردا، وہ چوڑا کپڑا جو مذہبی پیشوا اپنے کندھے پر ڈالتے ہیں اسے 'طیلس' بھی کہا جاتا ہے۔

ترجمہ: شراب کا ایک گھونٹ دنیا کی حکومت کے برابر ہے، شراب کی صراحی کا سر پوش ہزار جان سے بہتر ہے۔ وہ پُرانا کپڑا جس سے ہونٹ کی شراب صاف کی جائے سچ ہے کہ ہزار مذہبی پیشواؤں کی قیمتی ردا سے بہتر ہے۔

آن گہ کہ نہالِ عمر بر کندہ شود (۳۹۴) واجزام ز یکدیگر پراگندہ شود
ور زان کہ ضراحی کنند از گل ما حالی کہ پر از بادہ کنند زندہ شود
ترجمہ: جس وقت عمر کا پودا اکھاڑ دیا جائے اور میرے تمام اجزا (عناصر اربعہ) ایک دوسرے سے جدا ہو جائیں، پھر اگر ہماری مٹی سے صراحی بنائیں تو جب اسے شراب سے بھر دیں تو زندہ ہو جائے گی۔

آن قوم کہ سجدادہ پرست اند خُراوند (۳۹۵) زیرا کہ بزیر بارِ سَالُوس دراند
وین از ہمہ طرفہ تر کہ در پر دہ زہد اسلام فروشند و ز کافر بتر اند
معانی: سجدادہ پرست: نمازی۔ سَالُوس: ریا کاری، دکھاوا۔ بتر = بدتر، برے۔
ترجمہ: وہ لوگ جو سجدادہ پرست ہیں بے وقوف ہیں کیونکہ وہ لوگ ریا کاری کے بار تلے دبے ہوئے ہیں اور یہ اس سے زیادہ تعجب کی بات ہے کہ پارسائی کے لباس میں اسلام بیچتے ہیں اور کافر سے بدتر ہیں۔

شادی ها کن کہ این نہ آن خواہد بود (۳۹۶) خاکِ ہمہ در خاک نہان خواہد بود
تو بادہ خور و غم جهان ہیچ مخور خود غم خورد آنکہ در جهان خواہد بود

خوشیاں منالے کیونکہ نہ یہ رہے گانہ وہ اور سب کی خاک مٹی میں مل جائے گی، تو شراب پی اور دنیا کا غم ذرہ برابر بھی نہ کھا، خود دنیا کا غم وہ کھائے جسے دنیا میں (ہمیشہ) رہنا ہے۔

اسرارِ ازل بادہ پرستان دانند (۳۹۷) قدرِ می و جام تنگدستان دانند
گر چشم تو حالِ من نداند چہ عجب شک نیست کہ حالِ مست مستان دانند
ترجمہ: ازل کے راز کو شرابی جانتے ہیں، جام و شراب کی قدر و قیمت تنگدست جانتے ہیں، اگر تیری آنکھ میرا حال نہ جان سکے تو تعجب نہیں ہے اس لیے کہ اس میں شک نہیں ہے کہ مست کا حال مست ہی جانتے ہیں۔

با سفلۂ تند خوی بی عقل و وقار (۳۹۸) ز نہار مخور بادہ کہ رنج آرَد بار
بد مستی و شور و عرِ بدہ اش در شبِ عیش دردِ سر و عذرِ خواہی اش روزِ خمار
معانی: سفلہ: پست، کمینہ۔ تند خوی: بد مزاج۔ عرِ بدہ: لڑائی جھگڑا، فتنہ، بد خوئی۔ عذر خواہی: معافی تلافی کرنا۔

ترجمہ: پست، بد مزاج، بے وقوف اور بے عزت انسان کے ساتھ ہر گز شراب نہ پی کیونکہ یہ حزن و ملال کا باعث ہے، عیش و عشرت کی رات بد خوئی، شور اور بد مستی ہوتی ہے اور خمار کے دن در دوسرا لاحق ہو جاتا ہے اور معافی تلافی کرنی پڑتی ہے۔

چون نیست ترا جز آنکہ او داد قرار (۳۹۹) چندین ز پی مرادِ دل رنجہ مدار
هان تا نہی بر دل خود چندین بار بگذاشتن و گذشتن است آخر کار
ترجمہ: جب تیرے لیے جو اس نے لکھ دیا ہے اس کے سوا کچھ بھی نہیں ہے تو اپنی دلی مرادیں حاصل کرنے کے لیے اتنی تکلیف نہ اٹھا، ہاں اس دنیا کا اپنے دل پر اتنا بوجھ نہ ڈال اس لیے کہ آخر کار یہ گزشتنی (گزار دینے کے قابل) اور گزشتنی (گذر جانے والی) ہے۔

خستِ سرِ خم ز مملکتِ جم بہتر (۴۰۰) بویِ قدح از غذایِ مریم بہتر
آوِ سحری ز سینۂ خماری از نالۂ بو سعید و ادھم بہتر
معانی: ادھم: ابراہیم بن ادھم جنھوں نے اپنی بادشاہت و حکومت خدا کی راہ میں دیدی اور درویشی اختیار کر لی۔ بو سعید: ایک بزرگ صوفی اور شاعر جنھوں نے رباعی گوئی میں بھی بڑی

شہرت حاصل کی ہے۔

ترجمہ: شراب کے منکے کا سرپوش جشید کی حکومت سے بہتر ہے، شراب کے پیالے کی
بوجنب مریمؑ کی غذا سے اچھی ہے، کسی مدہوش کے سینے سے صبح کے وقت نکلنے والی آہ ابوسعید اور
ادہم کی فریاد و فغاں سے بہتر ہے۔

افلاک کہ جز غم نغزایند دگر (۴۰۱) ننہند بجا تا نرَبایند دگر
نا آمد گان اگر بدانند کہ ما از دھر چہ می کشیم نا یند دگر
معانی: افلاک: جمع فلک بمعنی آسمان۔ نا آمد گان: 'نا آمدہ' کی جمع، (دنیا میں) نہ
آنے والے افراد۔ دھر: زمانہ۔

ترجمہ: آسمان جو صرف غموں میں اضافہ کرتے ہیں، کسی جگہ کوئی چیز نہیں رکھتے جب تک
کہ دوسری چیز نہ اٹھالیں، اگر دنیا میں نہ آنے والے افراد جان لیں کہ ہم زمانے کی کیا کیا سختیاں
برداشت کر رہے ہیں تو ہرگز نہ آئیں گے۔

تا چند ازین حیلہ و ززاقی عمر (۴۰۲) تا چند دھد دُرد مرا ساقی عمر
حتی کہ من از ستیزہ و دغدغہ اش چون جرعه بہ خاک ریزم این باقی عمر
معانی: حیلہ: بہانہ، ٹال مٹول۔ ززاقی: مکروفریب۔ ستیزہ: جنگ، دشمنی، کینہ۔
دغدغہ: خوف، ڈر۔

ترجمہ: یہ عمر کے حیلے اور مکروفریب کب تک رہیں گے اور کب تک مجھے ساتھی عمر تلچٹ
دیتا رہے گا، یہاں تک کہ میں اس کی دشمنی اور خوف سے (تنگ آکر) اس بچی ہوئی عمر کو شراب
کے گھونٹ کی طرح زمین پر بہا دوں۔

از بو دنی ای دوست چہ داری تیمار (۴۰۳) در فکرت بیہودہ دل و جان افگار
خزم بزی و جہان بہ شادی گذران تدبیر نہ با تو کردہ اند از اول کار
معانی: تیمار: تیمار کی احوال پرسی، غمخواری۔ افگار: زخمی کرنا، تکلیف پہنچانا۔ خرم:
خوش، شاد۔ شادی: خوشی۔

ترجمہ: اے دوست ہوئی کا غم کیوں کھاتا ہے اور بے کار کی فکر میں اپنے دل و جان کو

کیوں تکلیف پہنچاتا ہے خوشی سے زندگی گزار اور دنیا میں خوش رہ کیونکہ شروع سے ہی تجھ سے مشورہ نہیں کیا گیا ہے۔

از گردشِ روزگار بھرہ خود بر گیر (۳۰۳) بر تختِ طرب نشین، بہ کفِ ساغر گیر
از طاعت و معصیت خدا مستغنی ست باری تو مرادِ خود ز عالم بر گیر
ترجمہ: گردشِ زمانہ سے اپنا حصہ لے لے خوشی کے تخت پر بیٹھ اور ہاتھ میں پیالہ اٹھالے۔
فرماں برداری اور نافرمانی سے خدا بے نیاز ہے اس لیے ایک بار تو دنیا سے اپنی مراد حاصل کر لے۔
دل تنگ شوی یکجو کی بنگ بخور (۳۰۵) یا یک منکی بادۂ گلرنگ بخور
صوفی شدہ ای این نخوری آن بخوری در خورد تو سنگ است برو سنگ بخور
معانی: بنگ: بھنگ، بھانگ۔ بادۂ گلرنگ: سرخ شراب۔ در خورد: لالچ، قابل۔
ترجمہ: تو کم حوصلہ ہو گیا ہے تھوڑی سی بھنگ کھالے یا تھوڑی سی سرخ شراب پی لے، تو صوفی ہو گیا ہے کہ کہتا ہے یہ نہیں کھائے گا وہ کھائے گا (ارے) تیرے قابل تو پتھر ہے جا پتھر کھا۔

وقتِ سحر است خیز ای طرفہ پسر (۳۰۶) پر بادۂ لعل کن بلورین ساغر
کاین یک دم عاریت در این کنج فنا بسیار بجوئی و نیابی دیگر
معانی: بلورین: بلور کی طرح، صاف و شفاف۔

ترجمہ: اے خوبصورت لڑکے! صبح کا وقت ہے بیدار ہو جا اور صاف و شفاف پیالے کو شراب سرخ سے بھر دے کیونکہ اس گوشہٴ فنا میں جو تجھے ایک لمحہ ادھار ملا ہے بہت تلاش کرنے پر بھی دوبارہ نہ پائے گا۔

آن لعل در آبگینۂ سادہ بیار (۳۰۷) وان محرم و مونس ہو آزادہ بیار
جون می دانی کہ مذتِ عالم خاک بادبست کہ زود بگذرد، بادہ بیار
معانی: لعل: اس سے مراد سرخ شراب ہے۔ آبگینہ: شیشہ۔ محرم: رازدار، ہمراز۔
مونس: ہمد، ہمنشین۔ عالم خاک: دنیا۔

ترجمہ: وہ شراب سرخ خالص شیشے میں لے آ اور وہ ہر آزاد آدمی کی محرم و ہمد (شراب) لے آ، جب تو جانتا ہے کہ دنیا کے لمحات ہوا کے مثل تیزی سے گزر رہے ہیں تو شراب لے آ۔

با یارِ خود آر میدہ باشی ہمہ عمر (۳۰۸) لذاتِ جہان چشیدہ باشی ہمہ عمر
ہم آخرِ عمر رحلت باید کرد خوابی باشد کہ دیدہ باشی ہمہ عمر
ترجمہ: (میں نے مانا کہ) تو نے اپنے معشوق کے ساتھ پوری عمر آرام کیا ہو اور پوری
عمر دنیا کی لذتیں چکھی ہوں لیکن آخر عمر میں تجھے دنیا سے جانا ہی ہے یہ سب چیزیں ایک ایسا
خواب تھیں جسے تو پوری عمر دیکھتا رہا۔

گر بت زخِ ٹست بت پرستی خوشتر (۳۰۹) ور بادہ زجامِ ٹست مستی خوشتر
در مستی عشقِ زان سبب نیست شدم کان نیستی از ہزار ہستی خوشتر
معانی: نیستی: عدم، فنا۔ ہستی: وجود۔

ترجمہ: اگر تیری صورت بت ہے تو بت پرستی بہتر ہے اور اگر شراب تیرے پیالے
سے ہو تو مستی اچھی ہے، میں عشق کی مستی میں اس وجہ سے فنا ہو گیا کیونکہ وہ میرا فنا ہو جانا ہزار
وجود سے بہتر ہے۔

ای چرخِ فلک نہ عقل داری نہ ہنر (۳۱۰) ہرگز نکنی بہ کارِ آزادہ نظر
نا مردان را دہی ہمہ گنج و گھر اُحسنت زہی چرخِ مُخنت ہر ور
معانی: آزادہ: آزاد۔ گنج: خزانہ۔ احسنت: بہت خوب، بہت اچھا، شاباش۔
مُخنت: ہجڑا۔

ترجمہ: اے گردشِ زمانہ تیرے پاس نہ عقل ہے نہ ہنر، تو کبھی آزاد لوگوں کے کام پر نظر
عنایت نہیں کرتا، نامردوں کو سب کا سب خزانہ اور موتی بخش دیتا ہے، شاباش! اے مخنت پرور
آسمان تو تعریف کے قابل ہے۔

با یارِ خوشم جامِ شرابِ اولیٰ تر (۳۱۱) وز دستِ غم دیدہ ہر آبِ اولیٰ تر
چون عالمِ دون وفا نخواہد کردن در عالمِ دون مست و خرابِ اولیٰ تر
ترجمہ: خوبصورت معشوق کے ساتھ میرے لیے شراب کا پیالہ بہتر ہے اور غم کی وجہ سے
میری آنکھ کا آنسوؤں سے بھر جانا ہی بہتر ہے، جب پست دنیا وفا نہیں کرے گی تو اس دنیا میں
مست و مغمور رہنا ہی زیادہ بہتر ہے۔

در دایرۂ سپهرِ نا پیدا غور (۴۱۲) می نوش به خوشدلی کہ دور است نہ جور
نو بت چون بہ دورِ تو رسد آہ مکن جامیست کہ جملہ را چشانند بہ دور
معانی: غور: عمق، گہرائی۔ دور: گردش، نوبت، باری۔ جور: ظلم و ستم۔

ترجمہ: آسمان کے دائرے میں جس کی گہرائی معلوم نہیں، خوش ہو کر شراب پی کیونکہ یہ
دور یعنی گردش ہے ظلم و ستم نہیں، جب تیرے دور کی باری آجائے تو آہ وزاری نہ کر کیونکہ یہ ایسا
جام ہے جسے پے در پے سب کو پلایا جائے گا۔

چون حاصلِ آدمی درین جایِ دو در (۴۱۳) جز دردِ دل و دادنِ جان نیست دگر
خزومِ دلِ آنکہ شد بہ طفلی آزاد و آسودہ کسی کہ خود نژاد از مادر
معانی: جایِ دو در: دو دروازے والی جگہ، اس سے مراد دنیا ہے۔ طفلی: بچپن، لڑکپن۔

ترجمہ: جب اس دنیا میں انسان کا حاصل سوائے دردِ دل اور جان دینے کے دوسری چیز
نہیں ہے تو اس شخص کا دل خوش ہے جو بچپن میں ہی دنیا سے رخصت ہو گیا اور چپن سے وہ ہے جو
ماں سے پیدا ہی نہیں ہوا۔

نسستی مکن و فریضۂ حق بگذار (۴۱۴) در عہدۂ آن جہان منم بادہ بیار
در خونِ کسی و مالِ کسی قصد مکن وان لقمہ کہ داری ز کسان باز مدار
معانی: فریضہ: واجب، ضروری۔ عہدہ: ذمہ۔

ترجمہ: کابلی نہ کر اور فریضہ خداوندی بجالا، اُس دنیا (آخرت) کا میں ذمہ دار
ہوں شراب لے آ۔ کسی کی جان اور مال کا ارادہ نہ کر اور تیرے پاس جو لقمہ ہے اسے
دوسروں کو دینے سے دریغ نہ کر۔

دی کوزہ گری بدیدم اندر بازار (۴۱۵) بر پارہ گلی لگد ہمی زد بسیار
وان گل بہ زبانِ حال با او می گفت من همچو تو بودہ ام مرا نیکو دار
معانی: لگد زدن: لات مارنا، کچلنا۔ نیکو دار: اچھا سلوک کر۔

ترجمہ: کل ایک کہار کو بازار میں دیکھا جو مٹی کے ڈھیر کو پیروں سے کچل رہا تھا اور وہ
مٹی اپنی زبان بے زبانی میں اس سے کہہ رہی تھی کہ میں بھی تیرے ہی جیسی رہی ہوں میرے

ساتھ اچھا سلوک کر۔

این اہل قبور خاک گشتند و غبار (۳۱۶) ہر ذرہ ز ہر ذرہ گرفتند کنار
آہ این چہ شرابیست کہ تا روز شمار بی خود شدہ و بی خبر اند از ہمہ کار
یہ قبروں کے لوگ دھول اور مٹی ہو گئے اور ان کے ہر ذرے دوسرے ذروں سے مل
گئے۔ آہ یہ کیسی شراب ہے (کہ جسے پی کر) یہ لوگ قیامت تک کے لیے مدہوش اور تمام امور
سے بے خبر ہو گئے۔

از گردش این زمانہ ذون پرور (۳۱۷) با صد غم و درد می بوم عمر بسر
جون غنچہ بہ گلزارِ جہان با دلِ تنگ جون لالہ ز باغِ دہر با خونِ جگر
معانی: دون: پست، کمینہ، خسیں۔ گلزار جہان: دنیا کا چمن۔
ترجمہ: اس کمینہ پرست زمانے کی گردش کی وجہ سے میں سیکڑوں رنج و الم کے ساتھ
زندگی گزار رہا ہوں، غنچے کی طرح دنیا کے چمن سے دل تنگ ہو کر اور لالہ کی طرح زمانے کے باغ
سے خون جگر پی کر، زندگی بسر کر رہا ہوں۔

کارِ ہمہ عالم بہ مرادت شدہ گیر (۳۱۸) وین عمر برفتنہ و اجل آمدہ گیر
گفتی کہ بکام خویش دستی بزنم خود نتوانی و گر توانی زدہ گیر
ترجمہ: فرض کر لے کہ دنیا کے تمام امور تیری مرضی کے مطابق ہو گئے اور یہ بھی فرض
کر لے کہ یہ عمر گزر گئی اور موت آگئی، تو اگر تو چاہے کہ اپنی مرضی کے مطابق کوئی کام کرے تو نہیں
کر سکتا اور اگر کر سکتا ہے تو اسے کیا ہوا سمجھ۔

او را خواہی ززن، زفرزندِ بپر (۳۱۹) مردانہ بیا، ز خویش پیوند ببر
ہر چیز کہ هست بندِ راہِ هست ترا بابتد، چگونہ رہ روی بند ببر
ترجمہ: اگر اس (خدا) کو پانے کی خواہش ہے تو بیوی بچے کی قید سے آزاد ہو جا، مردوں
کی طرح آ اور خود سے رشتہ توڑ دے، یہ سب چیزیں تیرے راستے کی رکاوٹ ہیں، رکاوٹ کے
ساتھ کیسے راستہ چلے گا اس رکاوٹ کو دور کر دے۔

از چرخ بہ کام سر بر افراشتہ گیر (۳۲۰) وز عمرِ تمام بہرہ برداشتہ گیر

از گنج و گہر ہر چہ مُرادِ دلِ تست بر داشتہ گیر و باز بگذاشتہ گیر
ترجمہ: غرض کر لے کہ تو نے زمانے سے اپنی مراد پوری کر لی اور پوری عمر سے فائدے
اٹھالیے، اور یہ بھی فرض کر لے کہ خزانے اور موتیوں سے جو کچھ تیری مرضی تھی تو نے لے لیا اور
پھر ان سب کو چھوڑ کر چلا گیا۔

گر بادہ خوری تو با خرد مندانِ خور (۴۲۱) یا با صنمی لالہ زخ و خندانِ خور
بسیار مخور، وردِ مکن فاشِ مساز کم کم خور و گہ گاہ خور و پنہانِ خور
ترجمہ: اگر تو شراب پیے تو غفلت مندوں کے ساتھ پی یا لالہ رخ اور خوش مزاج معشوق کے
ساتھ پی۔ زیادہ، بار بار اور علی الاعلان مت پی، تھوڑی تھوڑی، کبھی کبھی اور پوشیدہ پی۔

ای دلِ ہمہ اسبابِ جہانِ ساختہ گیر (۴۲۲) وینِ خانہ پُر از نعمت و آراستہ گیر
درِ دنیا یِ فانی کہ نہ جایِ من و نِست روزی دو سہ بنشستہ و بر خاستہ گیر
ترجمہ: اے دل! فرض کر لے کہ دنیا کے تمام اسباب تیرے موافق ہو گئے اور یہ گھر
نعمتوں سے بھر دیا اور سجاد یا گیا۔ تو یہ بھی فرض کر لے کہ اس فنا ہو جانے والی دنیا میں جو ہمارے
رہنے کی جگہ نہیں ہے، دو تین روز بیٹھے اور چلے گئے۔

جانا! می صافِ وقتِ گلِ خوش می خور (۴۲۳) بر یادِ بتانِ نغزوِ دلکش می خور
می خونِ رز است و رز ترا می گوید خونِ بر تو حلالِ کردہ امِ خوش می خور
معانی: بتان: جمع بت بمعنی معشوق۔ نغز: عمدہ، پر لطف، زیبا۔ رز: انگور۔

ترجمہ: اے معشوق! موسمِ بہار میں صاف شراب خوشی سے پی، خوبصورت اور حسین
معشوقوں کی یاد میں شراب پی۔ شراب انگور کا خون ہے اور انگور تجھ سے کہتا ہے کہ میں نے
(اپنا) خون تجھ پر حلال کر دیا ہے خوشی سے شراب پی۔

عمرِ تو چہ دو صد و چہ سہ صد، چہ ہزار (۴۲۴) زینِ کھنہ سرا، برونِ برندتِ ناچار
گر بادشہی و گر گدایِ بازار این ہر دو بیکِ نرخ بود آخر کار
تیری عمر کیا دو سو سال، کیا تین سو سال اور کیا ہزار سال ہو جائے تو بھی تجھے اس پرانی
سراے (دنیا) سے مجبوراً باہر نکال دیں گے۔ اگر تو بادشاہ ہو یا بازاری فقیر، آخر کار (موت کے

بعد) ان دونوں کی قیمت ایک ہی ہوتی ہے۔

ای دل ہمہ اسبابِ جہان خواستہ گیر (۳۲۵) باغِ طربت بہ سبزہ آراستہ گیر
وانگاہ بر آن سبزہ شبی چو شبنم بنشستہ و بامداد بر خواستہ گیر
معانی: شبنم: اوس۔ بامداد: صبح۔

ترجمہ: اے دل فرض کر لے کہ دنیا کے تمام اسباب تجھے مل گئے اور تیری خوشی کا باغ
سبزوں سے سجایا گیا پھر مان لے کہ اس وقت اس سبزہ پر شبنم کی طرح ایک رات بیٹھے گا اور
صبح کو چل دے گا۔

ای دوست، غمِ جہانِ بیہودہ مخور (۳۲۶) بیہودہ غمِ جہانِ فرسودہ مخور
چون بود گذشت و نیست نابود بدید خوش باش و غم بودہ و نابودہ مخور
ترجمہ: اے دوست! فضول دنیا کا غم نہ کھا اور بیکار پست دنیا کا غم نہ کر، جو کچھ تھا وہ گذر
گیا اور جو نہیں ہے وہ ظاہر ہونے والا نہیں ہے اس لیے خوش رہ اور ہونے نہ ہونے کا غم مت کھا۔
ای خواجہ فقیہ گر ترا هست خبر (۳۲۷) چندین ز حسد منگر بر اہل نظر
ایشان ہمہ از صانع و صنعش گویند تو از دم حیض و از نجاساتِ دگر
معانی: اہل نظر: حسن پرست افراد۔ صانع: بنانے والا، خدا۔ صنع: بنائی ہوئی
چیز، پیدا کی ہوئی چیز۔

ترجمہ: اے واعظ اگر تجھے کچھ خبر ہے تو اہل نظر پر اس قدر حسد سے نظر نہ کر، یہ سب کے
سب خدا اور اس کی بنائی ہوئی چیزوں کی تعریف کرتے ہیں اور تو خونِ حیض اور دوسری نجاستوں
کے پیچھے پڑا ہے۔

ای در طلبِ تو عالمی در شورشور (۳۲۸) در پیش تو درویش و تونگر ہمہ غور
ای با ہمہ در حدیث و گوشِ ہمہ کر ای با ہمہ در حضور و چشمِ ہمہ کور
معانی: شورشور: فتنہ و غوغا، فساد اور شور و غل۔ درویش: فقیر، محتاج۔ تونگر: امیر،
مالدار۔ عور: جس کی ایک آنکھ میں بینائی نہ ہو، کاننا۔ حدیث: بات۔ کر: بہرا، جو سن نہ
سکے۔ کور: اندھا، جو دیکھ نہ سکے۔

ترجمہ: اے وہ ذات جس کی تلاش میں ایک دنیا حیران ہے تیرے سامنے فقیر و امیر سب بے بس ہیں، تو سب کے ساتھ باتوں میں شریک رہتا ہے لیکن سب کے کان بہرے ہیں (اس لیے سن نہیں پاتے) تو سب کے ساتھ حاضر رہتا ہے لیکن سب کی آنکھیں اندھی ہیں (اس لیے دیکھ نہیں پاتیں)۔

گو گوہر طاعت نَسفتم ہر گز (۳۲۹) وِردِ گناہ ز رخ نَفتم ہر گز
نو مید نیم ز بارگاہِ کرمت زیرا کہ یکی را دو نگفتم ہر گز
معانی: سفتن: پرونا۔ زفتن: جھاڑ دینا، صاف کرنا۔

ترجمہ: اگرچہ میں نے تیری اطاعت کے موتی کبھی نہیں پروئے اور گناہ کی گرد کو چہرے سے کبھی صاف نہیں کیا (پھر بھی) تیری بارگاہِ کرم سے ناامید نہیں ہوں کیونکہ میں نے کبھی ایک کو دو نہیں کہا۔

از جملہ رفتگانِ این راہِ دراز (۳۳۰) باز آمدہ کو کہ بہ ما گوید راز
زنہار در این سراچہ از رویِ آرز
معانی: رفتگان: جانے والے افراد، مسافر۔ سراچہ: چھوٹا سا گھر، جھوپڑی۔ آرز: لالچ۔ باز: پھر، دوبارہ۔

ترجمہ: اس طویل راستے کے تمام مسافروں میں سے کون واپس آیا جو ہم سے وہاں کا راز بتائے، ہرگز اس چند روزہ دنیا میں لالچ کی وجہ سے کوئی چیز نہ چھوڑ کیونکہ تو (اس دنیا میں) واپس نہیں آئے گا۔

رو بر سرِ افلاک جہان خاک انداز (۳۳۱) می می خور و گردِ خوبرویان می تاز
چہ جایِ عبادت است و چہ جایِ نماز کز جملہ رفتگانِ یکی ناید باز
معانی: افلاک: فلک کی جمع، آسمان۔ گرد: چاروں طرف، آس پاس۔ خوبرویان: خوبرو کی جمع، حسین لوگ۔ ناید: = نیاید، نہیں آئے گا۔

ترجمہ: دنیا کے آسمانوں کے سر پر خاک ڈال، شراب پی اور حسینوں کی صحبت سے لطف اٹھا، چاہے عبادت کی جگہ ہو یا نماز کی، جتنے لوگ جا چکے ہیں ان میں سے کوئی بھی واپس نہ آئے گا۔

این چرخ کہ با کسی نمی گوید راز (۴۳۲) کشتہ بہ ستم ہزار محمود و ایاز
می خور کہ بہ کس عمر دوبارہ ندهند ہر کس کہ شد از جہان نمی آید باز
معانی: چرخ: آسمان۔ محمود: محمود ابن ابراہیم غزنوی، آل سبکتگین کا ایک مشہور
بادشاہ جس نے ۴۶۹ ہجری میں ہندوستان کی زمام حکومت اپنے ہاتھ میں لی۔ ایاز: سلطان محمود
کے غلام کا نام جو ہر وقت سلطان کے ساتھ رہتا تھا۔

ترجمہ: اس آسمان نے جو کسی سے اپنا راز نہیں بتاتا، ہزاروں محمود و ایاز کو اپنے ظلم و ستم سے
قتل کر دیا۔ شراب پی کیونکہ کسی کو دوبارہ عمر نہیں دی جائے گی، جو دنیا سے گیا وہ واپس نہیں آئے گا۔
با ثو، بہ خراب بات اگر گویم راز (۴۳۳) بہ زان کہ کنم بی تو بہ محراب نماز
ای اول وای آخر خلقان ہمہ تو خواہی تو مرا بسوز و خواہی بنواز
معانی: خرابات: شراب خانہ، وہ جگہ جہاں شرابی عیش و نوش میں مبتلا ہوتے ہیں۔
محراب: وہ جگہ جہاں امام کھڑا ہو کر نماز پڑھاتا ہے، نماز پڑھاتے وقت امام کے کھڑے ہونے
کی جگہ۔ خلقان: خلق کی جمع، اللہ کی پیدا کی ہوئی چیزیں۔

ترجمہ: تیرے ساتھ شراب خانے میں اگر راز و نیاز کی باتیں کروں تو تیرے بغیر محراب
میں نماز پڑھنے سے بہتر ہے۔ اے وہ ذات جو تمام مخلوقات کا اول و آخر ہے اگر تو چاہے تو مجھے
جلادے اور چاہے تو بخش دے۔

در کتم عدم خفته بدم گفستی خیز (۴۳۴) وارو بہ جہان و در جہان شور انگیز
و اکنون کہ بہ فرمان تو ام حیرانم الْقَصَصُ جنان است کہ کجدار و مریز
معانی: کتم: پردہ، راز۔ بدم: = بودم، میں تھا۔ شور انگیز: فعل امر صیغہ واحد حاضر،
فتنہ و فساد پھیلا۔ فرمان: حکم۔ القصصہ: مختصر۔ کجدار و مریز: یہ ایک محاورہ ہے جس کا معنی
”پیالہ ٹیڑھا کرو لیکن اس کا پانی نہ گرنے پائے“ ہے جو بحال ہے۔

ترجمہ: خدایا! میں پردہ عدم میں سویا تھا تو نے کہا کہ اٹھ، دنیا میں جا اور دنیا میں فتنہ
پھیلا اور اب جب تیرے حکم کے مطابق (دنیا میں آگیا) ہوں تو پریشان ہوں مختصر ایسا ہی ہے کہ
کبدار و مریز کا محاورہ صادق آتا ہے۔

بازی بودم پریدہ از عالمِ راز (۳۳۵) تابود کہ ہرم دمی نشیبی ز فراز
 اینجا چو نیافتم کسی محرمِ راز زان در کہ در آمدم برون رفتم باز
 معانی: باز: ایک شکاری پرندے کا نام۔ محرمِ راز: رازدار۔
 ترجمہ: میں ایک باز تھا جو عالمِ راز سے اڑ کر آیا تاکہ بلندی سے پستی میں تھوڑی دیر کے
 لیے پرواز کروں، جب یہاں پر کسی کو راز دار نہ پایا تو جس راستے سے آیا تھا اسی راستے سے
 واپس چلا گیا۔

ای دل چو حقیقتِ جہانست مجاز (۳۳۶) چندین چہ بری خواری ازین رنجِ دراز
 تن را بہ قضا سپار و با درد بساز کین رفتہ قلم ز بھر تو ناید باز
 معانی: حقیقت: اصل، ماہیت۔ مجاز: حقیقت کی ضد، جس کی کوئی اصل نہ ہو۔
 خواری: ذلت، رسوائی۔ دراز: لمبا، طویل۔

ترجمہ: اے دل جب دنیا کی حقیقت، مجاز ہے تو اس طویل غم سے اس قدر ذلت کیوں اٹھا
 رہا ہے، اپنے بدن کو قضا و قدر کے حوالے کر دے اور درد سے موافقت کر لے کیونکہ یہ تقدیر کا لکھا
 ہوا تیرے لیے واپس نہیں آئے گا۔

وقتِ سحر است خیزی ای مایہ ناز (۳۳۷) نرمک نرمک بادہ خور و چنگ نواز
 کانہا کہ بجایند نہ پایند دراز وانہا کہ شدند کس نمی آید باز
 معانی: مایہ ناز: نازنین۔ نرمک نرمک: آہستہ آہستہ، دھیرے دھیرے۔
 چنگ: ایک ساز کا نام، بربط۔

ترجمہ: اے نازنین! صبح کا وقت ہے بیدار ہو جا، آہستہ آہستہ شراب پی اور چنگ
 بجا، اس لیے کہ جو لوگ موجود ہیں دیر تک زندہ نہیں رہیں گے اور جو لوگ جا چکے ان میں سے کوئی
 واپس نہیں آئے گا۔

مایم فتادہ روز و شب در تگ و تاز (۳۳۸) بر خیرہ نہادہ روی در شیب و فراز
 نہ ہیچ رہ آورد بہ جز رنج دگر نہ ہیچ پس افگند بہ جز راہِ دراز
 معانی: فتادہ: = افتادہ۔ تگ و تاز: دوڑ دھوپ۔ بر خیرہ: بے فائدہ، بے

کار۔ شیب: نشیب کا مخفف، پستی۔ رہ آورد: ارمغان، سفر کا تحفہ۔ پس افگند: وہ رقم جو برے وقت کے لیے بچا کر رکھی گئی ہو۔

ترجمہ: ہم دن رات دوڑ دھوپ میں مبتلا رہتے ہیں، بے کار نشیب و فراز میں دوڑتے ہیں، پھر بھی نئے غم کے علاوہ کچھ بھی ہاتھ نہ آیا اور لمبے راستے کے سوا کچھ بھی حاصل نہ ہوا۔

ای مرد هنرمند نگہ برتر خیز (۳۳۹) وان کودک خاک بیزرا گو بر خیز
وانگاہ بگویش کہ به غفلت ہی بر مغز سر کیقباد و چشم پرویز
معانی: غفلت: بے پروائی۔ پی بردن: سراغ لگانا، پتہ چلانا، تلاش کرنا۔ مغز: بھیجا، گودا۔ کیقباد: ایران قدیم کے ایک بادشاہ کا نام۔ پرویز: ایران قدیم کے ایک بادشاہ کا نام۔

ترجمہ: اے ہنرمند آدمی اپنی نظر اوپر اٹھا اور اس مٹی گوندھنے والے لڑکے سے کہہ کہ بیدار ہو جا اور پھر اس سے کہہ کہ کیقباد کے سر کا مغز اور پرویز کی آنکھ کو بے پروائی سے تلاش کر۔

ما عاشقِ آشفته و مستیم امروز (۳۴۰) در کویِ بنان، بادہ پرستیم امروز
از هستی خویشتن به کلی زستہ پیوستہ به محرابِ آسنتیم، امروز
معانی: آلسنت: روز ازل، وہ وقت جس کی ابتدا معلوم نہیں ہے، اشارہ ہے قرآن کی آیت 'السنۃ یزککم' (کیا میں تمہارا پالنے والا نہیں ہوں) کی طرف۔

ترجمہ: ہم آج پریشاں حال اور بدست عاشق ہیں جو معشوقوں کی گلی میں شرابی بنے بیٹھے ہیں، آج اپنے وجود سے پورے طور پر آزاد ہو کر 'الست' کی محراب سے مل گئے ہیں۔

کردیم دگر شیوۂ رندی آغاز (۳۴۱) تکبیر همی زدیم بر پنج نماز
هر جا کہ پیالہ ایست ما را بینی گردن چو صراحی سوی او کردہ دراز
معانی: شیوہ: طریقہ، روش۔ تکبیر زدن: ترک کرنا، چھوڑ دینا۔

ترجمہ: پھر ہم نے رندوں کی سی حالت اپنائی ہے اور پنجگانہ نمازوں کو ترک کر دیا ہے، جہاں بھی پیالہ ہی ہمیں تو دیکھے گا کہ ہم صراحی کی طرح اس کی طرف گردن جھکائے ہوئے ہیں۔

بو دی کہ نبود به خورو خواب نیاز (۳۴۲) کردند نیاز این چار انبار
هر یک به تو آنچه داد بستاند باز تا باز چنان شوی کہ بو دی ز آغاز

معانی: خور و خواب: کھانا اور سونا۔ نیاز مند: محتاج، ضرورتمند۔ چار انبار: عناصر اربعہ (آگ، پانی، مٹی، ہوا)۔

ترجمہ: ایک وقت تھا کہ تجھے کھانے اور سونے کی ضرورت نہ تھی ان چار عناصر نے تجھے محتاج بنا دیا، ان میں سے ہر ایک نے تجھے جو کچھ دیا ہے واپس لے لے گا تاکہ تو پھر ویسا ہی ہو جائے جیسا پہلے تھا (یعنی فنا ہو جائے گا)۔

معشوق کہ عمرش جو غمم باد دراز (۴۴۳) امروز تَلَطَّفی بہ نُو کرد آغاز
بر چشم من انداخت دمی چشم و برفت یعنی کہ نکویی کن و در آب انداز
معانی: تَلَطَّف: مہربانی کرنا۔ چشم بہ چشم انداختن: آنکھ سے آنکھ ملانا۔ نکویی کن
و در آب انداز: نیکی کر دیا میں ڈال، کسی پر نیکی کر کے بھول جانا، بغیر غرض اور توقع کے نیکی کرنا۔
ترجمہ: معشوق کہ جس کی عمر میرے غموں کی طرح لمبی ہو جائے، آج نئے طریقہ سے
(مجھ پر) مہربانی شروع کر دی ہے، ایک لمحے کے لیے میری آنکھوں سے آنکھیں ملائیں اور چلا
گیا یعنی نیکی کر اور دریا میں ڈال (والی مثل ہو گئی)۔

از عمر تو چونکہ می تراشد شب و روز (۴۴۴) مگذار کہ بر تو خاک باشد شب و روز
روز و شب خویش را بہ شادی گذران ای بسکہ نباشی تو و باشد شب و روز
معانی: خاک پاشیدن: خاک ڈالنا، کچڑا چھالنا۔

ترجمہ: چونکہ دن رات تیری زندگی کو کم کر رہے ہیں اس لیے مہلت نہ دے کہ تجھ پر کچڑ
اچھالیں۔ اپنے دن اور رات (عمر) کو خوشی سے گزار کیونکہ تو نہ رہے گا اور شب و روز مدتوں
رہیں گے۔

بر روی گل، از ابو نقاب است هنوز (۴۴۵) در طبعِ دلم، میلِ شراب است هنوز
در خواب مَرُو، چہ وقتِ خواب است هنوز جانان! می خور کہ آفتاب است هنوز
معانی: نقاب: پردہ، میل: خواہش۔

ترجمہ: پھول کے رخ پر ابھی ابر کا پردہ ہے میری طبیعت میں ابھی تک شراب کی
خواہش باقی ہے۔ اے معشوق! ابھی مت سوؤ کہ یہ سونے کا وقت نہیں ہے شراب پی

کیونکہ ابھی سورج روشن ہے۔

با مردم پاک اصل و عاقل آمیز (۳۳۶) وَزْ نَا اِهْلَانِ هِزَارِ فِرْسَنَگِ نَگِرِیزِ
گر زهر دہدُ ثِرا خردمند بنوش وَزْ نُوْشِ رَسَدِ زِدَسَتِ نَا اِہْلِ بَرِیزِ
معانی: پاک اصل: نجیب، شریف النسل۔ عاقل: عقلمند۔ فرسنگ: فرسخ، میل۔
ترجمہ: شریفوں اور عقلمندوں سے دوستی کرو اور نا اہلوں سے ہزار میل دور بھاگ۔ اگر تجھے
عقلمند زہر دے تو پی لے اور اگر نا اہل کے ہاتھ سے تجھے آبِ حیات ملے تو اسے پھینک دے۔
یا رب تو جمالِ آنِ مہِ مہر انگیز (۳۳۷) آراستہ ای، بہ سنبلِ عنبرِ بنیزِ
پس حکمِ ہمی کُنی کہ در وی مَنگِرِ این حکمِ چنان بود کہ کجدار و مریزِ
معانی: جمال: حسن، خوبصورتی۔ مہر انگیز: محبت پیدا کرنے والا، مہربان۔ سنبل:
جوا گیہوں کا خوشہ، (مجازاً) معشوق کی زلف۔ عنبر بنیز: خوشبودار۔

ترجمہ: خدایا! تو نے اس مہربان معشوق کے حسن کو خوشبودار زلف سے زینت بخشی
ہے، پھر حکم دے رہا ہے کہ اسے نہ دیکھ، یہ حکم تو ایسا ہی ہے کہ کجدار و مریز (پیالہ ٹیڑھا کرو مگر خبردار
پانی نہ گرنے پائے)۔

خُکْمِ کہ از و مُحال باشد پر ہیز (۳۳۸) فرمودہ و امر کردہ، کُزْ وی بَکِرِیزِ
آنکھ میانِ امر و نَہِیشِ عاجزِ درماندہ جہا نیان کہ کجدار و مریزِ
معانی: امر: حکم۔ درماندہ: عاجز، پریشان۔ جہانیان: دنیا میں رہنے والے۔
ترجمہ: ایک ایسا حکم جس سے پرہیز ممکن نہیں ہے، خدا نے فرمایا اور حکم دیا کہ اس سے دور
رہو۔ اس وقت دنیا والے اس کے امر و نہی کے درمیان عاجز ہو جاتے ہیں کہ پیالہ ٹیڑھا کرو لیکن
پانی نہ گرنے پائے (جو محال ہے)۔

ما لُعْبَتِ گانیم و فلک لُعْبَتِ باز (۳۳۹) از رویِ حقیقی و نہ از رویِ مجازِ
بازیچہ ہمی کُنیم بر نَطْعِ وجودِ برویم بہ صندوقِ عدمِ یک یک بازِ
معانی: لعبت گان: جمع لعبت بمعنی بازیچہ، گڑیا، وہ چیز جس کے ذریعہ کھیلا جائے، کھلونہ۔
نطع: بستر۔ عدم: نیستی، فنا۔

ترجمہ: ہم کھلونے ہیں اور آسمان کھلونوں سے کھیلنے والا، یہ بات سچ ہے اس میں کوئی شبہ نہیں ہے، ہم وجود کے بستر پر کھیل رہے ہیں (پھر) ایک ایک کر کے عدم کے صندوق میں چلے جائیں گے۔

افسوس ازین سگ بچہ پُر تگ و تاز (۳۵۰) کو در رفتن بہ باد بودی ہمزاز
از بسکہ دلش بہ استخوان مایل بود شد عاقبتش نصیب دندان گراز
معانی: سگ بچہ: کتے کا بچہ۔ پُر تگ و تاز: تیز رفتار، سرلیج۔ بسکہ: جس قدر۔
استخوان: ہڈی۔ عاقبت: انجام۔ دندان گراز: بڑے دانت، بڑے دانتوں والا۔
ترجمہ: افسوس کہ یہ تیز رفتار کتے کا بچہ جو رفتار میں ہوا کا ساتھی تھا جس قدر اس کا دل ہڈی کی طرف مائل تھا آخر کار لمبے دانتوں کا حصہ بنا۔

رفتند یکی ز رفتگان نا مد باز (۳۵۱) تا با تو یگو ید ز پس پردہ راز
کارت ز نیاز می کشاید نہ نماز باز چہ بود نماز بی صدق و نیاز
معانی: نیاز: احتیاج، عرضداشت، فروتنی، عاجزی۔ بی صدق و نیاز: بغیر صدق دل اور خضوع و خشوع کے۔

ترجمہ: بلوگ چلے گئے اور جانے والوں میں سے کوئی واپس نہ آیا تا کہ تجھے پردہ کے پیچھے کا راز بتلائے، تیری مراد فروتنی سے پوری ہوگی نماز سے نہیں کیونکہ بغیر صدق دل اور خضوع و خشوع کے نماز بچوں کا کھیل ہوتی ہے۔

لب بر لب کوزہ بردم از غایتِ آ (۳۵۲) تا، ز و طلبم واسطۂ عمرِ دراز
با من بہ زبانِ حال می گفت این راز عموی چو تو بودہ ام دمی با من ساز
معانی: غایت: انتہائی۔ آ: حرص، لالچ۔ واسطہ: وسیلہ، ذریعہ۔ تازو: = تا + از + او، تاکہ اس سے۔

ترجمہ: میں نے انتہائی خواہش کی وجہ سے پیالہ سے ہونٹ لگایا تاکہ اس سے لمبی عمر کا ذریعہ تلاش کروں، تو اس نے زبان بے زبانی میں مجھ سے یہ راز بتایا کہ میں بھی تیری ہی طرح ایک مدت تک رہا، لمحہ بھر میری دمسازی کر۔

ای بر همه سرورانِ عالمِ فیروز (۳۵۳) دانی کہ چه وقت می بُؤذ زُوح افروز
یکشنبه و دو شنبه و سه شنبه و چار پنجشنبه و آدینه و شنبه، شب و روز
معانی: عالم: دنیا۔ فیروز: کامیاب، کامران، ظفریاب۔ روح افروز: روح کو خوشی
بخشنے والی۔ آدینه: جمعہ۔

ترجمہ: اے دنیا کے سرداروں کے سردار کیا تجھے معلوم ہے کہ کس وقت شرابِ فرحت بخش
ہوتی ہے، (اچھا مجھ سے سن) اتوار، سوموار، منگل، بدھ، جمعرات، جمعہ اور سنیچر دن اور رات (ہر
وقت) فرحت بخش ہوتی ہے۔

می بُر سیدی کہ چیست این نفسِ مجاز (۳۵۴) گر بر گویم حقیقتش هست دراز
نقشِ پدید آمدہ از دریایی وانگاہ شدہ بہ قعرِ آن دریا باز
معانی: نفسِ مجاز: غیر حقیقی جان، وہ روح جس کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔ قعر:
گہرائی، عمق۔

ترجمہ: تو مجھ سے پوچھتا تھا کہ نفسِ مجاز کیا ہے اگر اس کی حقیقت بیان کروں تو بڑی
لمبی ہے، (مختصر یہ ہے کہ) یہ ایک نقش ہے جو کسی دریا سے نمودار ہوا ہے اور پھر اسی دریا کی
گہرائی میں مل گیا۔

ای واقفِ اسرارِ ضمیرِ ہمہ کس (۳۵۵) در حالتِ عجز، دستگیرِ ہمہ کس
یا رب تُو مرا توبہ دہ و عذر پذیر ای توبہ دہ و عذر پذیرِ ہمہ کس
معانی: واقف: آگاہ، جاننے والا۔ ضمیر: دل۔ دستگیر: مددگار، فریادرس۔ عذر
پذیر: عذر قبول کرنے والا، درگزر کرنے والا۔

ترجمہ: اے ہر شخص کے دل کے رازوں کو جاننے والے اور پریشاں حالی میں سب کی مدد
کرنے والے، خدا یا! تو مجھے توبہ کی توفیق دے اور عذر قبول کراے سب کو توبہ کی توفیق دینے
والے اور عذر قبول کرنے والے۔

آغازِ دَوَانِ گشتِ این زَرینِ طاس (۳۵۶) وانجامِ خرابیِ چنبنِ نیکِ اساس
دانستہ نمی شود بہ معیارِ عَقول سنجیدہ نمی شود بہ مِقیاسِ قیاس

معانی: زرین طاس: زریرں کلاه، زریرں ترنج، سنہرا آئینہ، مراد سورج۔ نیک اساس: عالی بنیاد۔ معیار: کسوٹی، اندازہ، پیمانہ۔ عقول: عقل کی جمع۔ مقیاس: پیمانہ، تولنے کا آلہ، ترازو۔ قیاس: گمان، ناپ تول۔

ترجمہ: اس سورج کی گردش کا آغاز اور اس عالی بنیاد کی خرابی کا انجام عقلوں کے پیمانے سے جانا نہیں جاسکتا اور قیاس کے ترازو میں تولائیں جاسکتا۔

از حادثۂ زمانِ آیندہ مہرس (۳۵۷) وز ہرچہ رسد چو نیست پابندہ مہرس
این یکدمۂ نقد را غنیمت می دان از رفتہ میندیش وز آیندہ مہرس
معانی: حادثہ: سانحہ، مصیبت۔ پابندہ: ہمیشہ رہنے والا، دائمی۔ یکدمہ: ایک لمحہ، یک لخت۔ رفتہ: گزرا ہوا۔

ترجمہ: آنے والے زمانے کے حادثے کے بارے میں سوال نہ کرو اور یہ بھی نہ پوچھو کہ جو کچھ تمہیں پہنچ رہا ہے کیوں ہمیشہ رہنے والا نہیں ہے۔ اس نقد ایک لمحے کو غنیمت جان، جو گذر گیا اس کی فکر مت کرو اور جو آنے والا ہے اس کے سلسلے میں سوال نہ کرو۔

ای چرخِ خبیس، خُس پرور، خُس (۳۵۸) ہو گز نروی تو بر مرادِ دل کس
چرخا! فلکا! اثرا ہمین عادت بس نا کس را کسی کنی و کس را نا کس
ترجمہ: اے کمینے، کمینہ پرور، کمینے آسمان! کبھی تو کسی شخص کی دلی مراد پوری نہیں کرتا۔ اے آسمان! اے گردوں! تیری بس یہی عادت ہے کہ نابل کو ابل اور ابل کو نابل بنا دیتا ہے۔

مرغی دیدم نشستہ بر بارۂ طوس (۳۵۹) در پیش نہادہ کلۂ گینگاؤس
با کلۂ ہمی گفت کہ افسوس افسوس کو بانگِ جوس ہا و کجا نعرۂ کوس
معانی: بارہ: دیوار، حصار، قلعہ۔ کلہ: ہر، کھوپڑی۔ جوس: گھنٹی، ناقوس۔ کوس: نقارہ۔
ترجمہ: میں نے ایک پرندے کو دیکھا جو طوس کے قلعے پر بیٹھا تھا اور اپنے سامنے کیا کوس کی کھوپڑی رکھے ہوئے اس سے کہہ رہا تھا کہ افسوس! وہ گھنٹی کی آواز اور نقارہ کی گرج کہاں چلی گئی۔

خیام اگر بادہ پرستی خوش باش (۳۶۰) با لالہ زخی اگر نشستہ خوش باش

چون عاقبت کارِ جهان نیستی است انگار کہ نیستی، چو هستی خوش باش
ترجمہ: اے خیام! اگر تو شرابی ہے تو خوش رہ اور اگر خوبصورت معشوق کے ساتھ بیٹھا ہے
تو خوش رہ، جب دنیا کا انجام عدم ہے تو سمجھ کہ تو معدوم ہے، جب تک ہے خوش رہ۔
تا چند کُنم عَرْضَةُ نادانیِ خویش (۳۶۱) بگرفت دلِ من ز پریشانیِ خویش
زَنارِ مُغَانِه بر میانِ خواہم بست دانی ز چہ؟ از ننگِ مسلمانیِ خویش
ترجمہ: کب تک میں اپنی لاعلمی ظاہر کرتا رہوں میرا دل اپنی پریشانیوں سے ننگ آچکا
ہے۔ میں آتش پرستوں کا جینو کمر میں باندھ لوں گا، جانتے ہو کس وجہ سے؟ اپنے مسلمان
ہونے کے عار سے۔

جَا مِی ست کہ عقلِ اَقْرِی مِی زَنَدَش (۳۶۲) صد بو سہ ز مِہرِ بر جِبینِ مِی زَنَدَش
این کُوزِہ گَرِ دَہرِ جِبینِ جَامِ لَطِیف مِی سَاَزَد و باز بر زَمینِ مِی زَنَدَش
ترجمہ: (انسان) ایک ایسا جام ہے جس کی عقل داد دیتی ہے اور محبت سے اس کی پیشانی پر
سیکڑوں بوسے لیتی ہے (نہ معلوم) یہ زمانے کا کہہاں (خدا) ایسے لطیف جام (کیوں) بناتا ہے اور پھر
اسے توڑ دیتا ہے۔

از نَافدِہ ہا زَرَد مَکَن چہرَہِ خویش (۳۶۳) وَزِ آمَدِہ ہا آبِ مَکَن زُہرَہِ خویش
بَر دَرِ زِ دُنْیَايِ دُنْیِ بَہرَہِ خویش زانِ بِیَش کہ دَہرِ بَرِ کِشَد دُہرَہِ خویش
معانی: زرد کردن چہرہ خویش: پریشان ہونا، غم کھانا۔ آب کردن زہرہ خویش:
ہمت ہارنا۔ دنی: پست۔ بہرہ: حصہ، نصیب۔ دہر: زمانہ۔ دُہرہ: ایک قسم کی تلوار، خنجر۔
ترجمہ: جو پریشانیاں ابھی نہیں آئی ہیں اس سے پریشان نہ ہو اور جو مصیبتیں جھیل چکا ہے
اس سے ہمت نہ ہار، پست دنیا سے اپنا حصہ لے لے اس سے پہلے کہ زمانہ اپنی تلوار کھینچ لے۔

با رُویِ نِکُو شَرَابِ رُوشنِ درِ کِش (۳۶۴) با دُوستِ دلِ از جُفَايِ دُشمنِ درِ کِش
با سادِہ زُخِی نَشین و بَگذر از خویش بِیَراہِنِ کِیو و ہِستی از تَن درِ کِش
معانی: روی نکو: خوبصورت چہرہ، مراد معشوق۔ شراب روشن: صاف شراب،
خالص شراب۔ جفا: ظلم و ستم۔ سادہ رخ: معشوق، محبوب۔ پیراہن: لباس، کپڑا۔ کبر:

تکبر، غرور، گھمنڈ۔ ہستی: وجود، موجود ہونا۔

ترجمہ: کسی معشوق کے ساتھ خالص شراب پی اور دلی دوست کے ساتھ دشمن کی جفاؤں کو بھول جا، کسی معشوق کے ساتھ بیٹھ اور خود کو فراموش کر دے، تکبر اور وجود کا کپڑا اپنے جسم سے اتار دے۔

بِگُذَارِ دِلَا وَ سَوْسَهٗ عَقْلِ مَعَاشِ (۳۶۵) از هستیِ خویشِ پیرِ چون اُو بَاش
در بزمِ قلندرانِ معنی بنشین آزادہ شو و شرابِ نوش و خوش می باش
معانی: وسوسہ: اندیشہ، برے خیالات۔ عقل: معاش: اچھی طرح زندگی گزارنے کی
قوت۔ او باش: لفتنگا، آوارہ۔ قلندران: معنی: حقیقت ہیں، وہ افراد جو ظاہر پرست نہ ہوں۔
ترجمہ: اے دل عقل معاش کے وسوسے کو چھوڑ اور لفتنگوں کی طرح اپنے وجود سے رشتہ
توڑ لے۔ قلندراں: معنی کی بزم میں بیٹھ، آزاد ہو جا، شراب نوش کر اور خوش رہ۔

ای دِلِ مَطْلَبِ زِ دِیْگَرانِ مَحْرَمِ خَوِشِ (۳۶۶) خوش باش بہ ہر دردِ دل و مرہمِ خویش
تنہا بنشین و خویشِ خورِ غمِ خویشِ ار ہمدمت آرزو کند ہمدمِ خویش
معانی: محرم: رازدار۔ ہمدم: دوست، ساتھی۔

ترجمہ: اے دل غیروں کو اپنا محرم نہ بنا اور اپنے دل کے ہر درد اور مرہم سے خوش رہ۔ تنہا
بیٹھ اور اپنا غم خود ہی کھا اور اگر تجھے دوست کی خواہش ہے تو خود کو دوست بنا لے۔

مَیِ گَرِ جہِ حَرَامِ اسْتِ مَدَامِشِ مِیِ نَوشِ (۳۶۷) با نغمۂ چنگِ صبح و شامش می نوش
جا می ز میِ لعل، گزرت دستِ دہد یک قطرہ رہا مکن تمامش می نوش
معانی: حرام: ناجائز، ناشائستہ۔ مدام: ہمیشہ، دائمی۔ نغمہ: ہریلی آواز، راگ۔ تمام:
کل، سب۔

ترجمہ: شراب اگرچہ حرام ہے اسے ہمیشہ بیتا رہ، نغمہ چنگ کے ساتھ اسے صبح و شام بیتا
رہ، اگر تجھے سرخ شراب کا ایک پیالہ مل جائے تو ایک قطرہ بھی نہ چھوڑ، سب کی سب پی جا۔

سَرِ مَسْتِ زِ مَیِ خانہ گُذرِ کُردمِ دُوشِ (۳۶۸) پیری دیدم ز میِ سبویِ بر دُوشِ
گفتم ز خدا شرمِ ندارِی ای پیرِ گفتم کرم از خدا ست می نوش خموش

ترجمہ: بکل رات مدہوشی کے عالم میں شراب خانے سے گذر اتو ایک بوڑھے کو دیکھا جس کے کندھے پر شراب کی ایک صراحی تھی، میں نے کہا اے بزرگ تجھے خدا سے شرم نہیں آتی (کہ سر پر شراب لیے پھرتا ہے) تو اس نے جواب دیا کہ خدا کی طرف سے مہربانی ہے خاموش ہو کر شراب پی۔

ایّامِ شَبَابِ رَفْت و خَیْلِ وَ حَشْمَشِ (۳۶۹) تلخست مرا عیش ولی می چَشْمَشِ
این قامتِ همجو تیر من گشته کمان زہِ کردہ ام از عصا و خوش می کشمش
معانی: شباب: جوانی۔ خیل: گھوڑا۔ عیش: زندگی۔ چشیدن: چکھنا۔ قامت: قد۔
زہ کردن: تار باندھنا، ڈوری باندھنا، کمان کی مناسبت سے زہ کردن استعمال کیا ہے اس لیے کہ کمان میں تار یاری وغیرہ باندھی جاتی ہے۔ عصا: ہاتھ کی لکڑی جس کے سہارے لوگ راستہ چلتے ہیں۔

ترجمہ: جوانی کے دن، گھوڑے اور اس کی شان و شوکت ختم ہو گئی، میری زندگی تلخ ہے لیکن میں اسے گوارا بنا رہا ہوں، یہ میرا تیر جیسا قد کمان ہو گیا ہے اسے عصا سے سیدھا کیا ہے اور اچھی طرح کھینچ رہا ہوں۔

آن می کہ خَضِرِ خُجَسْتِہ دارد ہاشش (۳۷۰) او آبِ حیات است و مَنَمِ الْیَاسَشِ
من قُوتِ دل و قُوتِ روحش خوانم چون گفت خدا مَنّا فِیغِ لِلنَّاسِش
معانی: خجستہ: مبارک۔ قوت: غذا۔ مَنّا فِیغِ لِلنَّاسِ: لوگوں کے لیے بہت سے فائدے ہیں، قرآن کی اس آیت فِیہ منافع للناس؟ کی طرف اشارہ ہے۔

ترجمہ: وہ شراب جس کا مبارک خضر نے پاس و لحاظ رکھا، وہ آب حیات ہے اور میں اس کا الیاس ہوں، میں اسے دل کی قوت اور روح کی غذا سمجھتا ہوں کیونکہ خدا نے اس کے لئے منافع للناس کہا ہے۔

بگرفت مرا عشق بہ کاری، خوش خوش (۳۷۱) گفتا چون من آمدم، تو پا بیرون کش
الْقَصَّہ چنان سوخت دلم از غم او کاتیش همه ہیزم شد و ہیزم آتش
معانی: ہیزم: ایندھن۔ الْقَصَّہ: مختصر، خلاصہ۔

ترجمہ: عشق نے مجھے ایک کام میں خوشی خوشی لگا دیا پھر کہا کہ جب میں آگیا تو تو باہر نکل جا، مختصر یہ کہ اس کے غم سے میرا دل اس قدر جلا کہ تمام آگ ایندھن اور تمام ایندھن آگ ہو گیا۔
ای جبرخ مرا مہکش بہ بد مستی خویش (۴۷۲) ہشناس بلندی من و ہستی خویش
من خود ز غم خویش و تھی دستی خویش پیوستہ فلول باشم از ہستی خویش
معانی: پیوستہ: ہمیشہ، دائم۔ تھی دستی: ناداری، محتاجی۔ ملول: غمگین، رنجیدہ۔
ترجمہ: اے آسمان تو مجھے اپنی بد مستی کی طرف نہ کھینچ میری بلندی اور اپنی پستی کو پہچان،
میں خود اپنے رنج و الم اور ناداری کی وجہ سے ہمیشہ اپنے وجود سے غمگین رہتا ہوں۔

غم چند خوری ز کارِنا آمدہ پیش (۴۷۳) رنج است نصیبِ مر دم دُور اندیش
خوش باش و جہان ننگ مکن بر دلِ خویش کز خورِ دینِ غم قضا نگر ددکم و بیش
معانی: دور اندیش: نتائج پر نظر رکھنے والا، دور بین۔ قضا: حکم خداوندی، قسمت کا لکھا ہوا۔
ترجمہ: سامنے نہ آنے والے کام کا اتنا غم نہ کھا کیونکہ دور اندیش لوگوں کے حصے میں
صرف غم ہی غم ہے، خوش رہ اور دنیا کو خود پر تنگ نہ کر اس لیے کہ غم کھانے سے قضا و قدر میں کمی اور
زیادتی نہیں ہو سکتی۔

پندی دہمت اگر بہ من داری گوش (۴۷۴) از بہرِ خدا جا مہ تَزویرِ مپوش
غقبی ہمہ روزہ است و دنیا یکدم از بہرِ دمی ملکِ ابد را مفروش
معانی: تزویر: ریا کاری، مکاری۔ غقبی: آخرت۔ ابد: ہمیشہ رہنے والا، دائم۔
ترجمہ: اگر تو میری باتوں پر کان دھرے تو میں تجھے ایک نصیحت کروں، خدا کے واسطے ریا
کاری کا لباس نہ پہن، آخرت ہمیشہ رہنے والی ہے اور دنیا چند روزہ، ان چند دنوں کے لیے دائمی
حکومت کو نہ بیچ۔

یک یک خنوم بین و گنہ دہ دہ بخش (۴۷۵) هر جرم کہ رفت حَسْبَهُ لِلّٰہ بخش
از بادِ هوا آتشِ کین را مفزود ما را بِسِرِ خاکِ رسولِ اللہ بخش
معانی: خنوم: خوبی، اچھائی۔ حَسْبَهُ لِلّٰہ: خدا کے واسطے۔ باد: ہوا۔ ہوا: خواہش
نفسانی۔ کین: کینہ، حسد۔ خاک: مٹی، قبر۔

ترجمہ: میری ایک ایک نیکی کو دیکھ اور دس دس گناہ بخش دے، جو جرم میں نے کیا ہے خدا کے واسطے بخش دے، خواہشات کی ہوا سے کینے کی آگ نہ بھڑکا، رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی قبر کا واسطہ ہمیں بخش دے۔

در کار گہ کوزہ گری رفتم دوش (۳۷۶) دیدم دو ہزار کوزہ، گویا و خموش
ہر یک بہ زبانی حال بامن می گفت کو کوزہ گر و کوزہ خر و کوزہ فروش
معانی: کار گہ: = کار + گاہ، کارخانہ۔ گویا: بولتا ہوا۔ خموش = خاموش۔ کوزہ

گر: کوزہ بنانے والا۔ کوزہ خر: کوزہ خریدنے والا۔ کوزہ فروش: کوزہ بیچنے والا۔
ترجمہ: کل رات ایک کمہار کے کارخانے میں گیا تو وہاں ہزاروں گویا (بولتے) اور خاموش کوزوں کو دیکھا جن میں سے ہر ایک زبان بے زبانی میں مجھ سے کہہ رہا تھا کہ کوزہ بنانے والے، کوزہ خریدنے والے اور بیچنے والے کہاں چلے گئے۔

تا دیگ بقای من بود اندر جوش (۳۷۷) در کاسہ خوشدلی کنم دزدی نوش
ای کوزہ گر اگر از گلم کوزہ کنی آن کوزہ بہ جز بہ می فروشان مفروش
معانی: دیگ: کھانا پکانے کا بڑا برتن۔ کاسہ: پیالہ، ساغر۔ دزد: تلچھٹ۔ گیل: مٹی۔ می فروش: شراب بیچنے والا۔

ترجمہ: جب تک میرے وجود کا دیگ جوش میں رہے گا میں خوشدلی کے پیالے میں تلچھٹ پیوں گا، اے کمہار! اگر میری مٹی سے کوزہ بنانا تو اسے شراب فروشوں کے علاوہ کسی کو نہ بیچنا۔

آن می کہ حیات جاودانیست بنوش (۳۷۸) سرمایہ لذت جوانیست بنوش
سوزندہ جو آتشست لیکن نم او سازندہ چون آب زندگانیست بنوش
معانی: حیات جاودانی: ہمیشہ رہنے والی زندگی، دائمی زندگی۔ سوزندہ: جلا دینے والی۔ نم: رطوبت، قطرہ، تری۔ سازندہ: سازگار، موافق۔

ترجمہ: وہ شراب جو ہمیشہ رہنے والی زندگی اور جوانی کی لذت کا سرمایہ ہے، نوش کر، جو آگ کی طرح جلا دینے والی ہے لیکن اس کی تری آب حیات کی طرح سازگار ہے، اُسے پی۔

هفتاد و دو مِلّت اند در دین کم و بیش (۳۷۹) از مِلّتِ ہا عشق تو دارم درپیش
 چہ کفر، چہ اسلام، چہ طاعت، چہ گناہ مقصود تویی، بہانہ بردار از پیش
 ترجمہ: دین میں کم و بیش بہتر فرقے ہیں ان فرقوں سے تیرا عشق ہی میرے دل میں
 ہے۔ کیا کفر، کیا اسلام، کیا فرمانبرداری اور کیا معصیت سب کا مطلوب تو ہی ہے اس لیے پہلے ہی
 سے کوئی حیلہ پیدا کر دے۔

می در قدح صاف کہ جانِیست لطیف (۳۸۰) در کالبدِ شیشہ روانیست لطیف
 لایق نَبود هیچ گرانِ ہمدَمِ من جز ساغر و بادہ، کان گرانِیست لطیف
 معانی: جانِ لطیف: جس کی روح لطیف ہو، روشن روح۔ کالبد: جسم، تن۔ روان:
 روح۔ کان: کہ + آن، کہ وہ۔ گران: سنگین، بھاری، بد مزاج شخص جس کی ہمنشین رنج و الم کا
 باعث ہو۔

ترجمہ: شفاف پیالے اور شیشے کے برتن میں شراب ایک لطیف جان ہے، کوئی بھی سنگین
 چیز میری ہمنشین نہیں بن سکتی سوائے جام و شراب کے، اس لیے کہ یہ ایسی سنگین چیز ہے جو در
 حقیقت لطیف ہے۔

ہان صبح دمید و دامنِ شب شد چاک (۳۸۱) بر خیز و صبوح کن چرابی غمناک
 می نوش ہلا کہ صبح بسیار دَمَد او روی بہ ما کردہ و ما روی بہ خاک
 معانی: صبوح: صبح کی شراب۔ ہان، ہلا: کلمہ تنبیہ ہیں جن کے معنی 'آگاہ ہو جا، خبردار'
 کے ہیں۔

ترجمہ: خبردار! صبح ہو گئی اور دامنِ شب چاک ہو گیا بیدار ہو جا، صبح کی شراب پی، کیوں
 غمگین ہے، آگاہ ہو جا! اور شراب نوش کر اس لیے کہ صبح توتوں ہوتی رہے گی وہ اپنا رخ ہماری
 طرف کیے ہوئے ہے اور ہمارا رخ زمین کی طرف ہے۔

زویی کہ منزہ است و ز آلائش پاک (۳۸۲) مہمانِ تو آمدہ است در عالمِ خاک
 می دہ تو ز بادۂ صبحی ہمدوش زان پیش کہ گوید اَنعَمَ اللہُ مَساک
 معانی: آلائش: آلودگی، گناہ۔ ہمدوش: رفاقت، ہمدی۔ اَنعَمَ اللہُ مَساک: شام کا

سلام ہو، خدا تیری شام کو اچھی طرح گزارے۔

ترجمہ: وہ صورت جو گناہوں سے پاک اور پاکیزہ ہے دنیا میں تیری مہمان بن کر آئی ہے، تو شراب دے اور صبحی سے اس کی رفاقت کر اس سے پہلے کہ وہ کہے اللہ تیری شام کو سلامت رکھے۔

بس پیروہنِ عمر کہ ہر شب افلاک (۳۸۳) بر دوختہ و کرد گریبانِ چاک
ہر روز بسی زمانہ شاد و غمناک از آب بر آورد و فرو برد بہ خاک
معانی: پیروہن: لباس، کپڑا۔ افلاک: فلک کی جمع، آسمان۔ گریبان: دامن۔ چاک
کردن: پھاڑنا۔ بر آوردن: وجود بخشنا، پیدا کرنا۔ فرو بردن: ڈن کرنا، گاڑ دینا۔

ترجمہ: آسمان بہت سے عمر کے لباس ہر رات سلتا اور پھر اس کے دامن پھاڑ ڈالتا ہے، ہر روز زمانہ بہت سے خوش اور غمگین لوگوں کو پانی سے پیدا کرتا اور مٹی میں دفن کر دیتا ہے۔

گر صلح نیابم ز فلک جنگ اینک (۳۸۴) وز نام نکو نباشد م ننگ اینک
جام می لعل ارغوان رنگ اینک آن کس کہ نمی خوزد سرو سنگ اینک
معانی: صلح: مصالحت، آشتی۔ لعل ارغوان رنگ: سرخ رنگ کی شراب۔
سنگ: پتھر۔

ترجمہ: اگر آسمان سے میری صلح نہیں ہوئی تو جنگ ہی سہی اور اگر میں نیک نام نہ ہوا تو بد نام ہی سہی، اس سرخ شراب کے پیالے کو جو شخص نہیں پیتا تو پھر اس کا سر ہے اور یہ پتھر۔

ای چرخِ فلک نہ نان شناسی نہ نمک (۳۸۵) پیوستہ مرا برہنہ سازی جو سَمَک
از چرخِ زنی دو شخص ہو شیدہ شوند پس چرخِ زنی بہ ز تو ای چرخِ فلک
معانی: نان: روٹی۔ برہنہ ساختن: نگا کرنا۔ چرخِ زنی: چرخا کاتنا۔ چرخا کاتنے والی
عورت، تیسرے مصرعے میں 'چرخِ زنی' سے مراد 'چرخا کاتنا' اور چوتھے مصرعے میں 'چرخِ زنی'
سے مراد 'چرخا کاتنے والی عورت' ہے۔

ترجمہ: اے گردش کرنے والے آسمان! نہ تو روٹی جانتا ہے نہ نمک، مجھے ہمیشہ مچھلیوں کی
طرح نگا کرتا ہے، چرخا کاتنے سے لوگوں کی پردہ پوشی ہوتی ہے اس لیے اے آسمان! چرخا
کاتنے والی تجھ سے بہتر ہے۔

تا کی ز جفاہای تو ای چرخِ فلک (۳۸۶) از بہرِ خدا جَوْر کن آہستہ ترک
من سوختہ ام تمام و ہر لحظہ تو نیز بر سوختہ می افگنی سودہ نمک
معانی: سوختہ: جلا ہوا، زخم۔ سودہ: پسا ہوا۔

ترجمہ: بے گردشِ دوراں! کب تک تیرے ظلم و ستم برداشت کریں خدا کے لیے آہستگی کے
ساتھ ظلم کو رو رکھ، میں پورا جل گیا ہوں اور ہر لمحہ تو میرے زخموں پر پسا ہوا نمک بھی چٹکر رہا ہے۔
از آتشِ آخرت نمی داری پاک (۳۸۷) وز آبِ ندامت نشدی ہر گز پاک
جون بادِ اجل چراغِ غمورت بکشد ترسم کہ ترا ز ننگِ نپذِ برد خاک
ترجمہ: تو جہنم کی آگ سے خوف نہیں کھاتا اور آبِ ندامت سے کبھی پاک نہیں ہوا، جب
موت کی آندھی تیری عمر کے چراغ کو بجھا دے تو مجھے خوف ہے کہ ننگِ وعار کی وجہ سے تجھے زمین
(بھی) قبول نہ کرے۔

گر نکل نبود نصیبِ ما خارِ اینک (۳۸۸) ورنہ نور نمی رسد بہ ما نارِ اینک
ور خرقہ و خانقاہ و شیخی نبود نافوسِ گلیسا و زَنارِ اینک
معانی: نور: روشنی۔ نار: آگ۔ خرقہ: گدڑی، پیوند لگے کپڑے۔ خانقاہ: صومعہ،
جہاں مشائخ اور درویش جمع ہوتے ہوں۔ شیخی: پارسائی، زہد۔

ترجمہ: اگر ہماری قسمت میں پھول نہ ہوں تو کانٹے ہی سہی اور اگر ہم تک نور (روشنی)
نہیں پہنچتا تو نار (آگ) ہی سہی، اگر ہمارے پاس گدڑی، خانقاہ اور پارسائی نہیں ہے تو گلیسا کی
گھنٹی اور جلیو ہی کافی ہے۔

خیام زمانہ از کسی دازد ننگ (۳۸۹) کو در غمِ ایام نشیند دل تنگ
می خور تو در آبگینہ با نالہٗ چنگ زان پیش کہ آبگینہ آید بر سنگ
معانی: دل تنگ: پریشان، غمگین، رنجیدہ۔ آبگینہ: بر سنگ آمدن: شیشہ کا پتھر پر
گرنا، (کنایتاً) مر جانا۔

ترجمہ: اے خیام! زمانہ اس شخص سے ننگ و عار کھاتا ہے جو زمانے کے غموں سے
پریشان ہو جائے، تو شیشے میں چنگ کی آواز کے ساتھ شراب پی اس سے پہلے کہ تیری زندگی کا

شیشہ پتھر پر گر پڑے یعنی موت واقع ہو جائے۔

چند از غم و غصۂ جہان قَالَا قَالَ (۳۹۰) برخیز و بہ شادی گذران حالا حال
از سبزہ چو شد روی زمین مِلَامِل در کش می لعل از قدح مالا مال
معانی: قالا قال: بحث و مباحثہ، فضول باتیں۔ مِلَامِل: میلوں، تاحدنگاہ۔ مالا مال:
لبریز، بھرا ہوا۔

ترجمہ: تو دنیا کے رنج و الم سے اتنا کیوں پریشان ہوتا ہے اٹھ اور موجودہ وقت کو خوشی سے
گذار، جب تاحدنگاہ دنیا سبزے سے بھر گئی یعنی سرسبز ہو گئی تو لبریز ساغر سے سرخ شراب پی۔
بگذار دِلَا و سوسۂ فکر محال (۳۹۱) در کش قدح بادہ و بگذر ز ملال
آزاد شو و مَجَزَد و بادہ پرست تا مرد شوی رسی بسر حد کمال
معانی: دِلَا: اے دل۔ و سوسۂ: بُرے خیالات۔ محال: ناممکن۔ ملال: رنج و غم۔
مَجَزَد: تنہا، اکیلا، جس کی شادی نہ ہوئی ہو۔ سرحد: آخری منزل، آخری حد۔
ترجمہ: اے دل فکر محال کا دوسوہ چھوڑ دے جام شراب پی اور رنج و غم کو بھول جا۔ آزاد،
اکیلا اور شرابی بن جا، تاکہ مرد ہو جائے اور کمال کی حد تک پہنچ جائے۔

این صورت گون جملہ نقش است و خیال (۳۹۲) عارف نَبُود ہر کہ نداند این حال
بنشین، قدح بادہ بنوش و خوش باش فارغ شو از این نقش و خیالات محال
معانی: صورت: شکل، چہرہ۔ گون: وجود، ہستی۔ عارف: پہچاننے والا، خدا رسیدہ۔
ترجمہ: اس وجود کی صورت صرف نقش و خیال ہے جو بھی یہ حال نہ سمجھے عارف نہیں ہو
سکتا۔ بیٹھ، جام شراب نوش کر اور خوش رہ، اس نقش اور محال خیالوں سے باہر نکل جا۔

چون باد بہ زلف او رسیدن مشکل (۳۹۳) و ز اسب غمش عنان کشیدن مشکل
گفتند بہ دیدہ روی او نتوان دید گردیدہ ماست، دیدہ دیدن مشکل
معانی: زلف: لٹ۔ عنان: لگام۔

ترجمہ: ہوا کی طرح اس کی زلف تک پہنچنا مشکل ہے اور اس کے غم کے گھوڑے کی لگام
کھینچنا مشکل ہے۔ کہتے ہیں آنکھ سے اس کا چہرہ نہیں دیکھا جاسکتا اگر (وہ) ہماری آنکھ ہے تو آنکھ

کو دیکھنا مشکل ہے یعنی انسان اپنی آنکھ کو خود اپنی ہی آنکھ کے ذریعہ نہیں دیکھ سکتا۔

می خور کہ نہ علم دست گیرد نہ عمل (۴۹۴) لَا کَرَمَ وَ رَحْمَتِ حَقِّ عَزَّ وَجَلَّ
آن طایفہ ای کہ از خُری می نَخُورند از جمله اَنعَامِ شمار ای اَحْوَل
معانی: عَزَّ وَجَلَّ: با عزت اور بزرگ، خداوند عالم کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔
طایفہ: گروہ، جماعت۔ خُری: بے وقوفی، کم عقلی۔ اَنعَام: بُعم کی جمع، مویشی، اونٹ۔ احوال: بھینگا، کج بین۔

ترجمہ: شراب نوش کر اس لیے کہ نہ علم رو کے گانہ عمل، سوائے پروردگار کی رحمت اور کرم کے کوئی اور چیز مانع نہیں ہے، جو لوگ اپنی بے وقوفی کی وجہ سے شراب نہیں پیتے اے بھینگے! انھیں جانوروں میں شمار کر۔

با سز و قدی تازہ تر از خرمن گل (۴۹۵) از دست مَدہ جام می و دامن گل
زان پیش کہ ناگہ شود از گرگِ اَجَلِ پیراھنِ عمر تو چو پیراھنِ گل
ترجمہ: پھول کے کھلیاں کے تازہ تر خوبصورت معشوق کے ساتھ رہو تو پھول کے دامن
اور شراب کے پیالے کو ہاتھ سے نہ جانے دو، اس سے پہلے کہ ناگہ موت کے بھیڑیے کے ہاتھوں
تیری عمر کا لباس پھول کے لباس کی طرح چاک ہو جائے۔

تاکی ز اھدِ حَدِیثِ رانی ز ازل (۴۹۶) بگذشت ز اندازہٴ این علم و عمل
می خور کہ شراب ناب را نیست بدل ہر مشکل را شراب گرداند حل
ترجمہ: اے زاہد کب تک ازل کے سلسلے میں گفتگو کرتا رہے گا اس علم و عمل کے محیط سے
باہر آشراب پی کیونکہ خالص شراب کا کوئی بدل نہیں ہے، شراب ہر مشکل آسان کر دیتی ہے۔

می بر کف من نہ و بر آور غلغل (۴۹۷) با نعرۃٴ عندلیب و صوتِ بلبل
بی نغمہ اگر روا بندی می خور دن می در سرِ شیشہ ها نکر دی قلقل
معانی: غلغل: صراچی سے شراب نکالتے وقت جو آواز پیدا ہو، یہاں پر اس سے مراد نغمہ
سرائی ہے۔ عندلیب: بلبل۔ صوت: آواز۔ روا بودن: جائز ہونا۔ قلقل: مستی کے عالم میں
بلبلوں کے شور کی آواز۔ پانی اور شراب کے ابلتے وقت جو آواز پیدا ہوتی ہے۔

ترجمہ: اے ساتی! میرے ہاتھ میں شراب دے اور بلبل کی آواز اور عندلیب کے شور و غل کے ساتھ تو بھی نغمہ سرائی کر، اگر بغیر نغمہ کے شراب پینا جائز ہوتا تو شراب صراحیوں کے اندر کیوں قفل کا نغمہ گاتی۔

از جرمِ حسیضِ خاک تا اوجِ زحل (۳۹۸) کردم همه مشکلاتِ عالم را حل
بیرون جستم ز بندِ هر مکر و حیل هر بند کشاده شد، مگر بندِ اجل
معانی: جرم: کسی چیز کی مادی شکل، جسم، ہر ایک آسمانی کُرے۔ حسیض: پستی۔
اوج: بلندی۔ زحل: کیوان سیارہ جو مشتری کے بعد سب سے بڑا سیارہ ہے۔ حیل: حیلہ کی جمع، بہانے، مکر و فریب۔ اجل: موت۔

ترجمہ: جسم زمین کی پستی سے زحل کی بلندی تک میں نے دنیا کی تمام مشکلیں حل کر لیں اور ہر مکر و حیلہ کی قید سے رہائی حاصل کر لی، تمام گرہیں کھل گئیں لیکن موت کا عقدہ (جو کبھی نہیں کھل سکا)۔

اسرارِ حقیقت نشود حل به سوال (۳۹۹) نئی نیز به در باختنِ نعمت و مال
تا جان ننگی خونِ نخوری پَنجہ سال از قال ترا رہ نمایند به حال
معانی: جان کنندن: جانگنی کی حالت میں ہونا، سخت مصیبت میں مبتلا ہونا۔ پنجه: = پنجاہ، پچاس۔ قال: صفائی، پاکیزگی، تحقیق۔ حال: وجد کی کیفیت، بے خودی۔

ترجمہ: حقیقت کے راز سوال سے حل نہیں ہو سکتے اور نہ ہی نعمت و مال کے لٹا دینے سے (حل ہو سکتے ہیں)، جب تک تو سخت مصیبت میں مبتلا نہ ہو اور پچاس سال تک خون جگر نہ پیئے تجھے قال سے حال کی رہنمائی نہیں کریں گے۔

ای دل مشنو نصیحتِ اہلِ حیل (۵۰۰) کز بادۂ نابِ عقل و دینِ راست خلل
گر راحتِ جان و قوتِ روحِ باید می نوش به بوستانِ با گلبنگِ غزل
معانی: حیل: حیلہ کی جمع، ٹال مٹول۔ خلل: کمی، کاستی، رخنہ۔ بوستان: باغ۔ گلبنگ: اچھی آواز، موسیقی کا ایک لُحْن۔

ترجمہ: اے دل! حیلہ گروں کی نصیحت مت سن کہ خالص شراب سے عقل و دین میں رخنہ پڑ جاتا ہے۔ اگر تو جان کی راحت اور روح کی غذا چاہتا ہے تو باغ میں غزل کے نغمے کے ساتھ شراب پی۔

در سر مگدار ہیچ سودایِ محال (۵۰۱) می خور همه سال ز ساغرِ مالا مال
با دخترِ رز نشین و عیشی می کن دختر به حلال به کہ مادر به حلال
معانی: سودا: عشق، جنون، خواہش۔ مالا مال: لبریز، بھرا ہوا۔ دخترِ رز: انگور کی بیٹی
مراد شراب۔

ترجمہ: اپنے ذہن میں کسی محال چیز کی خواہش نہ آنے دے اور لبریز ساغر سے پورے سال شراب پیتا رہ، انگور کی بیٹی (شراب) کی صحبت اختیار کر اور عیش کر کیونکہ حلال لڑکی بہتر ہے یا حلال ماں۔

کس خلد و جحیم را ندید است ای دل (۵۰۲) کو کس کہ ازان جہان رسید است ای دل
امید و ہراس ما به چیز بست کران جز نام و نشانی نپدید است ای دل
معانی: خلد: جنت۔ جحیم: جہنم، دوزخ۔ ہراس: خوف، ڈر۔
ترجمہ: اے دل کسی نے جنت و جہنم نہیں دیکھی اور وہ کون ہے جو اُس دنیا سے واپس آیا ہو۔ اے دل! ہماری امید اور خوف ہر اُس چیز سے ہے جس کا ہم نے صرف نام ہی سنا ہے۔
تا کی ز جفایِ ہر کسی تنگ کشیم (۵۰۳) وز ناکسِ روزگار نیز ننگ کشیم
خوش باش کہ ایامِ تراویح گذشت عیدست بیا تا می نکلرنگ کشیم
معانی: ایام: یوم کی جمع، دن۔ تراویح: راحت دینا، وہ بیس رکعت نماز جو ماہ رمضان میں مسلمانوں کی ایک جماعت نماز عشا کے بعد اور وتر سے پہلے پڑھتی ہے۔

ترجمہ: کب تک ہر شخص کے ظلم و ستم سے پریشان رہیں اور زمانے کے نا اہل سے بھی عار کھائیں، تو خوش رہ کیونکہ تراویح کے دن گزر گئے اور عید آگئی ہے، اب آ جاتا کہ سرخ شراب پیئیں۔

ایزد چو نخواست آنچه من خواسته ام (۵۰۴) کی گردد راست آنچه من خواسته ام
گر جملہ صوابست آنچه او خواسته است پس جملہ خطاست آنچه من خواسته ام
ترجمہ: جو میں نے چاہا جب وہ خدا نے نہیں چاہا تو جو میں نے چاہا کیسے درست ہو سکتا
ہے، اگر تمام چیزیں جو اس نے چاہیں، صحیح ہیں تو جو کچھ میں چاہا وہ سراسر خطا ہے۔

از خالقِ کردگار و ز ربِّ رحیم (۵۰۵) نو مید مشو بہ جرم و عصیانِ عظیم
گر مست و خراب بودہ باشی امروز فردا بخشد بر استخون هایِ رمیم
معانی: خالق: پیدا کرنے والا۔ کردگار: پروردگار، پالنے والا۔ عصیانِ عظیم: گناہ
کبیرہ۔ رمیم: بوسیدہ، پرانی۔

ترجمہ: پیدا کرنے والے، رحیم رب سے جرم اور گناہ کبیرہ کی وجہ سے ناامید مت ہو، اگر
آج تو بدست و مجبور رہا ہے تو کل (قیامت کے دن) وہ بوسیدہ ہڈیوں پر رحم کرے گا۔
گر من گنہ روی زمین کو دستم (۵۰۶) عفو تو امید است کہ گبود دستم
گفتی کہ بروز عجز دست گیرم عاجز تر ازین مخواہ کہ اکنون هستم
معانی: گنہ: = گناہ۔ عفو: درگزر، بخشش۔ عجز: عاجزی، ناتوانی، درماندگی۔ عاجز:
ناتواں، مجبور۔

ترجمہ: اگر میں نے دنیا میں گناہ کیے ہیں پھر بھی تیری بخشش کی امید ہے جو میری مدد
کرے گی۔ تو نے کہا کہ عاجزی کے دن میں تیری دستگیری کروں گا تو اس سے زیادہ عاجز مت
تلاش کر کہ جتنا آج ہوں۔

من گر ورقِ عمر بہ غم در شکم (۵۰۷) این خندہ می در دلِ ساغر شکم
بر خیز و پیالہ را زمی پر گردان باشد کہ غمِ جہان بہم در شکم
معانی: در شکستن: توڑ ڈالنا، ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالنا، ختم کر دینا، نجات حاصل کر لینا۔
ترجمہ: اگر میں غم کی وجہ سے زندگی کے ورق کو ٹکڑے ٹکڑے کر دوں تو پیالے کے اندر
اس شراب کی مسکراہٹ کو (بھی) توڑ ڈالوں گا۔ بیدار ہو جا اور پیالہ شراب سے بھر دے شاید کہ

اس کی وجہ سے دنیا کے غموں سے نجات حاصل کر لوں۔

در راه تو تا اسب طلب تاخته ایم (۵۰۸) با عیش و طرب دمی نپرداخته ایم
قصہ چہ کنم کہ باب نشناخته ایم در منزل دزد آشیان ساخته ایم
ترجمہ: جب سے تیری راہ میں ہم نے طلب کے گھوڑے دوڑائے ایک لمحہ بھی ہم نے
خوشی سے نہیں گذرا ہے۔ کہانی کی سنا میں کہ ہم نے حقیقت ہی نہیں سمجھی اور چور کے ٹھکانے میں
گھر بنا لیا ہے۔

یا رب تو گلم سرشته ای، من چہ کنم (۵۰۹) پشم و قصبم تو رشتہ ای، من چہ کنم
هر نیک و بدی کہ از من آمد به وجود تو بر سر من نوشته ای، من چہ کنم
معانی: پشم و قصب: اون اور ریشم، اس سے مراد گوشت پوست ہے۔ رشتن:
گوندھنا، بنانا۔

ترجمہ: خدا یا! تو نے ہی میری مٹی کا خمیر گوندھا ہے میں کیا کروں، میرے گوشت پوست
تو نے ہی بنائے ہیں میں کیا کروں، ہر نیکی اور بدی جو میں نے انجام دیا تو نے میری قسمت میں
لکھا ہے میں کیا کروں۔

با نفس همیشه در نبرد، چہ کنم (۵۱۰) وز کردہ خویشتن به دردم چہ کنم
گیرم کہ زمن در گذرانی به کرم زین شرم کہ دیدی کہ چہ کردم چہ کنم
ترجمہ: میں خواہشات سے ہمیشہ جنگ کرتا ہوں کیا کروں اور اپنی کرتوت پر شرمندہ
ہوں کیا کروں؟ میں نے فرض کیا کہ تو مجھے اپنے لطف سے بخش دے گا لیکن اس شرم کو کہ جو کچھ
میں نے انجام دیا تو نے دیکھا، کیا کروں؟۔

جانان من و تو نمونه پرکاریم (۵۱۱) سر گرجہ دو کردہ ایم یک تن داریم
بر نقطہ روانیم کنون دایره وار تا آخر کار سر بہم باز آریم
معانی: پرکار: دایرہ کھینچنے کا آلہ۔ دایرہ وار: دائرے کی طرح۔

ترجمہ: اے معشوق ہم پرکار کی طرح ہیں اگرچہ ہمارے سرو ہیں لیکن جسم ایک ہے۔ ابھی ہم
ایک نقطے پر دائرے کی طرح گھوم رہے ہیں لیکن آخر میں (پرکار کے دونوں پڑو کی طرح) ایک

دوسرے سے مل جائیں گے۔

این چرخِ فلک کہ ما درو حیرانیم (۵۱۲) فانوسِ خیال ازو مثالی دانیم
خورشید چراغدان و عالم فانوس ما چون ضوِ ریم کاندرو حیرانیم
معانی: فانوس خیال: ایک قسم کا کاغذی چکر نما شمع دان جو گھمانے یا ہوا کے زور سے
چلتا یا گھومتا ہے۔ ضور: صورت کی جمع، صورتیں۔

ترجمہ: یہ دور فلک جس میں ہم حیران ہیں اسے ہم فانوس خیال جیسا سمجھیں۔ سورج
چراغ دان اور دنیا فانوس ہے اور ہم تصویروں کے مثل اس کے اندر سرگرداں ہیں۔

شد دعوائِ دوستی دراین دھر حرام (۵۱۳) الفت ز کہ؟ مردمی کجا؟ دوست کدام؟
دامن ز همه کشیدن اولی باشد از دور بہ ہر یکی سلام است و کلام
ترجمہ: اس زمانے میں دوستی کا دعویٰ حرام ہے محبت کس سے، انسانیت کہاں اور
دوست کون؟ ان سب سے دامن بچانا بہتر ہے اور ہر ایک کے ساتھ دور ہی سے صاحب
سلامت اچھی ہے۔

گو یند مرا کہ می پرستم، هستم (۵۱۴) گو یند مرا عارف و مستم، هستم
در ظاہر من نگاہ بسیار مکن کاندرا باطن چنان کہ هستم، هستم
معانی: عارف: خدا شناس، صاحب معرفت۔ ظاہر: سامنے، آشکار۔ باطن: پوشیدہ،
ضمیر، دل۔

ترجمہ: مجھے لوگ شرابی کہتے ہیں سو وہ میں ہوں، مجھے لوگ عارف اور مست کہتے ہیں سو
وہ میں ہوں۔ میرے ظاہر کو زیادہ نہ دیکھو کیونکہ جیسا میں باطن میں ہوں ویسا ہی ظاہر میں ہوں۔
بر خود در کام و آرزو بر بستم (۵۱۵) وز منت ہر ناکس و کس وارستم
گر صوفی مسجد و گر راہب دیر من دانم و او، چنانکہ هستم، هستم
معانی: کام: مقصد، آرزو۔ بر بستن: بند کر دینا۔ منت: احسان۔ وارستن: چھوٹ
جانا، رہائی پانا، آزاد ہونا۔ راہب: عیسائیوں کا رہنما۔

ترجمہ: اپنے اوپر میں نے امید و آرزو کے دروازے بند کر لیے اور ہر کس و ناکس کے

احسان سے رہائی پالی، اگر میں مسجد کا صوفی ہوں یا بت خانہ کا راہب، وہ میں جانتا ہوں اور وہ (خدا) جانتا ہے سو جیسا ہوں، ہوں۔

تا ظنِ نبوی کہ من بہ خود مو جو دم (۵۱۶) یا این رہ خونخوار بہ خود پیمو دم
چون بود حقیقت مرا از وی بود من خود کہ بدم کجا بدم، گئی بو دم
معانی: بدم: = بودم، تھا۔

ترجمہ: تو گمان نہ کر کہ میں خود بخود پیدا ہو گیا ہوں یا اس خونخوار راستے کو خود سے طے کیا ہے، میری حقیقت جو بھی تھی وہ اس (خدا) کی وجہ سے تھی ورنہ میں خود کون تھا کہاں تھا اور کب تھا۔

بی بادہ نبودہ ام دمی تا هستم (۵۱۷) امشب شب قدر است و من امشب مستم
لب بر لب جام و سینہ بر سینہ خم تا روز بہ گردن صراحی دستم
ترجمہ: جب سے میں ہوں ایک لمحے کے لیے بھی بغیر شراب کے نہیں رہا آج کی رات
شب قدر ہے اور میں اس رات مست ہوں، ہونٹ ساغر سے اور سینہ صراحی سے ملا ہوا ہے، صبح
تک صراحی کی گردن (دستہ) میں میرا ہاتھ رہے گا۔

گفتم کہ دگر بادۂ گلگون نخورم (۵۱۸) می خون رز است و من دگر خون نخورم
پیر خردم گفت بہ خرم گویی؟ گفتم کہ مزاح می کنم چون نخورم
معانی: گلگون: گلاب کی طرح سرخ۔ پیر خرد: عقل، فرد کامل، عقل مند۔ خرم: عزت، آبرو۔ مزاح: مذاق، ہنسی، تفریح۔

ترجمہ: میں نے کہا کہ اب سرخ شراب نہیں پیوؤں گا، شراب انگور کا خون ہے اور میں
اب خون نہیں پیوؤں گا۔ میری عقل نے پوچھا کہ سچ کہتا ہے؟ تو میں نے جواب دیا کہ مذاق کر رہا
ہوں کیوں نہیں پیوؤں گا۔

مقصود ز جملہ آفرینش ماییم (۵۱۹) در چشم خرد جوہرِ بینش ماییم
این دایرۂ جہان چو انگشتی است بی هیچ شکی نقشِ نگینش ماییم
معانی: آفرینش: تخلیق، پیدائش۔ بینش: بصیرت، روشنی۔

ترجمہ: تمام مخلوقات کا مقصود ہم (انسان) ہی ہیں، عقل کی آنکھ میں جو ہر بصیرت، ہم ہی

ہیں، یہ دنیا کا دائرہ انگوٹھی کی طرح ہے بے شک اس کے نگینے کا نقش ہم ہی ہیں۔

شبِ ہا گذرد کہ دیدہ بر ہمِ نزنیم (۵۲۰) تا پایِ نشاطِ بر سرِ غمِ نزنیم
برخیز کہ دمِ زنیم پیش از دمِ صبح کین صبحِ بسی دمد کہ ما دمِ نزنیم
معانی: بر ہمِ زدن: اوپر نیچے کرنا، ملانا۔ کین: = کہ + این۔ دمِ زدن: سانس لینا۔
ترجمہ: راتیں گزر رہی ہیں لیکن ہم نے پلک نہیں جھپکائی تاکہ خوشی کا پیر غم پر نہ رکھ دیں،
بیدار ہو جا تاکہ صبح ہونے سے قبل سانس لے لیں کیونکہ صبح تو مدتوں ہوتی رہے گی اور ہم زندہ
نہیں ہوں گے۔

در عشقِ تو صد گونہ ملامتِ بکشم (۵۲۱) و بر بشکنم این عہدِ غرامتِ بکشم
گر عمر وفا کند جفا ہایِ ترا باری کم از آنکہ تا قیامتِ بکشم
معانی: ملامت: برا بھلا، سرزنش۔ عہد: وعدہ، بیان۔ غرامت: تلافی، تاوان۔
ترجمہ: تیرے عشق میں سیکڑوں قسم کی ملامت برداشت کروں گا اور اگر اس عہد کو توڑ دوں
تو اس کی تلافی کروں گا، اگر میری عمر وفا کرے تو تیری جفاؤں کو کم سے کم قیامت تک برداشت
کروں گا۔

ہر گز بہ طربِ شربتِ آبیِ نخورم (۵۲۲) تا از کفِ آندوہِ شرابیِ نخورم
نانیِ نزنم بر نمکِ هیچ کسی تا از جگرِ خویشِ کبابیِ نخورم
ترجمہ: کبھی خوش ہو کر میں نے نیلگوں شراب نہیں پی یہاں تک کہ مجھے غم کی شراب نہ پینی
پڑی ہو اور کسی شخص کے نمک سے روٹی نہیں کھائی یہاں تک کہ اپنے جگر کا کباب کھانا نہ پڑا ہو۔
امروز کہ نیست از شرابِ تاکم (۵۲۳) زہری بود ار دہر دہدِ تریاکم
زہر است غمِ جہان و تریاکش می تریاکِ خورم ز زہرو نبود باکم
معانی: تاک: انگور کا درخت۔ تریاک: زہر کی دوا، زہر کی ضد، زہر مہرہ، تریاق۔

ترجمہ: آج جب کہ میرے پاس انگور کی شراب نہیں ہے تو اس وقت اگر زمانہ مجھے تریاق
بھی دے تو میرے لیے زہر کا کام کرے گا، غم دنیا زہر اور اس کا علاج شراب ہے، تو میں زہر کی
وجہ سے شراب پیوں گا اور مجھے کوئی خوف نہیں ہوگا۔

فَرَزین صِفْتا کہ مسّتِ غمّہاتِ شدم (۵۲۳) وز اسبِ پیادہ از جفّاہاتِ شدم
از بازیِ فیل و شاہ چون درماندم زخِ بر زخِ تو نہادہ ام، ماتِ شدم
معانی: فرزین: دانا، عاقل، شطرنج کے کھیل میں وزیر کا مہرہ۔ مات: شدن: ہار جانا۔
ترجمہ: اے عقل مند معشوق! میں تیرے غموں سے مدہوش ہو گیا ہوں اور تیرے ظلم و ستم
کی وجہ سے گھوڑے سے پیادہ ہو گیا ہوں۔ جب ہاتھی اور بادشاہ کی بازی سے پیچھے رہ گیا
تو تیرے رخسار پر رخسار رکھ دیا اور ہار قبول کر لی۔

میلَم بہ شرابِ ناب باشد دایم (۵۲۵) گوشم بہ نی و زباب باشد دایم
گر خاک مرا کوزہ گران کوزہ کنند آن کوزہ پر از شراب باشد دایم
معانی: میل: خواہش، آرزو۔ نی: بانسری۔ زباب: ایک قسم کی سارنگی۔ کوزہ گر: کہار۔
ترجمہ: مجھے ہر وقت خالص شراب کی خواہش رہتی ہے اور میرا کان ہمیشہ نے ور باب کی
طرف لگا رہتا ہے، اگر میری مٹی کو کہار کوزہ بنائیں تو وہ کوزہ ہمیشہ شراب سے بھرا رہے گا۔

ای چرخ! ز گردشِ تو خُرد سَند نیم (۵۲۶) آزادم کن کہ لایقِ بند نیم
گر میلِ تو بابی خرد و نا اہل است من نیز چنان اہل و خرد مند نیم
ترجمہ: اے آسمان! میں تیری گردش سے خوش نہیں ہوں مجھے آزاد کر دے کیوں کہ میں
قید و بند کے قابل نہیں ہوں۔ اگر تو بے وقوف اور نا اہل لوگوں کی طرف مائل ہے تو میں بھی انھیں
کی طرح کونسا اہل اور عقلمند ہوں۔

سَر حلقۂ رندانِ خراباتِ منم (۵۲۷) افتادہ بہ معصیتِ ز طاعاتِ منم
آنکس کہ شبِ دراز از بادۂ ناب و از خونِ جگر کند مناجاتِ منم
معانی: معصیت: نافرمانی، سرپیچی۔ طاعات: طاعت کی جمع، فرمانبرداری۔ مناجات:
خدا کی بارگاہ میں راز و نیاز کرنا، دعا، التجا۔

ترجمہ: میں شراب خانے کے رندوں کا سردار ہوں جو اطاعت کو چھوڑ کر گناہوں میں
گرفتار ہو گیا ہوں۔ وہ شخص جو پوری رات خالص شراب اور خونِ جگر سے مناجات کرتا ہے،
میں ہی ہوں۔

من بی می ناب زیستن نتوانم (۵۲۸) بی بادہ کشیدہ بار تن نتوانم
من بندۂ آن دم کہ ساقی گوید یک جام دگر بگیر و من نتوانم
ترجمہ: میں خالص شراب کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتا اور بغیر شراب پیئے جسم کا بوجھ
برداشت نہیں کر سکتا، میں اس لمحے پر قربان! جب ساقی کہے کہ ایک جام اور لے اور میں (مدہوشی
کی وجہ سے) نہ لے سکوں۔

دنیا چو فناست من بہ جز فن نکنم (۵۲۹) جز یاد نشاط و می روشن نکنم
گویند خدا ترا ز می تو بہ دھاد او خود ندھد و گر دھد من نکم
ترجمہ: جب دنیا فانی ہے تو میں بھی سوائے حیلہ گری کے کچھ نہیں کروں گا اور صرف خوشی
اور صاف شراب کو یاد کروں گا۔ لوگ کہتے ہیں کہ خدا تجھے شراب سے توبہ کی توفیق دے اور تو وہ
توبہ کی توفیق نہیں دیتا اور اگر دے بھی دے تو میں نہیں کروں گا۔

من ظاہر نیستی و ہستی دانم (۵۳۰) من باطن ہر فراز و پستی دانم
با این ہمہ از دانش خود بیزارم گر مر تبۂ و رای مستی دانم
ترجمہ: میں وجود و عدم کے ظاہر کو جانتا ہوں اور ہر بلندی و پستی کے باطن سے واقف
ہوں، ان سب کے باوجود میں اپنی عقل سے بیزار ہو جاؤں گا اگر مستی کے بعد کے درجے سے
واقف ہو جاؤں۔

دیگر غم این گردش گردون نخوریم (۵۳۱) جز بادۂ صاف و می گلگون نخوریم
می خون جہانست و جہان خونی ما ما خون دل خونی خود چون نخوریم
معانی: گلگون: سرخ رنگ۔ خونی: خون کرنے والا، دشمن۔
ترجمہ: پھر اس زمانے کے ظلم و ستم کا غم نہیں کھائیں گے، صاف اور سرخ شراب کے سوا
کچھ نہیں پیئیں گے۔ شراب دنیا کا خون ہے اور دنیا ہماری دشمن ہے، ہم اپنے دشمن کے دل کا خون
کیوں نہیں پیئیں گے۔

ما کز می بی خودی طربناک شدیم (۵۳۲) واز پایۂ دون بر سر افلاک شدیم
آخر ہمہ ز آلائش تن پاک شدیم از خاک بر آمدیم و با خاک شدیم

معانی: افلاک: جمع فلک بمعنی آسمان۔ آلایش: آلودگی، ناپاکی، گندگی۔
ترجمہ: ہم بے خودی کی شراب سے مست ہو گئے اور زمین کی پستی سے آسمانوں (کی
بلندی) پر پہنچ گئے۔ آخر سب کے سب جسم کی آلودگی سے پاک ہو گئے، مٹی سے پیدا ہوئے تھے
اور مٹی میں مل گئے۔

ای مفتی شہر از ثو پر کار تریم (۵۳۳) با این همه مستی از تو هشیار تریم
تو خونِ کسان خوری و ما خونِ رزان انصاف بدہ کہ کدام خونخوار تریم
معانی: ہر کار: زیادہ کام کرنے والا، فعال۔ رزان: جمع رز بمعنی انگور۔ خونخوار:
خون پینے والا، سفاک، بے رحم۔

ترجمہ: اے مفتی شہر! ہم تجھ سے زیادہ کام کرنے والے ہیں اس مستی کے باوجود تجھ سے
زیادہ ہوشیار ہیں۔ تو لوگوں کا خون پیتا ہے اور ہم انگور کا، تو ہی انصاف سے بتا کہ ہم میں کون زیادہ
دہ خو خوار ہے۔

یکدست بہ مصحفیم و یکدست بہ جام (۵۳۴) گہ مردِ حلالیم و گہی مردِ حرام
ماییم در این گنبدِ فیروزہ خام نی کافرِ مطلق، نہ مسلمانِ تمام
معانی: مصحف: قرآن۔ گنبد فیروزہ: آسمان سے کنایہ ہے۔ خام: پست،
فرومایہ۔ مطلق: آزاد، مقید کی ضد۔

ترجمہ: ہمارے ایک ہاتھ میں قرآن ہے اور ایک ہاتھ میں شراب کا پیالہ، ہم کبھی حلال کی
پابندی کرتے ہیں تو کبھی حرام کی، ہم اس پست نیلگوں گنبد کے نیچے نہ پورے کافر ہیں اور نہ
پورے مسلمان۔

من باده خورم و لیک مستی نکنم (۵۳۵) إلا بہ قدح، دراز دستی نکنم
دانی غرضم ز می پرستی چہ بود تا همجو تو خویشتن پرستی نکنم
معانی: لیک: لیکن۔ قدح: بڑا پیالہ۔ دراز دستی: زبردستی۔ خویشتن پرستی:
خود پرستی، تکبر۔

ترجمہ: میں شراب پیوں گا لیکن مستی نہیں کروں گا، سوائے جام شراب کے دراز دستی نہیں

کروں گا۔ کیا تجھے معلوم ہے کہ شراب نوشی سے میری غرض کیا تھی، تاکہ تمہاری طرح خود پرستی نہ کروں۔
در جستنی جامِ جَم، جہان پیمو دیم (۵۳۶) روزی ننشتیم و شبی نغمو دیم
ز استاد جو وصفِ جامِ جَم بشنودیم خود جامِ جہانِ نمایِ جَم می بو دیم
معانی: جامِ جَم: جشید کا جام۔ جہانِ نمای: دنیا دکھانے والا۔

ترجمہ: جامِ جشید کی تلاش میں ہم نے پوری دنیا کی خاک چھان ڈالی، ایک دن بھی چین
سے نہ بیٹھے اور ایک رات بھی پلک نہ جھپکائی، لیکن جب ہم نے استاد سے جشید کے جام کی توصیف
سنی تو ہم نے جان لیا کہ جشید کا جام جہاں نما ہم ہی ہیں۔

افسوس کہ بی فائدہ فرسودہ شدیم (۵۳۷) واز طاسِ سپہرِ سرنگونِ سودہ شدیم
درد! وندامت! کہ تا چشمِ زدیم نابودہ بہ کامِ خویش نابودہ شدیم
معانی: فرسودہ: پرانا۔ سپہر: آسمان۔ سودہ: پسا ہوا۔

ترجمہ: افسوس کہ بے فائدہ ہم ذلیل و رسوا ہوئے اور آسمان کے سرنگونِ قبے سے ہم پس
گئے، افسوس اور ندامت کی بات یہ ہے کہ ہم چشمِ زدن میں اپنی مراد حاصل کیے بغیر (دنیا سے)
رنخت ہو گئے۔

ما خرقۃ زہد در سرِ خُمِ کردیم (۵۳۸) وز خاکِ خراباتِ تَیَم کردیم
باشد کہ درونِ میکدہ دریا بیمِ عمری کہ درونِ مدرسہ گم کردیم
ترجمہ: ہم نے پارسائی کا لباسِ صراحی کے سرپوش کی نذر کر دیا اور شراب خانے کی مٹی سے
تیم کر لیا، ممکن ہے کہ ہم شراب خانے میں عمر کو پاسکیں جو مدرسے میں تحصیلِ علم میں گنوا دی ہے۔
در مسجد اگر چہ با نیاز آمدہ ایم (۵۳۹) حقّا کہ نہ از بھرِ نماز آمدہ ایم
کفشی ز درِ خانۂ حقِ دزدیدیم آن کہنہ شدہ است و باز آمدہ ایم
معانی: کفش: جوتا۔ خانۂ حق: اللہ کا گھر، مسجد۔

ترجمہ: مسجد میں اگرچہ ہم محتاج ہو کے آئے ہیں لیکن سچ کہتا ہوں کہ نماز کے لیے نہیں
آئے ہیں، ایک جوتا خدا کے گھر کے دروازے سے چرایا تھا، وہ پرانا ہو گیا ہے اس لیے دوبارہ
آئے ہیں۔

من در رمضان روزہ اگر می خور دم (۵۴۰) تا ظنِ نبوی کہ با خبر می خور دم
از محنتِ روزہ روزِ من چون شب بود پنداشته بو دم کہ سحر می خور دم
ترجمہ: اگر میں رمضان میں روزہ توڑتا تھا تو یہ نہ گمان کرتا کہ جان بوجھ کر توڑتا
تھا، حقیقت یہ ہے کہ روزہ کی تکلیف سے میرا دن رات کی طرح تاریک ہو جاتا تھا تو میں سوچتا تھا
کہ سحری کھا رہا تھا۔

زینِ گونه کہ من کارِ جہان می بینم (۵۴۱) عالمِ ہمہ رایگانِ بران می بینم
سبحان اللہ بہ ہر چہ در می نگرم ناکامیِ خویشتنِ دران می بینم
معانی: عالم: دنیا۔ رایگان: بے قیمت، بے مصرف، بے کار۔
ترجمہ: جس طرح میں دنیا کے امور دیکھتا ہوں تو پوری دنیا کو بے فائدہ کاموں میں
مصروف دیکھتا ہوں، سبحان اللہ جس چیز کی طرف نظر کرتا ہوں اس میں اپنی ناکامی دیکھتا ہوں۔
در دایرۂ وجود دیر آمدہ ایم (۵۴۲) واز پایۂ مَر دمی بہ زیر آمدہ ایم
چون عمر نہ بر مرادِ ما می گذرد ای کاش سر آمدی کہ سیرِ آمدہ ایم
معانی: دایرہ وجود: دنیا۔ پایہ: مرتبہ، رتبہ۔ مَر دمی: انسانیت، آدمیت۔
ترجمہ: دنیا میں ہم دیر سے آئے ہیں اور انسانیت کے مرتبے سے پست ہو گئے ہیں۔
جب زندگی ہمارے مقصد کے مطابق نہیں گذر رہی ہے تو کاش جلدی گذر جاتی کہ ہم اس سے سیر
ہو چکے ہیں۔

ما افسرِ خان و تاجِ گئی بفروشم (۵۴۳) دستار و قصب بہ بانگِ نئی بفروشم
تسبیح کہ پیکِ لشکرِ تزویر است نا گاہ بہ یک جرعۂ مئی بفروشم
معانی: افسر: تاج، شاہی ٹوپی، عہدیدار۔ خان: ترکستان اور ختن کے بادشاہوں کا
لقب۔ گئی: بادشاہ۔ دستار: پگڑی، عمامہ۔ قصب: جُبہ، ریشمی کپڑا۔ بانگ: آواز۔ پیک:
قاصد، پیامبر۔ تزویر: مکر و فریب۔

ترجمہ: ہم خان کے لقب اور بادشاہی کے تاج کو بیچ دیں گے، عمامہ و جبہ کو بانسری کی
آواز کے بدلے بیچ دیں گے، تسبیح کو جو مکر و فریب کے لشکر کا قاصد ہے اچانک ہم شراب کی ایک

گھونٹ کے بدلے بیچ دیں گے۔

چون نیست مقام ما درین دیر مقیم (۵۳۳) پس بی می و معشوق عذابست الیم
تا کی ز قدیم و محدث ای مرد سلیم چون ما رفتیم جهان چہ محدث، چہ قدیم
معانی: مقام: کسی جگہ ٹھہرنا یا آرام کرنا۔ ٹھہرنے کی جگہ۔ دیر: عیسائی راہبوں کے
عبادت کی جگہ، (مجازاً) دنیا۔ مقیم: وہ شخص جو کسی جگہ آرام کرے یا سکونت اختیار کرے۔
سلیم: عقلمند، دانا۔ قدیم: ازلی اور ابدی۔ محدث: حادث، فنا ہو جانے والی، جوازی نہ ہو۔
ترجمہ: جب اس دنیا میں ہمارے رہنے کی کوئی مستقل جگہ نہیں ہے تو پھر شراب اور
معشوق کے بغیر زندگی ایک دردناک عذاب ہے، اے عقلمند! کب تک قدیم و حادث کی بحث میں
الجھارے گا جب ہم دنیا سے چلے جائیں گے تو دنیا کیا حادث رہے کیا قدیم! (اس سے ہمارا کیا
فائدہ ہے)۔

پاک از عدم آمدیم و نا پاک شدیم (۵۳۵) آسودہ در آمدیم و غمناک شدیم
بودیم ز آب دیدہ در آتش دل دادیم بہ باد عمر و در خاک شدیم
معانی: آب دیدہ: آنسو۔ بہ باد دادن: گنوا دینا، کھودینا۔
ترجمہ: ہم عدم سے پاک آئے تھے اور آلودہ ہو گئے، خوش حال آئے تھے اور غمگین ہو
گئے۔ آنسوؤں کی وجہ سے ہم سوزش دل میں مبتلا تھے عمر کو گنوا بیٹھے اور مٹی میں مل گئے۔

در پای اجل جو من سرا فگندہ شوم (۵۳۶) در دست اجل مرغ پر کندہ شوم
زنہار گلم بہ جز صراحی نکنند باشد کہ ز بادہ پُر شود زندہ شوم
معانی: سرا فگندہ: سرنگوں۔ پر کندہ: عاجز، مجبور، در ماندہ، جس کا پر نوج دیا گیا ہو۔
ترجمہ: جب موت کے پیروں تلے سرنگوں ہو جاؤں اور موت کے ہاتھوں عاجز مرغی کی
طرح ہو جاؤں تو ہرگز میری مٹی سے صراحی کے علاوہ کچھ نہ بنائیں شاید کہ وہ شراب سے بھری
جائے تو میں زندہ ہو جاؤں۔

جانم ز دریغ دی بہ دردست مقیم (۵۳۷) بی چارہ دل از نہیب فردا بہ دو نیم
یکبارگی این عمر من ای در یتیم رفته همه حسرتست و آیندہ بیم

معانی: دریغ: افسوس، تأسف۔ نہیب: خوف، ہراس، ڈر۔ دزیتیم: ایک قیمتی موتی، بے نظیر، کنایہ ہے دلی دوست سے۔ حسرت: افسوس۔ بیم: خوف، ڈر۔
ترجمہ: میری جان کل کے افسوس کی وجہ سے دردِ غم میں مبتلا ہے اور بے چارہ دل کل کے خوف سے دو ٹکڑے ہو گیا ہے، اے میرے دوست! مختصر یہ ہے کہ میری اس عمر کا گذر اہوا ہر پل حسرت اور آنے والا ہر لمحہ خوف ہے۔

چون آتش اگر بر آسمان بر گزیریم (۵۳۸) از آب روان اگر چہ پا کیزہ تریم
در خاک شویم از آنکہ خاکی بودیم باد است جہان بادہ بدہ تا بخوریم
ترجمہ: اگر آگ کی طرح (لطیف ہو کر) ہم آسمان سے بھی گذر جائیں اور اگر چہ ہم جاری پانی سے بھی زیادہ پاکیزہ ہوں، (تو بھی) مٹی میں مل جائیں گے اس لیے کہ ہم خاکی تھے، اور دنیا تو ہوا کے جھونکے کی طرح (گذر جانے والی) ہے اس لیے اے ساتی! شراب دے تاکہ ہم پیئیں۔

یا رب من اگر گناہ بی حد کردم (۵۳۹) بر جان و جوانی و تن خود کردم
چون بر کرم و ثنوق کُلی دارم بر گشتم و توبہ کردم و بد کردم
معانی: وثوق: بھروسہ۔ کُلی: پورا، بھرپور۔
ترجمہ: خدا یا! اگرچہ میں نے بے حد گناہ کیے ہیں لیکن اپنی جان، جوانی اور بدن پر کیے ہیں چونکہ مجھے تیرے کرم پر پورا بھروسہ ہے (اس لیے تیری بارگاہ میں) میں پلٹ گیا اور توبہ کر لی اور (جو کیا) برا کیا یعنی اپنی برائیوں کا اقرار کرتا ہوں۔

ہر چند کہ می خلافِ دینست و رہم (۵۵۰) از خوردنِ وی ہمی کشاید گرہم
دانی کہ ز می چراست چندین شغفم تا بو کہ دمی ز خویشتن باز رہم
معانی: شغف: شغل۔ تابو: = تا + بہ + او، تاکہ اس کی وجہ سے، تاکہ اس کی بدولت۔
ترجمہ: اگرچہ شراب میرے دین اور مسلک کے خلاف ہے لیکن اس کے پینے سے میرے ذہن کی گرہیں کھل جاتی ہیں، تجھے معلوم ہے کہ مجھے شراب سے اتنا شغل کیوں ہے تاکہ میں اس کی بدولت لمحے بھر کے لیے بے خود ہو جاؤں۔

یک چند بہ کود کی استاد شدیم (۵۵۱) یک چند بہ استادِ خود شاد شدیم
پایانِ سخن شنو کہ مارا چہ رسید از خاک بر آمدیم و بر باد شدیم
ترجمہ: اگرچہ ہم بچپن میں استاد ہو گئے اور ایک لمحہ کے لیے اپنی استاد پر خوش ہو لیے،
آخری بات سنو کہ ہمیں کیا ملا، مٹی سے پیدا ہوئے تھے اور ہوا میں اڑ گئے۔

زان پیش کہ از زمانہ تابی بخوریم (۵۵۲) با یکدگر امروز شرابی بخوریم
کین پیک اجل بہ گاہ رفتن مارا چندان ندهد امان کہ آبی بخوریم
ترجمہ: اس سے پہلے کہ ہم زمانہ سے پریشان ہو جائیں آج ایک دوسرے کے ساتھ
تھوڑی شراب پی لیں کیونکہ یہ موت کا فرشتہ ہمیں (دنیا سے) جانے کے وقت اتنی بھی مہلت نہیں
دے گا کہ ہم پانی پی لیں۔

ای دوست بیا تا غم فردا نخوریم (۵۵۳) وین یک دم عمر را غنیمت شمیریم
فردا کہ ازین دَبر کُھن در گذریم با هفت هزار سالکان سر بہ سریم
معانی: دَبر کُھن: دنیا، مادی دنیا، قدیم ترین زمانہ، دنیا۔ سالکان: سالک کی جمع،
مسافر، صوفیوں کی اصطلاح میں خدا رسیدہ افراد۔

ترجمہ: اے دوست آج تاکہ ہم کل کا غم نہ کھائیں اور عمر کے اس ایک لمحے کو غنیمت شمار
کریں، کل جب اس دنیا سے گذریں گے تو ہم ہزاروں مسافروں کے ساتھ ہوں گے۔

من بادۂ تلخ دیرینہ خورم (۵۵۴) و اندر رمضان در شبِ آدینہ خورم
انگور حلالِ خویش در خُم کردہ گو تلخ مکن خدای، تا من نخورم
معانی: تلخ: کڑوی۔ دیرینہ: پرانی، قدیمی۔ آدینہ: جمع۔ خُم: صراحی۔

ترجمہ: میں تلخ سے تلخ پرانی شراب پیتا ہوں اور رمضان میں جمعہ کی رات کو پیتا ہوں۔
انگور نے اپنی حلال چیز صراحی میں ڈالی ہے تو دعا کر، خدایا! اسے تلخ مت بناتا کہ میں نہ پیوں
(کیونکہ میں تلخ چیز ہی پیتا ہوں)۔

ہر روز پگاہ در خرا بات شوم (۵۵۵) ہمراہ قلندران بہ طامات شوم
چون عالم سَرَ وَالْخَفِیَّاتِ ثَوْبِی تو فیقم دہ تا بہ مناجات شوم

معانی: پگاہ: صبح سویرے، تڑکے۔ قلندر ان: جمع قلندر بمعنی مست۔ طامات: طامہ کی جمع، خرافات، بیہودہ باتیں۔ عالم سر والخفیات: رازوں کا جاننے والا، اللہ۔ مناجات: خدا کے ساتھ راز و نیاز کرنا، التجا۔

ترجمہ: میں ہر روز صبح سویرے شراب خانے میں جاتا ہوں اور مستوں کے ساتھ بیہودہ باتیں کرتا ہوں۔ جب تو ہی راز اور پوشیدہ باتوں کا جاننے والا ہے، تو مجھے تو فیتق دے تاکہ میں مناجات کروں۔

از بادہ شود تکبر از سر ہا کم (۵۵۶) و از بادہ شود کُشادہ بند محکم
ابلیس اگر ز بادہ خور دی یکدم کردی دو ہزار سجدہ پیش آدم
ترجمہ: شراب کی وجہ سے سروں سے تکبر کم ہوتا ہے اور شراب سے محکم گرہ کھل جاتی ہے، شیطان اگر شراب کا ایک گھونٹ بھی پی لیتا تو حضرت آدمؑ کے سامنے دو ہزار سجدے کر ڈالتا۔

یک جو غم ایام نداریم خوشیم (۵۵۷) گر چاشت بود شام نداریم خوشیم
چون پختہ بہ ما می رسد از مطبخ غیب از کس طمع خام نداریم خوشیم
معانی: یک جو: ایک جو کے برابر، ذرہ برابر۔ چاشت: ناشتہ۔ شام: رات کا کھانا۔ پختہ: پکا ہوا۔ مطبخ: کھانا پکانے کی جگہ یا کمرہ، باورچی خانہ۔ طمع: لالچ، حرص، خواہش۔

ترجمہ: ہمیں زمانے کا ذرہ برابر بھی غم نہیں ہے اس لیے ہم خوش ہیں، اگر ناشتہ میسر ہے اور شام کا کھانا نہیں ہے تب بھی خوش ہیں۔ جب ہمیں غیب کے مطبخ سے پکا پکایا کھانا مل جاتا ہے تو ہم دوسروں سے بیکار کی امیدیں نہیں لگاتے اور خوش رہتے ہیں۔

در میکدہ عشق نیا زی دارم (۵۵۸) با شمع رخس سوز و گدازی دارم
آنکہ بہ مہ عشق طہارت کردہ با روی بت خویش نمازی دارم
معانی: میکدہ: شراب خانہ۔ نیاز: حاجت، ضرورت۔ شمع رخ: روشن چہرے والا، معشوق۔ طہارت: پاک ہونا، غسل یا وضو کرنا۔ نماز: عبادت، بندگی، مسلمانوں کی مخصوص عبادت جو دن رات میں پانچ بار ادا کی جاتی ہے۔

ترجمہ: عشق کے شراب خانے میں مجھے ایک حاجت ہے، معشوق کے حسین چہرے کی وجہ سے سوزش اور جلن میں مبتلا ہوں۔ پھر عشق کی شراب سے وضو کر کے اپنے معشوق کے روبرو نماز پڑھنی ہے۔

پیوستہ ز گردشِ فلک غمگینم (۵۵۹) با طبعِ خسیسِ خویشتن در کینم
علمی کہ نہ از سِرِ جهان برخیزم عقلی کہ نہ فارغِ ز جهان بنشینم
ترجمہ: میں ہمیشہ آسمان کی گردش سے غمگین رہتا ہوں، اپنی پست طبیعت کی وجہ سے حسد میں مبتلا ہوں۔ نہ میرے پاس وہ علم ہے جس سے دنیا کے رازوں کو جان سکوں اور نہ ہی وہ عقل ہے جس سے دنیا کی فکر چھوڑ دوں۔

تا چند اسیرِ عقلِ ہر روزہ شویم (۵۶۰) در دہر چہ صد سالہ چہ یک روزہ شویم
در دہ تو بہ کا سہ می از آن پیش کہ ما در کار گہ کو زہ گران کوزہ شویم
ترجمہ: کب تک اصولی عقل کے پابند رہیں، دنیا میں کیا سو سال اور کیا ایک روز زندہ رہیں (برابر ہے)۔ تو پیالے میں شراب دے اس سے پہلے کہ ہم کہاروں کے کارخانے میں کوزے بنا دیے جائیں۔

تا چند ملا مت کنی ای زاهدِ خام (۵۶۱) ما رندِ خرا باتی و مستیم مدام
تو در غم تسبیح و ریا و تلبیس ما با می و معشوق مدامیم بکام
معانی: زیبا: دکھاوا، ظاہر داری۔ تلبیس: ریاکاری، فریب دہی، حیلہ گری۔
ترجمہ: اے نا تجربہ کار یار سا! کب تک تو ملامت کرے گا ہم شراب خانہ کے رند اور ہمیشہ مدہوش رہنے والے ہیں۔ تو تسبیح، ظاہر داری اور حیلہ گری کے غم میں مبتلا ہے اور ہم ہمیشہ شراب اور معشوق سے بہرہ مند ہوتے ہیں۔

بر مَفْزَشِ خاکِ خفتگان می بینم (۵۶۲) در زیرِ زمینِ نُهْفَتگان می بینم
چندان کہ بہ صحرائِ عدم می نگریم نا آمدگان و رفتگان می بینم
معانی: خفتگان: خفتہ کی جمع، سوئے ہوئے افراد۔ نہفتگان: نہفتہ کی جمع، چھپے ہوئے افراد، مراد دفن شدہ افراد۔ ناآمدگان: نا آمدہ کی جمع، جو افراد ابھی عدم سے وجود میں نہیں آئے

ہیں۔ رفتگان: رفتہ کہ جمع، وجود سے عدم کی طرف جانے والے افراد۔
ترجمہ: بسترِ زمین پر سوئے ہوئے لوگوں کو اور زمین کے نیچے دفن ہوئے لوگوں کو دیکھتا ہوں۔ میں صحرائے عدم کو جس قدر بھی غور سے دیکھتا ہوں تو وہاں عدم سے وجود میں نہ آئے ہوئے اور وجود سے عدم کی طرف چلے جانے والے افراد کو دیکھتا ہوں۔

ترسیم کہ جو بعد ازین بہ عالمِ نرسیم (۵۶۳) با ہم نفسان نیز فراہم نرسیم
این دم کہ درو ایم غنیمتِ شفریم شاید کہ بہ عمرِ خود در این دم نرسیم
معانی: فراہم رسیدن: جمع ہونا، اکٹھا ہونا۔ ہم نفسان: دوست احباب۔
ترجمہ: ہمیں خوف ہے کہ اس کے بعد ہم دنیا میں نہیں پہنچیں گے اور دوستوں کے ساتھ
اکٹھا بھی نہیں ہو پائیں گے، اس لیے اس لمحے کو جس میں ہم ہیں غنیمت جانیں شاید کہ اپنی پوری
عمر میں بھی اس لمحہ کو نہ پاسکیں۔

مانیم کہ سرِ مستِ شرابیم مدام (۵۶۴) در مجلسِ ما نیست بجز بادہ و جام
بگذار نصیحتِ من ای زاهدِ خام ما بادہ پرستیم و لبِ یار بکام
معانی: مدام: ہمیشہ، ہر وقت۔ نصیحت: پند، خیر خواہی۔ زاهدِ خام: نا تجربہ کار متقی۔
کام: مقصود۔

ترجمہ: ہم ہمیشہ شراب سے مدہوش رہنے والے ہیں ہماری مجلس میں شراب و جام کے علاوہ
کچھ بھی نہیں ہے۔ ای نا تجربہ کار زاهد! مجھے نصیحت مت کر کیونکہ ہم شرابی ہیں اور لبِ معشوق ہمارا
مقصود ہے۔

با رحمتِ تو من از گناہِ نندیشم (۵۶۵) با نوشہٗ تو ز رنجِ راہِ نندیشم
گر لطفِ توام سفید رو انگیزد یک ذرہ ز نامہٗ سیاہِ نندیشم
معانی: رحمت: مہربانی، شفقت، بخشش۔ نوشہ: تھوڑی غذا جس سے انسان زندہ رہ
سکے، وہ کھانا جو مسافر اپنے ساتھ لے جاتے ہیں، زادِ راہ۔ لطف: مہربانی، کرم۔ نامہٗ سیاہ:
برے اعمال۔

ترجمہ: تیری رحمت کے ساتھ میں گناہ سے نہیں ڈرتا اور تیرے زادِ راہ کے ساتھ میں

راستے کی تکلیف سے نہیں ڈرتا اگر تیرا لطف (روز قیامت) مجھے سفید رواٹھائے تو میں اپنے برے اعمال سے ڈرہ برابر بھی نہیں ڈرتا۔

عید است بیا تا می گلرنگ کشیم (۵۶۶) با نغمہ غود و نالہ چنگ کشیم
با یار سبک روح دمی بنشینیم رطلی دو سہ بادہ گران سنگ کشیم
معانی: عود: بربط، ایک باجے کا نام۔ چنگ: ستار کی قسم کا ایک باجہ۔ سبک
روح: حسین، خوبصورت۔ رطل: نا پنے کا ایک برتن جس کا وزن مختلف شہروں اور ملکوں
میں فرق کرتا ہے، فارسی میں شراب کے بڑے پیالے کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔ گران
سنگ: بھاری، بڑا۔

ترجمہ: عید ہے آجاتا کہ بربط کے نغمے اور چنگ کی آواز کے ساتھ شراب سرخ پیئیں،
خوبصورت معشوق کے ساتھ کچھ دیر بیٹھیں اور شراب کے دو تین بڑے پیالے پی لیں۔

ای دوست بیا تا غم فردا نخوریم (۵۶۷) وین یکدم نقد را غنیمت شمیریم
بی حکمش نیست هر گناهی که مراست پس ما غم آئندہ ز بهر چه خوریم
ترجمہ: اے دوست آجاتا کہ کل کا غم نہ کھائیں اور اس ایک نقد لحظے کو غنیمت شمار کریں۔
میرے جتنے بھی گناہ ہیں سب اسی کے حکم کے مطابق ہیں پھر ہم آئندہ کا غم کیوں کھائیں۔

تا ظن نبوی کہ از جہان می ترسم (۵۶۸) وز مردن و از رفتن جان می ترسم
مردن چون حقیقت است ازان باکم نیست چون نیک نر یستم ازان می ترسم
ترجمہ: یہ نہ سوچنا کہ میں دنیا سے ڈرتا ہوں اور مرنے اور جان کے چلے جانے سے خوف کھاتا
ہوں، جب مرنا حقیقت ہے تو اس سے مجھے خوف نہیں ہے چونکہ نیک زندگی نہیں گذاری اس لیے ڈرتا ہوں۔

گر من ز می مغانہ مستم، هستم (۵۶۹) ور کافر و گبر و بت پرستم، هستم
هر طایفه ای به من گمانی دارد من زان خودم، چنان کہ هستم، هستم
ترجمہ: اگر میں خالص شراب سے مست ہوں اور کافر، آتش پرست اور بت پرست ہوں، تو
ہوں۔ ہر گروہ میرے بارے میں سوچتا ہے کہ میں انھیں سے ہوں، خیر جیسا ہوں ہوں۔

بر خیز و بیا کہ چنگ بر چنگ ز نیم (۵۷۰) در زلف دراز، دامن چنگ ز نیم

چون بادہ خوریم در خرابات خوریم و این شیشہ نام و ننگ بر سنگ زنیم
معانی: چنگ بر چنگ زدن: ساز بجانا۔ نام و ننگ: نیک نامی اور بدنامی۔
ترجمہ: اے ساقی! اٹھ جا اور آ، تاکہ چنگ بجائیں اور لمبی زلفوں میں ہاتھ سے کنگھی
کریں۔ جب شراب پیئیں تو شراب خانہ میں جا کر پیئیں اور اس نیک نامی اور بدنامی کے شیشہ کو
پتھر پر دے ماریں۔

در دامن یارِ بی وفا چنگ زنیم (۵۷۱) می نوش کنیم و نام بر ننگ زنیم
سجاده بہ یک پیالہ می بفروشیم ناموس بہ می دھیم و بر سنگ زنیم
معانی: چنگ زدن: ساز بجانا۔ نام بر ننگ زدن: بدنام ہونا۔ سجادہ: جانماز، وہ
کپڑا جس پر نماز پڑھی جاتی ہے۔ ناموس: عزت، حرمت۔ بر سنگ زدن: توڑ دینا۔
ترجمہ: بے وفا معشوق کی آغوش میں چنگ بجائیں، شراب پیئیں اور نیک نامی کو بدنامی
پر قربان کر دیں۔ جانماز کو ایک پیالہ شراب کے بدلے بیچ ڈالیں، عزت کو شراب کے حوالے کر
دیں اور پتھر پر دے ماریں۔

محرم ہستی کہ با تو گویم یکدم (۵۷۲) کز اول کار خود چہ بودست آدم
محنت زدہ سرشتہ ای از گلِ غم یک چند جهان بخورد و بر داشت قدم
ترجمہ: تو میرا قریبی ہے اس لیے تجھ سے ایک بات کہتا ہوں کہ شروع سے ہی خود آدمی کیا
رہا ہے، غمگین، غم کی مٹی سے بنایا گیا جو تھوڑی دیر کے لیے دنیا میں آیا اور چلا گیا۔

هان تا بہ خرابات خروشی بز نیم (۵۷۳) بر میکدہ بگذریم و نوشی بز نیم
دستار و کتاب را فروشیم بہ می بر مدرسه بگذریم و جوشی بز نیم
معانی: خروشی زدن: شور و غوغا مچانا، ہنگامہ مچانا۔ نوش زدن: پینا، نوش کرنا۔ برگزشتن:
عبور کرنا، گذرنا۔ جوش زدن: ہلچل اور شور و غل مچانا۔

ترجمہ: ہاں شراب خانے تک ایک شور و غل مچائیں، شراب خانے سے گذریں اور ایک جام
نوش کریں۔ کتاب اور عمامہ کو شراب کے بدلے بیچ ڈالیں پھر مدرسے سے گذریں اور شور و غل مچائیں۔
گل گفت کہ من یوسف مصر چمنم (۵۷۴) یاقوتِ گرانمایہ پر زر دھنم

گفتم کہ چو تو یوسفی نشانم بنمای گفتا کہ بہ خون غرق، نگر ہیرہنم
معانی: یوسف: حضرت یوسفؑ، مراد خوبصورت اور حسین۔ غرق: ڈوبا ہوا، لت پت۔
ترجمہ: پھول نے کہا کہ میں مصر چین کا یوسف ہوں اور میرا منہ قیمتی یا قوت اور سونے
سے پر ہے، میں نے کہا کہ اگر تو یوسف ہے تو مجھے کوئی نشانی دکھا تو اس نے جواب دیا کہ دیکھ میرا
لباس خون میں لت پت ہے۔

با زلف تو گر دست درازی کردم (۵۷۵) از روی حقیقت نہ مجازی کردم
در زلف تو دیدم دل دیوانہ خویش من با دل خویش دست بازی کردم
معانی: دست بازی: انبساط، خوشی۔ دل دیوانہ خویش: اپنا عاشق دل۔
ترجمہ: اگر تیری زلف کے ساتھ میں نے دست درازی کی ہے تو حقیقی طور پر کی ہے مجازی
نہیں، میں نے تیری زلف میں اپنے مجنوں دل کو دیکھا اس لیے میں نے اپنے دل کے ساتھ
دست بازی کی ہے۔

چندانکہ ز خود نیست ترم، هست ترم (۵۷۶) ہر چند بلند پایہ ترم پست ترم
زین طرفہ تر آنکہ از شراب ہستی ہر لحظہ کہ ہشیار ترم مست ترم
ترجمہ: جتنا کہ میں اپنی خودی کو ترک کرتا ہوں میری ہستی اتنی ہی بڑھتی جاتی ہے اور جس
قدر بھی میں بلند مرتبہ ہوں اتنا ہی پست ہوں۔ اس سے بھی زیادہ تعجب کی بات یہ ہے کہ جس وقت
میں شراب وجود سے زیادہ ہوشیار ہوتا ہوں زیادہ مست ہو جاتا ہوں۔

صبح است دمی بر می گلرنگ ز نیم (۵۷۷) وین شیشہ نام و ننگ بر سنگ ز نیم
دست از امل دراز خود باز کشیم در زلف دراز و دامن چنگ ز نیم
ترجمہ: صبح کا وقت ہے کچھ لمحہ سرخ شراب پیئیں اور اس نیک نامی اور بدن نامی کے شیشے کو پتھر
پر دے ماریں۔ اپنی لمبی آرزوں کو چھوڑ دیں اور معشوق کی لمبی زلف میں ہاتھوں سے کنگھی کریں۔
آن بہ کہ زجام و بادہ دل شاد کنیم (۵۷۸) وز نامدہ و گذشتہ کم یاد کنیم
این عاریتی روان زندان را یک لحظہ ز بند عقل آزاد کنیم
معانی: عاریتی: ادھار، وقتی۔ روان: روح، جان۔ لحظہ: لمحہ۔ بند: قید۔

ترجمہ: یہی بہتر ہے کہ جام و شراب سے دل کو خوش رکھیں اور جو پریشانیاں ابھی نہیں آئی ہیں اور جو گزندِ چکی ہیں اس کو بھول جائیں۔ اور اس ادھارِ قیدی جان کو ایک لمحے کے لیے عقل کی قید سے آزاد کر دیں۔

روزی کہ بہ کوی کوزہ گر می گذرم (۵۷۹) خود را بہ میانِ کوزہ ها می شمرم
 زان پیش کہ گل بہ کوزہ گر ہدیہ بزم شاید کہ کند کوزہ یکی بادہ خورم
 ترجمہ: جس دن میں کمہار کی گلی سے گزروں گا تو خود کو کوزوں میں شمار کروں گا اور پہلے ہی میں اپنی مٹی کمہار کے حوالے کر دوں گا شاید وہ اس سے کوزہ بنائے اور میں تھوڑی بہت شراب پی لوں۔

آن لحظہ کہ از اجل نگرِ بزان گردم (۵۸۰) چون برگ ز شاخِ عمر ریزان گردم
 عالم ز نشاطِ دل بہ غربالِ کنم زان پیش کہ خاکِ بیزان گردم
 معانی: غربال کر دن: چھاننا، تلاش و کوشش کرنا۔ خاک بیزان: خاک بیز کی جمع، کمہار، مٹی گوندھنے والے۔

ترجمہ: جس وقت میں موت سے فرار اختیار کروں عمر کی ٹہنی سے پتے کی طرح گر جاؤں گا، تو دل کی خوشی سے دنیا کو چھان ڈالوں گا اس سے پہلے کہ کمہاروں کی خاک بنوں۔
 یک روز ز بندِ عالم آزاد نیم (۵۸۱) یک دم زدن از وجودِ خود شاد نیم
 شاگردگی روزگار کردم بسیار در دورِ جہان هنوز استاد نیم
 ترجمہ: ایک دن بھی دنیا کی قید سے آزاد نہیں ہوں اور ایک لمحے کے لیے بھی اپنے وجود سے خوش نہیں ہوں، میں نے زمانے کی بہت دنوں تک شاگردی کی لیکن گردشِ زمانہ میں اب تک استاد نہیں ہوا ہوں۔

گر در گیری چگونہ پرواز کنم (۵۸۲) با عشق، دویی چگونہ آغاز کنم
 یک لحظہ سرشکِ دیدہ می نگذارد تا چشم بہ رویِ دیگری باز کنم
 ترجمہ: اگر تو مجھے پکڑ لے تو میں کیسے پرواز کر سکتا ہوں، (تیرے) عشق کے ساتھ دوئی کیسے کر سکتا ہوں۔ میری آنکھ کے آنسو ایک لمحے کی بھی مہلت نہیں دیتے کہ کسی دوسرے

کے چہرے کی طرف دیکھ سکوں۔

آن آہ کہ پیش ہیچ محرم نزنم (۵۸۳) وان دم کہ بہ پیش ہیچ ہمدم نزنم
گر دریابم کہ جز تو کس می شنود حقا کہ بمیرم آن دم و دم نزنم
معانی: دم: سانس، لمحہ، وقت۔ دم زدن: سانس لینا۔

ترجمہ: وہ آہ جو کسی محرم کے سامنے نہیں لیتا اور وہ سانس جو کسی دوست کے سامنے نہیں
لیتا، اگر مجھے معلوم ہو جائے کہ تمہارے سوا کوئی اور سن رہا ہے تو سچ ہے کہ میں اسی وقت مر جاؤں گا
اور سانس نہیں لوں گا۔

من گو ہر خود بہ قیمت کم ندھم (۵۸۴) درد تو بہ صد ہزار مر ہم ندھم
خاک در تو بہ مملکت جم ندھم یک موی ترا بہ ہر دو عالم ندھم
ترجمہ: میں اپنے موتی کو کم قیمت میں نہیں بیچوں گا اور تیرے درد کو ہزاروں مرہم کے
عوض نہیں دوں گا، تیرے دروازے کی خاک کو جشید کی حکومت کے بدلے نہیں دوں گا اور تیرے
ایک بال کو دونوں جہان کے بدلے نہیں دوں گا۔

ہنگام گل است اختیاری بکنم (۵۸۵) وانگہ بہ خلاف شرع کاری بکنم
با سبزہ خطان لالہ زخی روزی چند بر سبزہ ز جرعہ لالہ زاری بکنم
معانی: اختیار کردن: انتخاب کرنا، لینا، مرضی کے مطابق عمل انجام دینا۔ شرع:
شریعت، دین، مذہب، آئین۔ سبزہ خط: نوجوان، نوجوان۔ لالہ زار: وہ جگہ جہاں لالہ کے
بہت زیادہ پھول اُگے ہوں، چمن زار۔

ترجمہ: موسم بہار ہے اپنی مرضی کے مطابق ایک کام کروں اور اس وقت شریعت کے
خلاف ایک کام کروں، نوجوان حسین معشوق کے ساتھ کچھ مدت کے لیے سبزہ کو شراب کے ایک
گھونٹ سے لالہ زار بنا دوں۔

دشمن بہ غلط گفت کہ من فلسفیم (۵۸۶) ایزد داند کہ آنچه او گفت نیم
لیکن چو درین غم اشیان آمدہ ام آخر کم ازان کہ من ندانم کہ کیم
معانی: فلسفی: موجودات کی حقیقت کو انسانی قوت کے مطابق جاننے والا، حکیم۔ غم

آشیان: غم کدہ، غم خانہ، (کنایہ) دنیا۔

ترجمہ: دشمن نے غلطی سے مجھے کہا کہ میں فلسفی ہوں لیکن خدا جانتا ہے کہ جو کچھ بھی اس نے کہا، میں وہ نہیں ہوں۔ لیکن جب سے اس دنیا میں آیا ہوں، اس سے بھی کم ہوں کہ مجھے نہیں معلوم کہ میں کون ہوں۔

اسرارِ ازل را نہ تو دانی و نہ من (۵۸۷) وین حرفِ مَعْمَا نہ تو خوانی و نہ من
ہست از پس پردہ گفتگوی من و تو چون پردہ بر افتد نہ تو مانی و نہ من
معانی: معما: پہیلی، الجھاؤ، پیچیدہ بات۔

ترجمہ: ازل کے راز نہ تو جانتا ہے اور نہ میں اور یہ حرفِ معما نہ تو پڑھ سکتا ہے اور نہ میں۔ پردے کے پیچھے میری اور تیری گفتگو ہے، جب پردہ اٹھ جائے گا تو نہ تو باقی رہے گا اور نہ میں۔

حق جانِ جہانست و جہان جملہ بدن (۵۸۸) و اصنافِ ملایکہ حواسِ این تن
آفلاک عناصر و موالید اعضا توحید ہمینست و دگر ہا ہمہ فن
معانی: اصناف: صنف کی جمع، قسمیں۔ حواس: حاسہ کی جمع، وہ نفسانی قوتیں جو چیزوں کو درک کرتی ہیں۔ موالید: مولود کی جمع، نوزائیدہ بچے۔ فن: مکر و فریب، چال۔ توحید: واحد قرار دینا، خدا کو ایک ماننا۔

ترجمہ: خدا دنیا کی جان ہے اور پوری دنیا جسم ہے اور ملائکہ کی قسمیں اس جسم کے حواس ہیں۔ آسمان عناصر اور اعضا و جوارح بچے ہیں، توحید صرف یہی ہے اور دوسری تمام چیزیں بے کار ہیں۔
ہر روز ز گردشِ تو ای چرخِ کُھن (۵۸۹) نخلِ طربم بر کند از بیخ و زبن
وین طرفہ کہ نا اہل تو از و امگھت کس نیست کہ گویدش بہ تنگ است مکن
معانی: نخل: کھجور کا درخت۔ بیخ: جڑ۔ بن: جڑ۔ وام: قرض، ادھار۔ وامگھت: وام + گاہ + ت، تجھ سے قرض لیتے وقت۔

ترجمہ: اے پرانے آسمان! ہر روز تیری گردش سے میری خوشی کا پودا جڑ سے اکھڑ جاتا ہے اور تعجب کی بات یہ ہے کہ تیرے نابلوں میں سے تجھ سے قرض لیتے وقت کوئی نہیں ہے جو

کہے کہ وہ تنگ آ گیا ہے اب اس سے زیادہ پریشان نہ کر۔

ای چرخ ہمیشہ در نبردی با من (۵۹۰) درمانِ دگر کس و دردی با من
در صلح چہ مانند کان نکردم با تو در جنگ چہ بود کان نکردی با من
ترجمہ: اے آسمان! تو ہمیشہ مجھ سے جھگڑتا ہے دوسروں کے درد کی دوا اور میرے درد کا
باعث ہے۔ صلح سے کون سی چیز باقی ہے جو میں نے تیرے ساتھ نہ کی ہو اور جنگ سے کیا باقی رہ
گیا جو تو نے میرے ساتھ نہ کیا ہو یعنی میں ہمیشہ تجھ سے صلح کا خواہاں رہا لیکن تو ہمیشہ مجھ سے نبرد
آزمایا۔

بر خیز و مکن غمِ جہانِ گذران (۵۹۱) خوش باش دمی بہ شادمانی گذران
در طبعِ جہان اگر وفایی بودی نو بت بہ تو خود نیا مدی از دگران
ترجمہ: اٹھ جا اور گذر جانے والی دنیا کا غم نہ کر، خوش رہ اور ایک لمحہ خوشی سے گزار لے
کیونکہ اگر دنیا کی طبیعت میں وفاداری ہوتی تو دوسروں کے بعد خود تیری باری نہ آتی۔

نیکست بہ نامِ نیک مشہور شدن (۵۹۲) عار است ز جورِ چرخ رنجور شدن
مخمور بہ بویِ آبِ انگور شدن بہ زان کہ بہ زہدِ خویش مغرور شدن
ترجمہ: نیک نامی کے ساتھ مشہور ہونا اچھا ہے اور آسمان کے ظلم و ستم سے غمگین ہونا تنگ و
عار کی بات ہے۔ شراب کی خوشبو سے بدست ہونا اپنی پارسائی پر مغرور ہونے سے بہتر ہے۔

یارب! بہ دلِ اسیرِ من رحمت کن (۵۹۳) بر سینہٗ غم پذیرِ من رحمت کن
بر پایِ خواباتِ رو من بخشای بر دستِ پیالہ گیرِ من رحمت کن
معانی: اسیر: قیدی۔ غم پذیر: غمگین، غم گسار۔ خواباتِ رو: شراب خانے میں
جائے والا۔ پیالہ گیر: پیالہ اٹھانے والا۔

ترجمہ: خدایا! میرے قیدی دل پر رحم کر، میرے غمگین سینے پر رحم کر، میرے میکہ کی
طرف جانے والے پیر کو بخش دے، میرے پیالہ اٹھانے والے ہاتھ پر رحم کر۔

نتوان دلِ شاد را بہ غم فرسودن (۵۹۴) وقتِ خوشِ خود بہ سنگِ محنتِ سودن
در دہر کہ داند کہ چہ خواہد بودن می باید و معشوق و بکام آسودن

معانی: فرسودن: ضعیف و ناتواں کرنا، کمزور کرنا۔ بہ سنگ محنت سودن: غم و الم میں مبتلا کرنا۔

ترجمہ: اپنے خوش و خرم دل کو غم و الم سے کمزور و ناتواں نہیں کر سکتا، اپنے اچھے اوقات کو رنج و غم میں مبتلا نہیں کر سکتا، کون جانتا ہے کہ دنیا میں کیا ہونے والا ہے اس لیے شراب و معشوق سے اپنا مقصد پالینا چاہیے۔

کس نیست درین گفت و شنود ہمدن من (۵۹۵) شد نالہ من ہم نفس و ہمدن من
بی گویہ چو نیست دیدہ پرنم من من سر بنہم تا بہ سر آید غم من
معانی: ہمدن: ہم نشین، مونس۔ ہم نفس: ساتھی، رازدار۔ ہمدن: ہم نشین، دوست۔
دیدہ پرنم: اشک آلود آنکھ، آنسوؤں سے بھری ہوئی آنکھ۔ بہ سر آمدن: ختم ہو جانا، تمام ہو جانا۔
ترجمہ: اس بات چیت میں کوئی میرا یار و مددگار نہیں ہے، میرا گریہ ہی میرا ساتھی اور ہم نشین ہے۔ جب میری اشک آلود آنکھیں گریاں ہیں تو میں سر جھکا دوں گا تاکہ غم تمام ہو جائے۔

مسکین دل درد مند دیوانہ من (۵۹۶) ہشیار نشد ز عشقِ جانانہ من
روزی کہ شرابِ عاشقی می دادند در خونِ جگر زدند پیمانہ من
معانی: مسکین: فقیر، محتاج۔ عشقِ جانانہ: محبوب کا عشق، محبوب کی محبت۔
ترجمہ: میرا مسکین، درد مند اور دیوانہ دل میرے معشوق کے عشق سے ہوشیار نہیں ہوا، جس دن وہ (عالمِ ان فضا و قدر) عاشقی کی شراب دے رہے تھے تو انھوں نے میرے پیمانے کو خونِ جگر سے پُر کیا۔

قو می متفکر اند در مذہب و دین (۵۹۷) جمعی متحیر اند در شک و یقین
نا گاہ منا دی ای بر آمد ز کمین کای بی خبران راہ نہ آنست و نہ این
معانی: متفکر: غور و خوض کرنے والا، فکر کرنے والا۔ جمعی: کچھ لوگ، کچھ افراد۔
منادی: پکارنے والا، اعلان کرنے والا۔ کمین: گھات، وہ جگہ جہاں سے نشانہ لگایا جائے۔
ترجمہ: ایک قوم مذہب و دین میں فکر کر رہی ہے کچھ لوگ شک و یقین میں حیران ہیں، اچانک کمین گاہ سے ایک منادی برآمد ہوا اور کہا کہ اے بے خبرو! راستہ نہ وہ ہے نہ یہ۔

ای گشتہ شب و روز بہ دنیا نگران (۵۹۸) اندیشہ نمی کنی تو از روزِ گران
آخر نفسی بین و باز آیی بہ خود کاتام چگونہ می کند با دگران
معانی: نگران: فکر مند، پریشان۔ کاتام: = کہ + ایتام۔
ترجمہ: اے وہ شخص جو دن رات دنیا کی فکر میں ہے تو قیامت کے دن کی کوئی فکر نہیں کرتا،
آخر کسی ایک شخص کو دیکھ اور ہوش میں آ جا کہ زمانہ دوسروں کے ساتھ کیا سلوک کرتا ہے۔
گویند مرا کہ می بخور کمتر ازین (۵۹۹) آخر بہ چہ عذر بر نداری سر ازین
عذر رخ یار و بادۂ صبحدم است انصاف بدہ چہ عذر روشن تر ازین
معانی: عذر: بہانہ۔ صبحدم: صبح کا وقت، سویرا۔
ترجمہ: مجھ سے لوگ کہتے ہیں کہ کم سے کم شراب پی آخر کس عذر کی وجہ سے اس سے باز
نہیں آتا (توسنو) میرا عذر معشوق کا چہرہ اور صبح کی شراب ہے انصاف سے بتاؤ کہ اس سے بہتر
عذر کیا ہو سکتا ہے۔
گر بر فلکم دست ہدادی یزدان (۶۰۰) بر داشتی من این فلک را ز میان
از نو فلکی دگر چنان ساختمی کازادہ بہ کام دل رسیدی آسان
معانی: دست دادن: فرصت دینا، قدرت دینا۔ کازادہ: = کہ + آزادہ۔
ترجمہ: اگر خدا مجھے آسمان پر قدرت دیتا تو میں اس آسمان کو درمیان سے ہٹا دیتا اور ایک
نیا دوسرا آسمان ایسا بناتا کہ آزاد لوگ اپنی دلی مرادوں کو آسانی سے پالیتے۔
بشنو ز من ای زبده یارانِ کهن (۶۰۱) اندیشہ مکن زین فلکِ بی سر و بن
بر گوشہ عرصۂ قناعت بنشین بازیچۂ جرخ را تما شایی کن
معانی: زبده: منتخب، چنا ہوا۔ بی سرو بن: بے سرو پا۔ عرصہ: زمین، میدان، کھلی
جگہ۔ بازیچہ: کھلونا، اسباب بازی۔ تماشا کردن: دیکھنا۔
ترجمہ: اے منتخب قدیمی دوست! میری نصیحت سن اس بے سرو پا آسمان کی فکر نہ کر، گوشہ
قناعت میں بیٹھ کر آسمان کے کھلونے (کھیل) کو دیکھتا رہ۔
شومت ناید از این تباہی کردن (۶۰۲) زین ترک اوامر و نواہی کردن

گیوم کہ سراسر این جهان ملک تو شد جز آنکہ رهاکنی، چہ خواہی کردن
معانی: اوامر: شریعت کے احکام، وہ چیزیں جن کا شریعت نے حکم دیا ہے۔ نواہی:
منکرات، وہ چیزیں جن کو شریعت نے منع کیا ہے۔ ملک: ملکیت۔

ترجمہ: اس تباہی کرنے، ان اوامر کو ترک کرنے اور نواہی کے انجام دینے سے تجھے شرم
نہیں آئی۔ میں نے فرض کیا کہ پوری دنیا تیری ملکیت ہو جائے تو سوائے اس کے کہ اسے چھوڑ
جائے، کیا کرے گا۔

تو آمدہ ای بہ بادشاہی کردن (۶۰۳) با خویشتن آی زین تباہی کردن
چیزی نبندی دی و نباشی فردا بیداست کہ امروز چہ خواہی کردن
ترجمہ: کیا تو حکومت کرنے آیا ہے اس تباہی کرنے سے باز آجا، نہ کل تیرے پاس کوئی
چیز تھی نہ کل رہے گی تو ظاہر ہے کہ تجھے آج کیا کرنا چاہیے۔

خواہی بنہد پیش تو گردون گردن (۶۰۴) کار تو بود ہمیشہ جان پروردن
ہمچون منت اعتقاد باید کردن می خوردن و اندوہ جهان نا خوردن
معانی: گردن نہادن: سر جھکا دینا، مطیع ہونا۔ جان پروردن: جان کو تازہ کرنا، روح کو
خوش کرنا۔ اعتقاد کردن: یقین کرنا، تصدیق کرنا۔

ترجمہ: اگر تو چاہتا ہے کہ آسمان تیرا مطیع ہو جائے اور تیرا کام ہمیشہ جان پروری ہو تو میری
طرح تجھے بھی اعتقاد کر لینا چاہیے کہ شراب پینا چاہیے اور دنیا کا غم نہیں کھانا چاہیے۔

این چشم پیالہ بین بہ جان آبستن (۶۰۵) ہمچون سمنی بہ ارغوان آبستن
نی نی غلطم کہ بادہ از غایت لطف آبیست بہ آتش روان آبستن
معانی: سمن: گل یا سمن۔ ارغوان: سرخ شراب۔

ترجمہ: اس پیالہ کی آنکھ کو دیکھو جو میری جان سے مل گئی ہے، یا سمن کی طرح سرخ
شراب سے جا ملی ہے، نہیں نہیں میں نے غلط کہہ دیا شراب انتہائی لطیف ہونے کی وجہ سے پانی
ہو گئی ہے جو میری روح کی آگ سے مل گئی ہے۔

مشنو سخن زمانہ ساز آمد گان (۶۰۶) می گیر مروق ز طراز آمدگان

رفتند یگان یگان فراز آمدگان کس می ندهد نشان باز آمدگان
معانی: زمانہ ساز: جو شخص زمانے کے حوادث سے موافقت کر لیتا ہے اور اس کی شکایت
نہیں کرتا۔ مروق: صاف، بغیر تلچھٹ کے۔ طراز آمدگان: سلیقے سے آنے والے افراد۔ راہ و
روش۔ یگان یگان: ایک ایک کر کے۔ فراز آمدگان: فراز آمدہ کی جمع، واپس آنے والے،
رجعت کرنے والے۔

ترجمہ: زمانے کے ساتھ موافقت کرنے والوں کی بات مت سن، سلیقے سے آنے
والوں کے ہاتھ سے صاف شراب لے لے، تمام افراد ایک ایک کر کے چلے گئے اور لوٹ کر آنے
والوں کا کوئی نام و نشان تک نہیں بتلاتا۔

گاوِ یست بر آسمان نامش پروین (۶۰۷) یک گاوِ دگر نہفتہ در زیرِ زمین
چشمِ خردت کشای چون اہلِ یقین زیر و زبرِ دو گاوِ مُشتی خُربین
معانی: نہفتہ: پوشیدہ، چھپی ہوئی۔ اہل یقین: صاحب یقین، صاحب نظر۔ مُشتی:
مٹھی بھر۔

ترجمہ: آسمان پر ایک گائے ہے جس کا نام پروین ہے اور ایک دوسری گائے زمین کے
اندر پوشیدہ ہے اگر تو صاحب یقین ہے تو اپنی بصیرت کی آنکھیں کھول اور دیکھ کہ ان دونوں گائے
کے بیچ مٹھی بھر گدھے دکھ رہے ہیں۔

بر مو جب عقل زندگانی کردن (۶۰۸) شاید کردن و می ندانی کردن
استادِ تو روزگارِ چابک دستست چندان بہ سرتِ زند کہ دانی کردن
معانی: مو جب: مطابق، موافق۔ چابک دست: چالاک۔

ترجمہ: عقل کے مطابق زندگی بسر کرنا شاید تو چاہتا ہو لیکن تجھے معلوم نہ ہو (کہ عقل کے
مطابق زندگی کیسے بسر کی جاتی ہے)۔ تیرا استاد چالاک زمانہ ہے تیرے سر پر اتنا مارے گا کہ تجھے
زندگی بسر کرنے کا سلیقہ معلوم ہو جائے گا۔ یعنی جب تو زمانے کے حوادث میں مبتلا ہوگا تو تجھے خود
ہی زندگی گزارنے کا سلیقہ معلوم ہو جائے گا۔

دیشب ز سرِ صدقِ صفایِ دلِ من (۶۰۹) در میکدہ آن روحِ فزایِ دلِ من

جامی بہ من آورد کہ بستان و بنوش گفتم نخورم گفت برای دل من
معانی: روح فزا: جاں بخش، روح کو قوت دینے والا۔ بستان: 'ستاندن' سے فعل
امر صیغہ واحد حاضر، لے لے۔

ترجمہ: کل رات میرے دل کی پاکیزگی کی وجہ سے شراب خانے میں اس جاں بخش
معشوق نے مجھے شراب کا ایک پیالہ دیا اور کہا اسے ہاتھ میں لے اور پی جا، میں نے کہا نہیں پیوں
گا تو اس نے کہا میرا دل رکھنے کے لیے پی لے۔

ای آنکہ نوبی خلاصہ کون و مکان (۶۱۰) بگذار دمی وسوسہ سود و زیان
یک جام می از ساقی باقی بستان تا باز رہی تو از غم ہر دو جہان
معانی: خلاصہ: نچوڑ۔ کون و مکان: دنیا اور ہر وہ چیز جو دنیا میں ہے، دنیا و مافیہا۔
ترجمہ: اے وہ شخص جو دنیا و مافیہا کا نچوڑ ہے ایک لمحے کے لیے نفع اور نقصان کے
وسوسے کو ذہن سے نکال دے، ہمیشہ رہنے والے ساقی سے ایک شراب کا پیالہ لے لے تاکہ تو
دونوں جہاں کے غموں سے نجات حاصل کر لے۔

جون حاصلی آدمی درین شورستان (۶۱۱) جز خوردن غصہ نیست تا کندن جان
خزم دل آن کہ زین جہان زود برفت و آسودہ کسی کہ خود نیا مد بہ جہان
معانی: شورستان: نمک زار، ویران، اجاڑ۔ کندن جان: جان جانا، جان نکلنا۔
ترجمہ: جب آدمی کا حاصل اس اجاڑ دنیا میں جان نکلنے تک غم کھانے کے سوا کچھ بھی
نہیں ہے تو اس شخص کا دل خوش ہے جو اس دنیا سے جلدی چلا گیا اور خوش حال ہے وہ شخص جو دنیا
میں آیا ہی نہیں۔

از گردش این دایرہ بی پایان (۶۱۲) بر خور داری دو نوع مرد م را دان
یا با خبری تمام از نیک و بدش یا بی خبری از خود و از کار جہان
معانی: دایرہ بی پایان: بے انتہا گردش کرنے والا دائرہ، دنیا۔
ترجمہ: جان لے کہ آسمان کی گردش سے صرف دو قسم کے انسان بہرہ مند ہیں، یا وہ شخص
جو تمام اچھائی اور برائی کو جانتا ہو یا وہ شخص جو خود اور دنیا کے امور سے غافل ہے۔

جان ہا ہمہ آب گشت، دلہا ہمہ خون (۶۱۳) تا چہیست حقیقت ز پس پردہ برون
ای با علمت خرد رد و گردون دون از تو دو جہان پُر و تو از ہر دو برون
ترجمہ: تمام جانیں پانی ہو گئیں اور تمام دل خون ہو گئے لیکن پردہ کے پیچھے کی حقیقت کوئی
نہ جان سکا، اے وہ ذاتِ واجب! تیرے عرفان سے عقل عاجز اور آسمان پست ہے، تجھ سے
دونوں جہاں پُر ہے لیکن تو دونوں جہاں سے باہر ہے۔

می خوردن و گرد گلو خان گردیدن (۶۱۴) بہتر ز ہزار زاہدی و رزیدن
گر مردم می خوار بہ دوزخ باشند پس روی بہشت را کہ خواہد دیدن
ترجمہ: شراب پینا اور معشوقوں کے گرد چکر کاٹنا ہزاروں پارسائی دکھانے سے اچھا ہے،
اگر شراب پینے والے جہنم میں ہوں گے تو جنت کا منہ کون دیکھے گا۔

دانی کہ چراست تو بہ نا کردن من (۶۱۵) زیرا کہ حرام نیست می خوردن من
بر اہل مجاز است بہ تحقیق حرام می خور دن اہل راز بر کردن من
معانی: اہل مجاز: ظاہر ہیں۔ اہل راز: اہل باطن، جو رازوں کو جانتا ہے۔
ترجمہ: تجھے معلوم ہے کہ میرا تو بہ نہ کرنا کس وجہ سے ہے، اس لیے کہ میرا شراب
پینا حرام نہیں ہے۔ اہل مجاز پر شراب یقیناً حرام ہے لیکن اہل راز کے شراب پینے کا ذمہ دار
میں ہوں۔

تا کی غم آن خورم کزین دیر کھن (۶۱۶) ز احوال مرا نہ سر پدیدست نہ بن
زان پیش کہ رخت از این سرا بر بندم ساقی بدہم می کہ ہمین است سخن
معانی: دیر کھن: زمانہ قدیم، دنیا۔ بن: جڑ۔ رخت: اسباب، اثاثہ۔
ترجمہ: کب تک اس چیز کا غم کھاؤں کہ اس دنیا میں میرے حالات کا نہ سر ظاہر ہے نہ
پیر۔ اس سے پہلے کہ میں اس دنیا سے اپنا سامان سفر باندھ لوں اے ساقی مجھے شراب دے کہ یہی
اصل بات (مطلوب) ہے۔

صیاد نہ ای حدیثِ نَخچیر مکن (۶۱۷) چیزِی کہ نخراندہ ای تو تفسیر مکن
چون پیر حقیقت ز تو معنی طلبد از دیدہ بکن ادا و تقریر مکن

معانی: صیاد: شکاری۔ نَخچیر: شکار۔ تفسیر: تشریح، وضاحت۔

ترجمہ: تو شکاری نہیں ہے شکار کی بات نہ کر اور جس چیز کو تو نے نہیں پڑھا اس کی تفسیر نہ کر، جب پیر حقیقت تجھ سے معنی پوچھے تو آنکھ سے بیان کر اور تقریر مت کر۔

احوالِ جہان بر دلم آسان می کن (۶۱۸) و افعالِ بد م ز خَلق پنهان می کن
امروز خوشم بدار و فردا با من آنچه از کرم تو می سزد آن می کن
معانی: افعال: فعل کی جمع، کام۔ خَلق: اللہ کی پیدا کی ہوئی چیزیں، انسان۔

ترجمہ: دنیا کے حالات مجھ پر آسان کر دے اور میرے برے اعمال کو لوگوں سے پوشیدہ رکھ، آج مجھے خوش رکھ اور کل میرے ساتھ وہ سلوک کر جو تیرے لطف و کرم کے شایانِ شان ہے۔

یا رب ز قبول و ز ردّم باز رہان (۶۱۹) مشغولِ خودم کن ز خودم باز رہان
تا هشیارم ز نیک و بد می دانم مَسْتَم کُن و از نیک و بد م باز رہان
معانی: مشغول: مصروف۔ باز رہان: رہائی دیدے۔

ترجمہ: خدایا! مجھے قبول کرنے اور رد کرنے سے رہائی دیدے مجھے اپنی ذات میں مشغول رکھ اور تکبر سے نجات دیدے، جب تک میں باہوش ہوں اچھا برا جانتا ہوں مجھے مست کر دے اور اچھے، برے سے رہائی دیدے۔

در عالمِ خاک از کِیران تا بہ کِیران (۶۲۰) چندان کہ نظر کنند صاحبِ نظران
حاصل ز جہانِ بی وفا چیزی نیست الاّ مَی لعل و عارضِ خوش پسران
معانی: کِیران: آخر، آخری حد، کنارہ۔ عارض: رخسار، گال۔

ترجمہ: دنیا میں ایک کنارے سے دوسرے کنارے تک اہل نظر جس قدر نگاہ کرتے ہیں دیکھتے ہیں کہ اس بے وفادار دنیا سے سوائے شراب سرخ اور نوجوانوں کے خوبصورت رخسار کے کچھ بھی حاصل نہیں ہے۔

در دامنِ این نو انگیزِ کُھن (۶۲۱) با یارِ تو سرز یک گریبان بر کن
دستی کہ زمانہ را نتابد سَر و بُن کُوئہ بکن از وی کہ دراز است سخن
معانی: نو انگیز: نئی پریشانیاں پیدا کرنے والا، نئے نئے فتنے برپا کرنے والا۔

سر و بن: سراور پیر۔ کوتہ: = کوتاہ، مختصر۔

ترجمہ: اس پرانے آسمان کے نیچے جو نئے نئے فتنے پھیلانے والا ہے اپنے دوست کے ساتھ اچھی طرح متفق ہو جا اور اس ہاتھ کو جو زمانے کا کچھ بگاڑ نہیں سکتا دراز مت کر کیونکہ بات بڑی لمبی ہے۔

دارم ز جفایِ فلک آئینہ گون (۶۲۲) وز گردشِ روزگارِ خس پرور، دون
از دیدہ رخی ہمجو پیالہ پر اشک وز گریہ دلی ہمجو صراحی پر خون
معانی: آئینہ گون: آئینہ کی طرح، آئینہ صفت۔ خس پرور: کمینہ پرور، کمینہ پرست۔
پُر اشک: آنسوؤں سے بھرا ہوا۔

ترجمہ: آئینہ صفت آسمان کے ظلم و ستم سے، پست، کمینہ پرور آسمان کی گردش سے آنکھوں کی وجہ سے میرا چہرہ پیالے کی طرح آنسوؤں سے پر ہے، اور آہ وزاری کی وجہ سے دل صراحی کی طرح خون سے لبریز ہے۔

رندی دیدم نشستہ بر خُنگِ زمین (۶۲۳) نئی کفر نہ اسلام نہ دنیا و نہ دین
نئی حق نہ حقیقت نہ شریعت نہ یقین اندر دو جہان کرا بود زہرۂ این
خنگ: سفید رنگ کا گھوڑا۔ زہرہ: روشن، تابناک، اس سے مراد یہاں 'روشن دل'
یا 'بہادر' ہے۔

ترجمہ: میں نے ایک شرابی کو دیکھا جو زمین کے گھوڑے پر سوار تھا، نہ کافر تھا نہ مسلمان، نہ دنیا کا تھا نہ دین کا۔ نہ خدا کو مانتا تھا نہ حقیقت کو، نہ شریعت کی پرواہ تھی نہ یقین رکھتا تھا، اس جیسا روشن دل دونوں جہاں میں کون ہو سکتا ہے۔

تا بتوانی خدمتِ رندان می کن (۶۲۴) بنیادِ فسادِ دھر ویران می کن
بشنو سخنِ راست ز عمرِ ختِیام می خور و رہ می زن و احسان می کن
معانی: رہ زدن: = راہ زدن، راستہ طے کرنا، راستہ چلنا۔ ویران کردن: کھود ڈالنا، تباہ و برباد کر دینا۔

ترجمہ: جہاں تک ممکن ہو شرابیوں کی خدمت کر اور زمانے کے فساد کی بنیاد کھود ڈال۔

عمرِ حیات سے سچی بات سن، شراب پی، راستہ چل اور احسان کر۔

آن را کہ و قوفست بر احوالِ جهان (۶۲۵) شادی و غم و رنجِ بر و شد آسان
چون نیک و بد جهان بسر خواهد شد خواہی ہمہ درد باش، خواہی درمان
ترجمہ: جس شخص کو دنیا کے حالات سے واقفیت ہے خوشی اور رنج و غم اس پر آسان
ہو گئے۔ جب دنیا کی اچھائی اور برائی گزر رہی جائے گی تو چاہے تو ہر تن درد بن جایا دوا۔

روزی کہ گذشت از و یاد مکن (۶۲۶) فردا کہ نیامده است فریاد مکن
برنامده و گذشته بنیاد مکن حالی خوش باش و عمر برباد مکن
ترجمہ: جو دن گزر گیا اس کی فکر نہ کر اور کل جو نہیں آیا ہے اس کے لیے فریاد و فغاں مت
کر۔ جو نہیں آیا اور جو گذر چکا اس پر بھروسہ نہ کر، اس وقت خوش رہ اور عمر برباد نہ کر۔

اکنون کہ ز ند هزار دستان (۶۲۷) جز بادۀ لعل از کفِ مستانِ مستان
بر خیز و بیا کہ گل بہ شادی می گفت روزی دو سہ دادِ خود ز بُستانِ بستان
معانی: ہزار دستان: بلبل، عنذ لیب۔ داد: نصیب، حصہ، فائدہ۔

ترجمہ: اب جب کہ بلبل نغمہ سرائی کر رہا ہے تو مستوں کے ہاتھ سے شراب سرخ کے علاوہ کچھ
بھی نہ لے۔ اٹھ اور آ جا کہ پھول خوشی سے کہہ رہا ہے کہ دو تین روز باغ سے اپنی مراد پوری کر لے۔

در جسمِ پیالہ جان روانست روان (۶۲۸) در روحِ مجسمِ آن روانست روان
در آبِ فسرده آتشِ سیال است در درجِ بلور لعل کانست روان
معانی: درج: چھوٹی سی ڈبیا جس میں عطر وغیرہ رکھتے ہیں، معشوق کا دہن۔ آبِ فسرده:
شیشہ، بلور۔ سیال: جاری، رواں۔ بلور: صاف و شفاف۔ لعل: یاقوت، سرخ، معشوق کے سرخ
ہونٹ، انگور کی شراب۔

ترجمہ: پیالے کے اندر روح جاری و ساری ہے، اور مجسم جان میں وہی روح جاری
ہے۔ شیشہ میں جلادینے والی آگ ہے اور صاف و شفاف ڈبیے میں معدن کا سرخ یا قوت ہے۔
روزی کہ مُقَدِّسانِ خاکی مَسْکَن (۶۲۹) گردند سوار باز بر مر کبِ تن
چون لالہ بہ خونِ مژہ آلودہ کفن از خاکِ سرِ کوی تو بر خیزم من

معانی: مقدّسان: مقدّس کی جمع، پرہیزگار لوگ۔ خاکِ مسکن: اس سے مراد قبر ہے۔ مَرکَب: سواری۔ مژہ: پلک۔ آغشته کفن: آلودہ کفن۔

ترجمہ: جس دن قبر کے مقدّس افراد بدن کی سواری پر پھر سوار کیے جائیں گے تو میں لالہ کی طرح پلکوں کے خون سے کفن کو آلودہ کیے ہوئے تیرے کوچے کی خاک سے اٹھوں گا۔

دی بر لبِ جوی با نگاری موزون (۶۳۰) من بودم و ساغر و شرابِ گلگون
در پیش نہادہ صد فی کز گھرش نوبت زدن صبح صادق آید بیرون
معانی: موزون: مناسب۔ شرابِ گلگون: سرخ شراب۔ صدف: سیپ۔ گہر:
= گوہر، موتی۔ نوبت زدن چیز ی: کسی چیز کے آنے کی اطلاع دینا۔

ترجمہ: کل رات ندی کے کنارے خوبصورت معشوق کے ساتھ میں تھا، پیالہ تھا اور سرخ شراب۔ جب اس نے اپنا دہن کھولا تو اس کے موتی (جیسے سفید دانتوں) سے صبح صادق طلوع ہو رہی تھی۔

زین گنبد گردندہ بد افعالی بین (۶۳۱) وز جملہ دوستان جہان خالی بین
تا بتوانی تو یک نفس خود را باش فردا مطلب، گزار دی، حالی بین
معانی: گنبد گردندہ: آسمان۔ بد افعالی: سیاہ کاری، بد کرداری۔

ترجمہ: اس آسمان کی سیاہ کاری تو دیکھو اور دیکھو کہ تمام دوستوں سے دنیا خالی ہوگئی، جس قدر بھی ممکن ہو اپنی ایک سانس سے بھی استفادہ کر لے، آنے والے کل اور گزرے ہوئے کل کی فکر مت کرو اور اپنے حال کو دیکھ۔

از آمدن و رفتنِ ما سودی کو (۶۳۲) وز تارِ امیدِ عمرِ ما بُو دی کو
در جنبِ چرخ جانِ چندینِ پاکان می سوزد و خاک می شود دودی کو
معانی: تار: تانا، دھاگا۔ پود: بانا، کپڑا بننے کا دھاگا۔ تار و پود: تانا بانا۔ جنب: محیط، دائرہ، ہر چیز جو گول ہو۔ پاکان: پاک کی جمع۔ دود: دھواں۔

ترجمہ: ہمارے (دنیا میں) آنے اور جانے سے کیا فائدہ ہے، ہماری عمر کی امید کا تانا بانا کہاں ہے، آسمان کے دائرے میں کتنے پاک لوگوں کی جانیں جلتی ہیں، راکھ ہو جاتی ہیں

اور دھواں تک نہیں اٹھتا۔

بردار پیالہ و سبو ای دلجو (۶۳۳) بر گیر بہ گرد سبزہ زار و لب جو
کین چرخ بسی قد بتانِ مہ رو صد بار پیالہ کرد و صد بار سبو
معانی: دلجو: مہربان، شفیق، ہمدرد، معشوق۔ مہ رو: خوبصورت، حسین۔

ترجمہ: اے معشوق! پیالہ و صراحی اٹھا لے اور کسی سبزہ زار اور دریا کا کنارہ تلاش کر
کیونکہ اس آسمان نے بہت سے خوبصورت معشوقوں کے بدن کو سیکڑوں بار پیالہ اور صراحی بنایا۔
ای آپ حیاتِ مضمحل اندر لب تو (۶۳۴) مگزار کہ بو سد لب ساغر لب تو
گر خونِ صراحیِ نخورم مرد نیم او خود کہ بود کہ لب نہد بر لب تو
معانی: مضمحل: پوشیدہ، مخفی۔ ساغر: پیالہ، جام۔

ترجمہ: اے محبوب! آپ حیاتِ تیرے لبوں میں پوشیدہ ہے ساغر کے ہونٹ کو مہلت نہ
دے کہ وہ تیرے ہونٹ کا بوسہ دے، اگر میں صراحی کا خون نہ پیوں تو مرد نہیں ہوں وہ کون ہوتا
ہے کہ تیرے ہونٹ پر ہونٹ رکھے۔

آن قصر کہ بر چرخِ ہمی زد پہلو (۶۳۵) بر درگہ او شہانِ نہادندی رو
دیدیم کہ بر کنگرہ اشِ فاختہ یی بنشستہ ہمی گفت کہ کو کو کو کو
معانی: بر چرخِ پہلو زد: آسمان سے باتیں کرنا۔ کو کو کو کو: فاختہ کے بولنے
کی آواز، شاید اس سے یہ مراد ہو کہ اس کے مکین کہاں چلے گئے۔

ترجمہ: وہ محل جو آسمان سے باتیں کر رہا تھا اور جس کی چوکھٹ پر بادشاہ سر جھکاتے تھے
ہم نے دیکھا کہ اس کے کنگرے پر ایک فاختہ بیٹھی ہوئی کو کو کو کو کر رہی تھی۔

یا قوت لبی لعلِ بدخشانی کو (۶۳۶) وان راحتِ روح و راحِ ریحانی کو
می گر چہ حرام در مسلمانی شد تو می خور و غم مخور، مسلمانی کو
معانی: یا قوت لب: سرخ ہونٹ والا۔ لعلِ بدخشان: بدخشاں کا سرخ پتھر۔
بدخشان: افغانستان میں ایک جگہ کا نام ہے جہاں کا پتھر بہت مشہور ہے۔ راحِ ریحانی:
خوشبودار شراب۔ ریحان: ایک قسم کا پھول۔

ترجمہ: سرخ ہونٹوں والا لعل بدخشاں (معشوق) کہاں ہے، وہ روح کا سکون اور خوشبودار شراب کہاں ہے، شراب اگرچہ اسلام میں حرام ہوگئی لیکن تو شراب پی اور غم نہ کھا کیونکہ آج مسلمان ہی کون ہے۔

چون بادہ خوری ز عقل بیگانہ مشو (۶۳۷) مد ہوش مباح و جہل را خانہ مشو
خواہی کہ می لعل حلالیت باشد آزارِ کسی معجو و دیوانہ مشو
معانی: بیگانہ: بے تعلق، اجنبی۔ جہل: نادانی۔ می لعل: سرخ شراب۔ آزار: تکلیف۔
ترجمہ: جب تو شراب پیے تو عقل سے بیگانہ، بدست اور جاہل نہ بن۔ اگر تو چاہتا ہے کہ سرخ شراب تیرے لیے جائز ہو جائے تو کسی کو تکلیف نہ پہنچا اور دیوانہ نہ بن۔

در دیدۀ تنگِ مُور نور است از تو (۶۳۸) در پایِ ضعیفِ پَشہ زور است از تو
ذاتِ تو سزااست مر خدا وندی را ہر وصف کہ نا سزااست دور است از تو
معانی: مور: = مورچہ، چیونٹی۔ پَشہ: چھڑ۔

ترجمہ: چیونٹی کی تنگ آنکھوں میں نور اور چھڑ کے کمزور پیروں میں زور تیرے ہی دم سے ہے، تیری ہی ذات تو فقط خداوندی کے لائق ہے اور ہر بری صفت تجھ سے دور ہے۔

روزی کہ بود وقتِ ہلاکِ من و تو (۶۳۹) از تنِ برودِ روانِ پاکِ من و تو
از بسکہ نبا شیم درین چرخِ کیبود مہ در تابد بر سرِ خاکِ من و تو
ترجمہ: جس دن ہماری ہلاکت کا وقت آجائے اور بدن سے ہماری پاک روح نکل جائے تو ہم مدتوں اس نیلگوں آسمان کے نیچے نہیں ہوں گے اور ہماری قبروں پر چاند چمکتا رہے گا۔

ای آنکہ پدید گشتم از قدرتِ تو (۶۴۰) پروردہ شدہ بہ ناز و از نعمتِ تو
صد سال بہ امتحانِ گناہ خواہم کرد تا جرمِ من است بیش یا رحمتِ تو
ترجمہ: اے وہ ذات جس کی قدرت سے میں عالم وجود میں آیا اور تیرے ہی ناز و نعمت میں میری پرورش ہوئی، سو سال امتحان کے لیے گناہ کروں گا تا کہ دیکھوں میرا جرم زیادہ ہے یا تیری رحمت۔

ای رفتہ بہ چوگانِ قضا ہمچو گو (۶۴۱) چپ میخور و راست برو ہیچ مگو

کانکس کہ ترا فگند، اندر تگ و پو او داند و او داند و او داند و او
معانی: چو گان: گھوڑے پر چڑھ کر گیند کھیلنا، پولو۔ چپ خوردن: دھوکا کھانا، مصیبتیں
برداشت کرنا، مخالفت برداشت کرنا۔ تگ و پو: تگ و دو، دوڑ دھوپ۔
ترجمہ: اے وہ شخص جو چوگان قضا و قدر کے ہاتھوں گیند بنا ہوا ہے مصیبتیں برداشت کر،
سیدھے چل اور کچھ نہ کہہ کیونکہ جس شخص نے تجھے تگ و دو میں مبتلا کیا ہے (تیرے انجام کے سلسلے
میں صرف) وہی جانتا ہے۔

این چرخ فلک بھرِ ہلاک من و تو (۶۳۲) قصدی دارد به جانِ پاکِ من و تو
بر سبزہ نشین، پیالہ کش و دیر نماند تا سبزہ برون دمد ز خاکِ من و تو
ترجمہ: یہ آسمان کی گردش ہمارے ہلاک کرنے کے لیے ہماری پاک جان کی درپے
ہے۔ سبزہ پر بیٹھ اور پیالہ لے لے اس سے قبل کہ ہماری قبر سے سبزہ اُگے۔

ماییم خریدارِ می کھنہ و نو (۶۳۳) وانگاہ فرو شندہ جنت به دو جو
گفتی کہ پس از مرگ کجا خواہی رفت می پیش من آر و هر کجا خواہی رو
ترجمہ: ہمیں پرانی اور نئی شراب خریدنے والے ہیں اور اس وقت جنت کو دو جو میں بیچنے
والے ہیں۔ تو نے پوچھا کہ مرنے کے بعد کہاں جائے گا، ارے شراب میرے پاس لے آ
اور جہاں جی چاہے چلا جا۔

چون رفت ز جسم جوهرِ روشن تو (۶۳۴) با جنسِ دگر گزین کند مسکنِ تو
آیند و روند هیچ کس نشناسند تا زیرِ زمین چہ می رود بر تنِ تو
معانی: جوهر: ہر چیز کا اصل مادہ، قیمتی چیز۔ مسکن: ٹھکانہ، رہنے کی جگہ۔
ترجمہ: جب جسم سے تیری پاک روح نکل جائے اور دوسری چیز کے ساتھ تیرا ٹھکانا
بنادے تو (تیری قبر پر) بہت سے افراد آئیں گے اور چلے جائیں گے اور کوئی نہیں جان سکے گا قبر
میں تیرے بدن پر کیا گزر رہی ہے۔

از تن جو برفت جانِ پاکِ من و تو (۶۳۵) خشتی دو نہند بر مُغاکِ من و تو
وانگہ ز برایِ خشتِ گورِ دگران در کالبدی کشند خاکِ من و تو

معانی: مغاک: گڈھا، گہری جگہ، (مجازاً) قبر۔ در کالبد کشیدن: سانچے میں ڈھالنا، بنانا۔

ترجمہ: جب ہماری روح جسم سے نکل جائے گی تو لوگ ہماری قبروں پر دو چار اینٹیں رکھ دیں گے اور پھر دوسروں کی قبروں کی اینٹ کے لیے ہماری مٹی کو اینٹ کے قالب میں ڈھالیں گے۔

گر با خردی تو حرص را بندہ مشو (۶۳۶) در پای طمع خوارو سر افکنده مشو
چون آتش تیز باش و چون آب روان چون خاک به هر باد پرا گنده مشو
ترجمہ: اگر تو عقلمند ہے تو لالچ کا غلام نہ بن، لالچ کے قدموں تلے ذلیل و رسوا نہ ہو، تیز آگ اور جاری پانی کی طرح بن جا، غبار کی طرح ہر ہوا کے ساتھ اڑتا نہ پھر۔

نا کردہ گناہ در جہان کیست بگو (۶۳۷) آن کس که گنہ نکرد چون زیست بگو
من بد کنم و تو بد مکافات دہی پس فرق میان من و تو چیست بگو
معانی: گنہ = گناہ۔ مکافات: بدلہ، اچھے یا برے کام کی جزا یا سزا۔

ترجمہ: ایسا شخص جس نے گناہ نہیں کیا ہو دنیا میں کون ہے مجھے بتادے اور جس شخص نے گناہ نہ کیا ہو اس نے کیسے زندگی گذاری مجھے بتادے۔ اگر میں برائی کروں اور تو برا بدلہ دے تو بتا کہ میرے اور تیرے درمیان فرق ہی کیا ہے۔

ای زندگی تن و توانم ہمہ تو (۶۳۸) جانی و دلی ای دل و جانم ہمہ تو
تو هستی من شدی ازانی ہمہ من من نیست شدم در تو ازانم ہمہ تو
ترجمہ: اے میرے جسم و روح کی زندگی سب کچھ تو ہی ہے، اے میرے دل و جان میرا سب کچھ تو ہی ہے۔ تو میرے وجود کا ذریعہ بنا اس لیے میرا سب کچھ تو ہی ہے اور میں تیری ذات میں فنا ہو گیا اس لیے تیرا سب کچھ میں ہوں۔

ای دل ز غم جہان کہ گفت خون شو (۶۳۹) یا ساکن عشوہ خانہ گردون شو
دانی چہ کنی جو نیست سامان مقام انگار درون نیامدی بیرون شو
معانی: ساکن: قیام پذیر، رہنے والا، مقیم۔ عشوہ خانہ: فریب کی جگہ، دھوکے کی جگہ۔ سامان: لوازم زندگی، وسائل زندگی، قرار۔

ترجمہ: اے دل کس نے تجھ سے کہا کہ دنیا کے غموں سے خون ہو جا، یا آسمان کے عشوہ خانے میں قیام پذیر ہو جا، جب تو جانتا ہے کہ یہاں تیرا مستقل قیام نہیں ہے تو سمجھ لے کہ گویا تو اس دنیا میں نہیں آیا، اس سے باہر نکل جا۔

تن در غم روزگار بیداد مدہ (۶۵۰) ما را ز غم گذشتگان یاد مدہ
دل جز بہ سر زلف پری زاد مدہ بی بادہ مباح و عمر بر باد مدہ
ترجمہ: بتم پیشہ زمانے کے غم میں جسم کو مبتلا نہ کر، ہمیں گزرے ہوئے لوگوں کے غموں کی یاد نہ دلا۔ معشوق کی زلف کے سرے کے علاوہ کسی سے دل نہ لگا، بغیر شراب کے مت رہ اور زندگی برباد نہ کر۔

در مجلس عشاق نشستیم ہمہ (۶۵۱) از محنت ایام بڑستیم ہمہ
از بادۂ شوقی قد حی نو شیدیم آزادہ و آسودہ و مستیم ہمہ
ترجمہ: ہم سب عاشقوں کی بزم میں بیٹھے ہیں، زمانے کے رنج و غم سے ہم نے رہائی پالی، شراب شوق کا ایک پیالہ ہم نے نوش کیا اور آزاد، خوش حال اور مدہوش ہو گئے ہیں۔
ای یار، ز روزگار باش آسودہ (۶۵۲) و اندوہ زمانہ کم خور از بیہودہ
جون کسوتِ عمر بر تن چاک شود چہ کردہ و چہ گفته و چہ نا بودہ
معانی: اندوہ: رنج و غم۔ کسوت: لباس، پوشاک۔

ترجمہ: اے دوست! زمانے سے بے پروا ہو جا اور بے کار زمانے کا غم کم کھا، کیونکہ جب عمر کا لباس تیرے بدن پر چاک ہو جائے تو کیا کیا ہوا، کیا کہا ہوا اور کیا نہ ہوا (نامرادی) سب برابر ہے۔

فر یاد کہ عمر رفت بر بیہودہ (۶۵۳) ہم لقمۂ حرام و ہم نفس آلودہ
فرمودۂ نا کردہ سیاہ رویم کرد فریاد ز کردہ ہای نا فرمودہ
معانی: فرمودہ: نا کردہ: اوامر الہی کی نافرمانی، احکام الہی سے روگردانی۔ کردہ ہای نافرمودہ: نواہی کا ارتکاب، جن چیزوں سے اللہ نے منع کیا ہے ان کو انجام دینا۔

ترجمہ: افسوس! کہ زندگی بے کار کے کاموں میں صرف ہو گئی، لقمہ حرام کھاتا رہا اور

نفس بھی آلودہ رہا۔ حکم الہی کی نافرمانی نے میرا چہرہ سیاہ کر دیا، افسوس کہ نواہی الہی کے مرتکب ہوتے رہے۔

اندیشہٴ عمر بیش از شصت مَنہ (۶۵۳) ہر جا کہ قدمِ نہی بہ جز مست مَنہ
زان پیش کہ کَلہ سرت کوزہ کنند رو کوزہ زدوش و کاسہ از دست مَنہ
ترجمہ: عمر کی فکر ساٹھ سال سے زیادہ نہ کر اور جہاں بھی قدم رکھ صرف مدہوشی کے عالم
میں رکھ۔ اس سے پہلے کہ تیری کھوپڑی سے لوگ صراحی بنائیں، جا صراحی کندھے سے اور پیالہ
ہاتھ سے نہ چھوڑ۔

چند از بی حرص و زتنِ فرسودہ (۶۵۵) ای دوست دُوی گردِ جہان بیہو دہ
رفتند و روند ہم بیا بند و روند یکدم بہ مرادِ خویشتن نا بو دہ
معانی: حرص، لالچ، کسی چیز کے زیادہ ملنے کی خواہش۔ فرسودہ: پرانا، گھسا ہوا،
ناتواں، کمزور۔ بیہودہ: بے کار، بے فائدہ۔

ترجمہ: اے دوست! کب تک لالچ اور ناتواں جسم کی وجہ سے دنیا کے گرد بے کار پھرتا
رہے گا۔ کتنے لوگ گئے اور جا رہے ہیں اور کتنے لوگ آئیں گے اور چلے جائیں گے ایک لمحہ کے
لیے بھی ان کی مرادیں پوری نہ ہوئیں۔

ما عاشق و مست و می پرستیم ہمہ (۶۵۶) در کویِ خرابات نشستیم ہمہ
بگذشتہ ز فُبح و حسن و از وہم و خیال از ما مطلبِ ہوش کہ مستیم ہمہ
ترجمہ: ہم سب کے سب عاشق، رند اور مے پرست ہیں اور شراب خانے کے کوچے میں
بیٹھے ہیں۔ اچھے، برے اور وہم و خیال سے آزاد ہیں، ہم سے ہوش نہ طلب کر کیوں کہ ہم سب کے
سب مدہوش ہیں۔

یک جر عہ، می کھنہ ز ملکِ نو بہ (۶۵۷) وز ہر چہ ز ہر طریق بیرون شو بہ
جامیست بہ از ملکِ فریدون صدبار خشکِ سر خم ز تاجِ کیخسرو بہ
معانی: طریق: روش، آئین، مذہب۔ فریدون: ایران کے قدیم بادشاہوں میں سے
ایک بادشاہ جس کا نسب تہمورث تک پہنچتا ہے۔ کیخسرو: ایران قدیم کے ایک بادشاہ کا نام

جس کی حکومت کا زمانہ یزدگرد اور بہرام گور کے درمیان تھا۔

ترجمہ: پرانی شراب کا ایک گھونٹ نئی سلطنت سے بہتر ہے اور ہر چیز سے ہر دین و مذہب سے بے تعلق ہو جا، یہی بہتر ہے۔ شراب کا ایک پیالہ فریدوں کی حکومت سے صد ہا بہتر ہے اور صراحی کا سرپوش کینچنسر کے تاج سے بہتر ہے۔

روزی بینی مرا تو مست افتاده (۶۵۸) در حلقہ زلف، بُت پرست افتاده
دستار ز سر، قدح ز دست افتاده در پای تو سر نہادہ پست افتاده
ترجمہ: ایک دن تو مجھے دیکھے گا کہ مست پڑا ہوں اور (معشوق کی) زلف کے حلقے میں
بت پرستوں کی طرح پڑا ہوں، عمامہ سر سے اور جام شراب ہاتھ سے گر پڑا ہو تیرے پیر میں سر
رکھے ہوئے اوندھا پڑا ہوں۔

نقشی است کہ بر وجود ما ریختہ ای (۶۵۹) صد بوالعجبی ز ما برانگیختہ ای
من زان بہ ازین نمی توانم بودن کز بُوتہ مرا چنین فرو ریختہ ای
معانی: بوالعجبی: عجیب و غریب چیزیں، تعجب خیز چیزیں۔ بوتہ: پودا۔ از بوتہ
فرو ریختن: سے مراد پیدا کرنا، بنانا ہے۔

ترجمہ: ہمارے وجود پر جو نقش و نگار تو نے بنائے ہیں اس سے سیکڑوں عجیب و غریب
چیزیں پیدا کی ہیں، اس وجہ سے میں جیسا ہوں اس سے بہتر نہیں ہو سکتا کیونکہ مجھے ایسا ہی تو نے
بنایا ہے۔

ہر تو بہ کہ کردیم شکستیم ہمہ (۶۶۰) بر خود در نام و ننگ بستیم ہمہ
عیم نکند اگر کنم بی خردی کز بادۂ عشق مستیم ہمہ
ترجمہ: ہم نے جتنی بھی توبہ کی سب توڑ ڈالی اور اپنے اوپر نیک نامی اور بدنامی کے تمام
دروازے بند کر لیے۔ اگر میں بے وقوفی کروں تو مجھے سرزنش نہ کریں کیونکہ ہم سب شراب عشق
سے مدھوش ہیں۔

ای من در می خانہ بہ سبیل زفتہ (۶۶۱) ترک بد و نیک جملہ عالم کر دہ
گر ہر در جہان چو گوی افتند بہ گوی بر من بہ جوی چو مست با شم خفتہ

معانی: زفتن: صاف کرنا، جھاڑ دینا۔ سبلت: داڑھی۔ گوی: گیند۔ گوی: نشیب، گڈھا۔
ترجمہ: اے معشوق میں نے شراب خانے کے دروازے کو اپنی داڑھی سے صاف کر دیا
ہے اور دنیا کے تمام اچھے برے کو چھوڑ دیا ہے۔ اگر دونوں جہاں گیند کی طرح نشیب میں گر
پڑے تو بھی میرے اوپر ذرہ برابر اثر نہیں پڑے گا جب میں مدہوش سویا رہوں۔

ہر روز بر آنم کہ کنم شب تو بہ (۶۶۲) از جام و پیالہ لبالب تو بہ
اکنون کہ رسید وقت گل تر کم دہ در مو سم گل ز تو بہ یا رب تو بہ
ترجمہ: میں ہر دن سوچتا ہوں کہ رات کو تو بہ کروں گا، چھلکتے ہوئے جام اور پیالے سے
تو بہ کروں گا۔ اب جب کہ موسم بہار آ گیا تو مجھے اپنے حال پر چھوڑ دے، خدایا! موسم بہار میں
تو بہ سے تو بہ کرتا ہوں۔

ای بی خبر از کارِ جہان ہیج نہ ای (۶۶۳) بنیاد بہ بادست ازان ہیج نہ ای
شد حدّ وجود در میانِ دو عدم اطراف بود، تو در میان ہیج نہ ای
ترجمہ: اے دنیا کے کام سے بے خبر تو کچھ بھی نہیں ہے تیری بنیاد ہوا پر ہے اس لیے تو کچھ
بھی نہیں ہے، (لہذا تیرا) وجود تو صرف دو عدم کے درمیان ہوا، (جن میں) اطراف خود سے قائم
ہیں اور تو درمیان میں کچھ بھی نہیں ہے۔

این چرخ جو طاسیست نگون افتادہ (۶۶۴) در وی ہمہ زیر کان زبون افتادہ
در دوستی شیشہ و ساغر نگرید لب بر لب و در میان خون افتادہ
معانی: طاس: پیالہ، طشت۔ زبون: بے چارہ، عاجز، پریشاں حال۔
ترجمہ: یہ آسمان ایک الٹے پیالے کی طرح ہے جس میں تمام عقل مند پریشاں حال
ہیں۔ شیشہ و ساغر کی دوستی تو دیکھو کہ ہونٹ پہ ہونٹ تو دھرے ہیں لیکن دونوں کے درمیان
(پیالے میں) خون بھرا ہے۔

جانان بہ کدام دست بر خاستہ ای (۶۶۵) کز طلعتِ خویش ماہ را کاستہ ای
خوبانِ جہان بہ عید رو آریند تو عید بہ رویِ خویش آراستہ ای
ترجمہ: اے معشوق کن ہاتھوں سے تجھے بنایا گیا ہے کہ تو نے اپنے حسن سے چاند کے

حسن کو مات دیدی ہے۔ حینانِ جہاں عید کے دن بنتے سنورتے ہیں اور تو نے اپنے چہرے سے عید کو زینت بخشی ہے۔

مشنو سخنِ چرخ پُر آواز شدہ (۶۶۶) مئی خور ز کفِ ساقیِ دمساز شدہ
کان کس کز مادر آمد امروز برون فردا بینی بہ کون زن باز شدہ
معانی: پُر آواز: شور و غل مچانے والا، مشہور۔ دمساز: درد آشنا، ہدم، مونس۔ بہ کون
زدن: دنیا میں آنا۔ باز شدن: جانا، رخصت ہونا۔

ترجمہ: شور و غل مچانے والے آسمان کی بات نہ سن اور درد آشناساقی کے ہاتھ سے شراب
پی، کیونکہ آج جو شخص ماں سے پیدا ہوا اکل اسے دیکھے گا کہ دنیا سے چلا جائے گا۔

پیری دیدم بہ خوابِ مستی خفته (۶۶۷) وز گردِ شعور خانہ تن رفته
مئی خور دہ و مست خفته و آشفته اللہ لطیف بعینا دہ گفتہ
معانی: شعور: عقل، سمجھ، سوجھ بوجھ۔ اللہ لطیف بعینا دہ: اللہ اپنے بندوں پر مہربان ہے۔
ترجمہ: میں نے ایک بزرگ کو دیکھا جو مستی کی نیند سو یا تھا اور جسم کے گھر کو شعور کی گرد سے
صاف کیے ہوئے تھا۔ شراب پیے ہوئے مدہوشی کے عالم میں، پریشاں حال ”اللہ اپنے بندوں پر
مہربان ہے“ کہہ رہا تھا۔

غزہ چہ شوی بہ فسکن و کا شانہ (۶۶۸) بر عمر کہ هست حاصلش افسانہ
ہم خوابہ بادی و تو افروزی شمع بر رہگذرِ سیل چہ سازی خانہ
معانی: غزہ شدن: فریفتہ ہونا، غافل ہونا، مغرور ہونا۔ کا شانہ: چھوٹا گھر، آشیانہ۔
ہم خوابہ: مصاحب، ہمنشین، روبرو۔ سیل: سیلاب۔

ترجمہ: عمارت اور مکان پر کیوں گھمنڈ کرتا ہے جب کہ تیری عمر کا حاصل صرف افسانہ
ہے، تو آندھی کے روبرو ہے اور شمع روشن کر رہا ہے، سیلاب کے راستے میں کیوں گھر بنا رہا ہے۔
دل دست بہ طرۂ طرب ناوردہ (۶۶۹) جام مئی خوشدلی بہ لب ناوردہ
افسوس کہ بہ سرسید روزِ عمرم روزی بہ مرادِ دل بہ شب ناوردہ
معانی: طرۂ زلف، ہر چیز کا کنارہ۔ ناوردہ: نیاوردہ۔

ترجمہ: میرے دل نے کبھی زلفِ طرب تک رسائی حاصل نہیں کی، خوشدلی کی شراب کا پیالہ ہونٹ سے نہیں لگایا۔ افسوس! کہ میری زندگی کے دن ختم ہو گئے اور ایک دن بھی رات کو دلی مراد پوری نہ ہوئی۔

ساقی می خوشگوار بر دستم نہ (۶۷۰) وان ساغرِ چون نگار بر دستم نہ
آن می کہ چو زنجیرِ بیسجد بر خود دیوانہ شدم بیار بر دستم نہ
معانی: خوشگوار: خوش مزہ، لذیذ، زود ہضم۔ نگار: معشوق، محبوب۔

ترجمہ: اے ساقی! خوش مزہ شراب میرے ہاتھ میں دے اور وہ معشوق کی مانند جام میرے ہاتھ میں دے، وہ شراب جو زنجیر کی طرح قید کر لیتی ہے میں دیوانہ ہو گیا ہوں لے آ اور میرے ہاتھ میں دے (کیونکہ دیوانوں کے لیے زنجیر کی ضرورت پڑتی ہے)۔

ساقی بہ ضبوحی، می ناب اندر دہ (۶۷۱) مستانِ شراب را شراب اندر دہ
مستیم و خراب در خرابات فنا آوازہ بہ عالمِ خراب اندر دہ
معانی: خرابات: فنا: دنیا۔ عالم: خراب: دنیا۔

ترجمہ: اے ساقی! صبح کے دور میں خالص شراب دے، شراب سے مدہوش لوگوں کو شراب دیتا رہ۔ ہم دنیا میں بدمست و مخمور ہیں اس دنیا میں کھلم کھلا شراب دے۔

دانی ز چہ روی او فتادست و چہ راہ (۶۷۲) آزادی سرو و سوسن اندر افواہ
کین دارد دہ زبان و لیکن خاموش وان راست دو صد دست و لیکن کوتاہ
معانی: سوسن: ایک مشہور خوشبودار پھول جس کی پتیوں کو زبان سے تشبیہ دی جاتی ہے۔
کین = کہ + این۔

ترجمہ: کیا تجھے معلوم ہے کہ سرو و سوسن کی آزادی لوگوں کے اندر کیوں اور کس وجہ سے مشہور ہے، کیونکہ اس (سوسن) کی کئی زبانیں ہیں اور پھر بھی یہ خاموش ہے اور اُس سرو کے سیکڑوں ہاتھ ہیں لیکن سب کوتاہ ہیں۔

دنیا بہ مراد راندہ گیر آخر چہ (۶۷۳) وین نامہ عمر خواندہ گیر آخر چہ
گیرم کہ بہ کام دل بماندی صد سال صد سالِ دگر بماندہ گیر آخر چہ

ترجمہ: فرض کر لے کہ دنیا تیرے مقصود کے مطابق گذری اور اس عمر کی کتاب کو تو نے (پورا) پڑھ لیا تو بھی اس کا کیا نتیجہ ہے۔ میں نے فرض کیا کہ تو اپنی دلی مرادوں کے ساتھ سو سال زندہ رہا اور تجھے دوبارہ سو سال زندگی دی گئی پھر بھی اس کا انجام کیا ہے (یعنی پھر بھی ایک نہ ایک دن فنا ہی ہو جاتا ہے)۔

گویند حشیش بھرِ دل تنگی بہ (۶۷۳) واز جامِ شراب و نغمہٗ چنگی بہ
در مذهب کا ملانِ جنین مانند راست یک قطرہٗ می زخون صد بنگی بہ
معانی: حشیش: بھنگ۔ دلتنگی: رنج و غم۔

ترجمہ: کہتے ہیں کہ بھنگ رنج و غم مٹانے کے لیے اچھی ہے، شراب کے جام اور بربط کی سریلی آواز سے بہتر ہے۔ کاملوں کے مذہب میں یہی بات سچ ہے کہ شراب کا ایک قطرہ سیکڑوں بھنگ کھانے والوں کے خون سے قیمتی ہے۔

ای رفته و باز آمدہ و خم گشتہ (۶۷۵) نامت ز میانِ مردمان گم گشتہ
ناخنِ ہمہ جمع آمدہ و سُم گشتہ ریش از پس کون در آمدہ دُم گشتہ
معانی: خم: مٹی کا بڑا برتن جس میں شراب وغیرہ رکھی جاتی ہے، صراحی۔ کون: بیٹھنے کی جگہ، دُبر، پیچھا، چوڑ۔

ترجمہ: اے وہ شخص جو گیا، واپس آیا اور صراحی بن گیا، تیرا نام لوگوں کے درمیان سے غائب ہو گیا۔ تمام ناخن جمع ہو کر سرم ہو گئے اور داڑھی چوڑ کے پیچھے سے آکر پونچھ بن گئی۔

گر اسپ و یراق است و اگر فیروزہ (۶۷۶) مغرور مشو بہ دولتِ دہ روزہ
از قہرِ فلک هیچ کسی جان نبود امروز سبِ شکست و فردا کوزہ
معانی: یراق: جنگی سامان، ہتھیار۔ فیروزہ: ایک قیمتی پتھر۔

ترجمہ: اگر تیرے پاس گھوڑا، جنگی سامان اور زرو جواہر ہیں تو اس چند روزہ دولت پر گھمنڈ مت کر، آسمان کے غیظ و غضب کی کوئی تاب نہ لاسکا، آج صراحی ٹوٹی تو کل کوزہ (ٹوٹ جائے گا)۔

از درسِ علوم جملہ بگریزی بہ (۶۷۷) واندر سرِ زلفِ دلبر آویزی بہ
زان پیش کہ روزگار خونت ریزد تو خونِ قراہہ در قدحِ ریزی بہ

ترجمہ: تمام علوم کی تدریس سے تیرا بھاگنا ہی بہتر ہے اور معشوق کی زلف کے سرے میں مشغول رہنا ہی اچھا ہے، اس سے پہلے کہ زمانہ تیرا خون بہائے تیرا صراحی کا خون پیالے میں بہانا ہی بہتر ہے۔

بنگر ز صبا دامن گل چاک شدہ (۶۷۸) بلبل ز جمالِ نکل طربناک شدہ
در سایہ گل نشین کہ بسیار این گل از خاک بر آمدہ است و در خاک شدہ
ترجمہ: دیکھ باد صبا سے پھول کا دامن چاک ہو گیا اور بلبل پھول کے حسن سے خوش ہو گیا۔ پھول کے سائے میں بیٹھ کہ بہت سے پھول مٹی سے نکلیں گے اور مٹی میں مل جائیں گے۔
از ہر چہ بہ جز می دست کو تاہی بہ (۶۷۹) می ہم ز کفِ بتانِ خرگاہی بہ
مستی و قلندری و گمراہی بہ یک جرعہ می ز ماہ تا ماہی بہ
معانی: خرگاہ: لشکر کے ٹھہرنے کی جگہ، خیمہ لگانے کی جگہ۔ قلندری: درویشی، آزادی۔ از ماہ تا ماہی: از ساتا سمک، پوری دنیا۔

ترجمہ: شراب کے علاوہ ہر چیز سے ہاتھ اٹھا لینا بہتر ہے اور شراب بھی لشکری معشوقوں کے ہاتھ سے اچھی ہے۔ مستی، آزادی اور گمراہی بہتر ہے، شراب کا ایک گھونٹ پوری دنیا سے بہتر ہے۔

ما یم بہ لطف حق تو لا کردہ (۶۸۰) وز طاعت و معصیت تبرّا کردہ
آنجا کہ عنایت تو با شد، باشد نا کردہ جو کردہ کردہ چون نا کردہ
معانی: تو لا: محبت کرنا، امید لگانا۔ تبرّا: دوری اختیار کرنا، بچنا۔

ترجمہ: ہم اللہ کے لطف و کرم کی امید لگائے ہیں اور (اس کی) فرمانبرداری اور نافرمانی سے دوری اختیار کر لی ہے۔ جہاں تیری عنایت ہوگی وہاں تیری نافرمانی، فرمانبرداری اور فرمانبرداری، نافرمانی کی طرح ہوگی۔

تا چند ز مسجد و نماز و روزہ (۶۸۱) در میکدہ ہا مست شو از در یوزہ
خیام بخور بادہ کہ این خاکِ ترا گہ جام کنند و گہ سبو گہ کوزہ
معانی: در یوزہ: فقر، تہدستی۔ گہ = گاہ، کبھی۔

ترجمہ: کب تک مسجد، نماز اور روزہ کی باتیں کرے گا، فقیری اور ناداری کی وجہ سے شراب خانوں میں مست ہو جا۔ اے خیام تو شراب پی کیونکہ تیری اس مٹی سے کبھی جام بنائیں گے، کبھی صراحی اور کبھی کوزہ۔

جانہست درین راہ خطرناک شدہ (۶۸۲) تن زیرِ زمین ز نیک و بد پاک شدہ
بس رہگذری کہ بگذرد بر من و تو ما بی خبر از هر دو جهان خاک شدہ
ترجمہ: ایک جان ہے جو اس راہ میں ہلاکت میں پڑ گئی ہے، بدن زمین کے نیچے اچھے اور برے سے پاک ہو گیا ہے۔ بہت سے مسافر ہمارے اوپر سے گزریں گے اور ہم دونوں عالم سے بے خبر ہو کر مٹی ہو جائیں گے۔

ای نیک نکرده و بد یھا کرده (۶۸۳) وانگاہ بہ لطفِ حق تولا کرده
بر عفو مکن تکیہ کہ هر گز نبود ناکرده جو کرده، کرده جو ناکرده
معانی: تولا: دوستی، محبت، (مجازاً) بھروسہ۔ عفو: درگذر، بخشش۔ تکیہ: بھروسہ۔
ناکرده: انجام نہ دیا ہوا کام۔ کرده: انجام دیا ہوا کام۔

ترجمہ: اے وہ شخص جس نے نیکی نہیں کی اور صرف برائیاں کی ہیں اور پھر اللہ کے کرم پر تکیہ کیے ہوئے ہے، تو عفو و بخشش پر ہرگز بھروسہ نہ کر کیونکہ نہ کیا ہوا کام کیے ہوئے اور کیا ہوا کام نہ کیے ہوئے کے برابر نہیں ہو سکتا۔

ای در رہ بندگیت یکسان کہ و مہ (۶۸۴) در هر دو جهان خدمتِ درگاہِ تو بہ
نکبت تو بستانی و سعادت تو دہی یا رب تو بہ فضلِ خویش بستان و بدہ
معانی: کہ: چھوٹا، خرد۔ مہ: بڑا، کلاں۔ نکبت: بدبختی، ذلت۔

ترجمہ: اے وہ ذات جس کی بندگی کی راہ میں سب چھوٹے بڑے برابر ہیں، دونوں جہان میں تیری بارگاہ کی خدمت ہی بہتر ہے، تو بدبختی دور کرتا ہے اور خوش بختی عطا کرتا ہے خدا یا! تو اپنے فضل سے بدبختی دور کر اور خوش بختی دے۔

از آتش و باد و آب و خاکیم ہمہ (۶۸۵) در عالم کون در ہلاکیم ہمہ
تا تن با ماست در جفاییم ہمہ چون تن برود روانِ پاکیم ہمہ

ترجمہ: ہم سب آگ، ہوا، پانی اور مٹی (عناصرِ اربعہ) سے پیدا ہوئے ہیں اور عالم وجود میں ہلاکت میں پڑ گئے ہیں، جب تک جسم ہمارے ساتھ ہے ہم ظلم و ستم میں مبتلا ہیں اور جب جسم نہیں رہے گا تو پاک روح ہو جائیں گے۔

ما و می و معشوق و صبح ای ساقی (۶۸۶) از ما نبود تو بے نصوح ای ساقی
تا کی خوانی قصۂ نوح ای ساقی پیش آرسبک، راحتِ روح ای ساقی
معانی: توبۂ نصوح: سچی توبہ۔ سبک: جلد، فوراً۔ راحتِ روح: روح کا سکون، (مجازاً) شراب۔

ترجمہ: اے ساقی! ہم ہوں، شراب ہو، معشوق ہو اور صبح کا وقت ہو تو ایسے موقع پر ہم سے سچی توبہ ممکن نہیں ہے۔ اے ساقی! کب تک حضرت نوحؑ کا قصہ سناتا رہے گا جلدی شراب لے آ۔

دردہ می لعلِ مشک بو ای ساقی (۶۸۷) تا باز رہم ز گفتگو ای ساقی
یک کوزہ می بدہ ازان پیش کہ دھر خاکِ من و تو کند سبو ای ساقی
معانی: می لعل: سرخ شراب۔ مشک بو: خوشبودار۔ دھر: زمانہ۔
ترجمہ: اے ساقی! خوشبودار سرخ شراب دے تاکہ میں فضول باتوں سے باز آ جاؤں اور شراب کا ایک پیالہ دے اس سے قبل کہ زمانہ ہماری مٹی سے صراحی بنائے۔

زاهد نہ بہ زہد کرد شود ای ساقی (۶۸۸) زیرا کہ عمل عیان نمود ای ساقی
پُر کن قدحِ بادہ تو زود ای ساقی کاندر ازل آنچہ بود بود ای ساقی
ترجمہ: اے ساقی! زاہد نے اپنے زہد سے (مجھے) کچھ بھی فائدہ نہیں پہنچایا کیونکہ اس نے اپنا عمل ظاہر کر دیا، اے ساقی! تو شراب کا جام جلدی بھر کیونکہ جو ہونا تھا روز ازل ہی ہو چکا۔

شمع است و شراب و ماہتاب ای ساقی (۶۸۹) شاہد ز شراب ہم خراب ای ساقی
از خاک بر آ این دلِ پُر آتش را بر باد مدہ بیار آب ای ساقی
ترجمہ: اے ساقی! شمع ہے، شراب ہے اور چاندنی رات، اور معشوق بھی شراب کے نشے سے مدہوش ہے، تو اے ساقی! اس جلتے ہوئے دل کو مٹی سے باہر نکال، وقت برباد نہ کر اور شراب لے آ۔

در ده قد حی ز لعلِ ناب ای ساقی (۶۹۰) بر گیر ز آتشم به آب ای ساقی
تا عقل گریبانِ دلم خواهد داشت دستِ من و دامنِ شراب ای ساقی
معانی: لعلِ ناب: خالص سرخ شراب۔ آب: پانی، اس سے مراد یہاں پر شراب ہے۔
ترجمہ: اے ساقی! خالص سرخ شراب کا جام دے اور میری بھڑکتی ہوئی آگ کو شراب
سے بجھا دے، اے ساقی جب تک عقل میرے دل کا گریبان تھا میرے گے یعنی جب تک میں
ہوش میں رہوں گا تو میرا ہاتھ ہوگا اور دامن شراب۔

بشگفت شگوفہ می بیار ای ساقی (۶۹۱) دست از عملِ زہدِ پندار ای ساقی
زان پیش کہ اجل کمین کند، روزی چند جامِ می لعل و جوئبار ای ساقی
معانی: شگوفہ: نکلی۔ کمین کردن: گھات لگانا۔ جو بیار: ندی کا کنارہ، ساحل۔
ترجمہ: اے ساقی کئی کھل گئی ہے شراب لے آ اور عملِ زہد سے ہاتھ کھینچ لے، اے ساقی اس
سے پہلے کہ موت ہمارا گھات لگائے چند دنوں سرخ شراب کے جام اور ساحل سے فائدہ اٹھا لے۔
ہنگامِ صبحوست و خروش ای ساقی (۶۹۲) ما و می و کوی می فروش ای ساقی
چہ جای صلاحست خموش ای ساقی بگذر ز حدیثِ زہد، و نوش ای ساقی
معانی: صبح: صبح کی خوراک، صبح کی شراب۔ خروش: جوش، شور و غوغا۔ می
فروش: شراب بیچنے والا۔ صلاح: نیکی۔ مصلحت، اصلاح۔

ترجمہ: اے ساقی شراب صبح کا وقت ہے اور (بلبلوں کا) شور و غل ہے۔ ہم ہوں، شراب
ہو اور شراب فروشوں کی گلی ہو تو اے ساقی کیا یہ اصلاح کا موقع ہے خاموش ہو جا، پارسائی اور تقوا
کی باتوں سے درگزر کر اور شراب پی۔

چون هست زمانہ در شتاب ای ساقی (۶۹۳) بر نہ به کفم جامِ شراب ای ساقی
ہنگامِ صبحوست قفل بر در زدہ ام می دہ کہ بر آمد آفتاب ای ساقی
معانی: شتاب: جلدی۔ قفل: تالا۔ قفل بر در زدن: دروازے پر تالا لگانا۔ آفتاب:
سورج۔

ترجمہ: اے ساقی جب زمانہ جلدی گذر جانے والا ہے تو میرے ہاتھ میں شراب کا پیالہ

دے، صبح کے وقت میں نے دروازے پر تالا لگا دیا ہے اے ساقی شراب دے کیونکہ سورج نکل آیا ہے۔

آنها کہ ز پیش رفته اند ای ساقی (۶۹۳) در خاک غرور خفته اند ای ساقی
رو بادہ خور و حقیقت از من بشنو باد ست هر آنچه گفته اند ای ساقی
معانی: بادا است: بے بنیاد ہے، اس کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔

ترجمہ: اے ساقی جو لوگ پہلے سے چلے گئے وہ کبر و نخوت کی مٹی میں سو گئے ہیں، اے ساقی تو جا شراب پی اور سچی بات مجھ سے سن جو کچھ انھوں نے بیان کیا وہ افسانے ہیں۔

چون می ندهد اجل امان ای ساقی (۶۹۵) درده قدح شراب هان ای ساقی
غم خوردن بیهوده نه کار دل ماست با این دو سه روزه در جهان ای ساقی
ترجمہ: اے ساقی! جب موت امان نہیں دے گی تو ہاں اے ساقی شراب کا پیالہ دے کیونکہ اس چند روزہ دنیا میں بے فائدہ غم کھانا ہمارے بس کی بات نہیں۔

درسنگ اگر شوی چو نار ای ساقی (۶۹۶) ہم آب اجل کند گذار ای ساقی
خاکبست جهان غزل بخوان ای مطرب باد است نفس بادہ بیار ای ساقی
معانی: سنگ: پتھر۔ نار: آگ۔ اجل: موت۔

ترجمہ: اے ساقی اگر تو آگ کی طرح پتھر میں بھی چھپ جائے تب بھی موت کا پانی تجھے بجھا دے گا، اے گویا غزل گایونکہ دنیا مٹی ہے اور اے ساقی سانس ہوا کی طرح ہے اس لیے شراب لے آ۔

تا چند ز یاسین و برات ای ساقی (۶۹۷) بنویس به میخانه برات ای ساقی
روزی کہ برات ما به میخانه برند آن روز بود شب برات ای ساقی
معانی: برات: نجات، دوری، کنارہ کشی۔ برات: فرمان، حکم نامہ، نیک عمل، نامہ اعمال۔ شب برات: ماہ شعبان کی پندرہویں رات، خوشی کی رات۔

ترجمہ: اے ساقی کب تک سورہ یاسین اور برات کی گفتگو کرے گا شراب خانے میں ہی پروانہ نجات لکھ دے۔ اے ساقی جس دن (عالمان قضا و قدر) شراب خانے میں ہمارا نامہ

اعمال لے جائیں وہی دن ہمارے لیے شبِ برات ہوگا۔

صبح خوش و خرم است خیز ای ساقی (۶۹۸) در شیشه ای کن شراب از شب باقی
جامی بہ من آر و خوش غنیمت می دان این یکدم عمر را کہ فردا عاقی
معانی: عاق: دور کیا ہوا، رسوا، حقیر، (مجازاً) مٹی میں مل جانا۔
ترجمہ: اے ساقی! بیدار ہو جا کہ صبح خوش گوار ہے، رات کی بچی ہوئی شراب پیالے میں
انڈیل اور خوش ہو کر مجھے شراب کا ایک پیالہ دے اور اس عمر کے ایک لمحہ کو غنیمت جان کیونکہ کل مٹی
میں مل جاتا ہے۔

زان کوزه می کہ نیست در وی ضرری (۶۹۹) پُر کن قدحی بخور بہ من دہ دگری
زان بیشتر ای صنم کہ در رہگذری خاکِ من و تو کوزه کند کوزه گری
ترجمہ: اے معشوق اس شراب کے کوزے سے جس میں کوئی نقصان نہیں ہے، شراب کا
ایک پیالہ بھر کے خود پی اور دوسرا مجھے دے، اس سے پہلے کہ کسی راستے میں کوئی کمہار ہماری مٹی
سے کوزہ بنائے۔

در دہ می لعلِ لالہ گون ای ساقی (۷۰۰) بکشای ز حلقِ شیشہ خون ای ساقی
کامروز برون ز جام می نیست مرا یک دوست کہ پاکست درون ای ساقی
ترجمہ: اے ساقی! سرخ، لالہ گون شراب دے اور صراحی کے حلق سے خون (شراب)
انڈیل کیونکہ اے ساقی! آج جام شراب کے علاوہ میرا پاک شریک کوئی دوست نہیں ہے۔

گر زان کہ بہ دست افتد از می دو منی (۷۰۱) می خور تو بہ ہر محفل و ہر انجمنی
کا نکس کہ جہان کرد فراغت دارد از سبلیت چون نوی و ریش چو منی
معانی: من: تین کلوگرام وزن جو ایران قدیم میں رائج تھا۔ کانکس: = کہ + آن +
کس۔ سبلیت: مونچھ۔ ریش: داڑھی۔

ترجمہ: اگر تھوڑی بہت شراب تیرے ہاتھ لگ جائے تو ہر محفل اور ہر انجمن میں شراب پی
کیونکہ جس ذات نے دنیا کو وجود بخشا وہ تیرے جیسے لوگ کی مونچھ اور میرے جیسے لوگ کی داڑھی
سے بے نیاز ہے۔

افتاده مرا با مئی و مستی کاری (۷۰۲) خَلَقَم ز چہ می کند ملامت باری
ای کاش کہ ہر کدام مستی کردی تا من بہ جہان ندیدمی ہشیاری
ترجمہ: مجھے فقط شراب و مستی سے سروکار ہے خدا یا! پھر لوگ مجھے کس لیے ملامت کرتے
ہیں۔ اے کاش! سب لوگ شراب پیتے تاکہ دنیا میں مجھے کوئی ہوشیار نہ دکھائی دیتا۔

ہان تا بہ خراباتِ مجازی نابی (۷۰۳) تا کارِ قلندری نسازی نابی
این رہ رہ مودانِ سر افرازان است ز نہار درین کوچہ ببازی نابی
معانی: سرفرازان: سرفراز کی جمع، باعزت لوگ، بلند مرتبہ لوگ۔ ز نہار: ہرگز۔
ترجمہ: ہاں! اس وقت تک مجازی شراب خانے میں نہ آجب تک کہ قلندری کے طریقے
کو نہ سیکھ لے۔ یہ راستہ سربلند لوگوں کی راستہ ہے ہرگز اس کوچہ میں کھیل کے لیے نہ آنا۔

گر دست دہد ز مغزِ گندم نانی (۷۰۴) وز مئی کدوی ز گوسفندی رانی
با ماہ زخی نشستہ در ویرانی عیشی ست کہ نیست حد ہر سلطانی
معانی: مغز: گودا۔ کدوی: لوکی جو بالکل صراحی کی شکل کی ہوتی ہے اس سے مراد یہاں
صراحی ہے۔ گوسفند: بکری۔

ترجمہ: اگر گیہوں کے آٹے کی ایک روٹی، شراب کی ایک صراحی اور بکری کی ایک (بھنی
ہوئی) ران نصیب ہو جائے اور کسی ویرانے میں معشوق کے ساتھ بیٹھا رہے تو یہ ایسی خوشی ہے جو
کسی بادشاہ کے حدامکان سے بھی باہر ہے۔

در کار گہ کوزہ گری کردم رای (۷۰۵) در پایہ چرخ دیدم استادہ بہ پای
می کرد دلیر کوزہ را دستہ و سر از کلہ بادشاہ و زدست گدای
معانی: چرخ: چاک، کمہار کا پہیا جسے گھما کر برتن بناتے ہیں۔ کلہ: کھوپڑی۔
ترجمہ: میں ایک کمہار کے کارخانے میں گیا تو دیکھا کہ وہ چاک کے قریب کھڑا ہو کر بے
خوف بادشاہوں کی کھوپڑی اور فقیروں کے ہاتھ سے کوزے کا دستہ اور سربنار ہاتھ تھا۔

ای از حرم ذاتِ تو عقل آگہ نی (۷۰۶) وز معصیت و طاعتِ ما مُستغنی
مستم ز گناہ و از رجا ہشیارم امید ز رحمتِ تو دارم یعنی

معافی: حرم: اطراف، کسی مقدس چیز کے ارد گرد، (مجازاً) حقیقت و

ماہیت۔ مستغنی: بے نیاز، بے پروا۔ رجا: امید۔

ترجمہ: اے وہ شخص جس کی ذات کی حقیقت سے عقل آگاہ نہیں ہے اور ہماری اطاعت و معصیت سے بے نیاز ہے، میں گناہ سے مدہوش ہوں اور امید سے ہشیار ہوں یعنی تیری رحمت سے لولگائے ہوئے ہوں۔

سازندۂ کارِ مرده و زندہ تویی (۷۰۷) دارندۂ این چرخِ پراگندہ تویی
من گر چہ بدم صاحبِ این بندہ تویی کس را چہ گناہ کہ اقرینندہ تویی
ترجمہ: مردہ اور زندہ لوگوں کا کار ساز تو ہی ہے اور اس منتشر آسمان کا رکھوالا تو ہی ہے، میں اگرچہ برا ہوں لیکن اس غلام کا آقا تو ہی ہے کسی کا کیا تصور جب کہ پیدا کرنے والا تو ہی ہے۔
ای چرخِ دلم ہمیشہ غمناک کنی (۷۰۸) پیواہنِ خُرمی من چاک کنی
بادی کہ بہ من رسد تو آتش کنی اش آبی کہ خورم در دهنم خاک کنی
ترجمہ: اے آسمان تو ہمیشہ میرا دل غمگین کرتا ہے اور میری خوشی کی پوشاک چاک کر دیتا ہے۔ جو ہوا میری طرف آتی ہے تو اسے آگ بنا دیتا ہے اور جو پانی میں پیتا ہوں اسے میرے منہ میں مٹی بنا دیتا ہے۔

خوش باش کہ پختہ اند سودایِ تو دی (۷۰۹) ایمن شدہ اند از همه غوغایِ تو دی
تو شاد بزی کہ ہی تقاضایِ تو دی دادند قرار گاہِ فردایِ تو دی
ترجمہ: خوش رہ کیوں کہ تیرے غم و اندوہ کو کل ہی تیری تقدیر میں لکھ دیا گیا ہے اور تیرے تمام شور و غل سے کل ہی وہ محفوظ ہو گئے ہیں۔ تو خوشی سے زندگی گزار کیونکہ گذشتہ کل ہی تیری مرضی کے بغیر تیرے آنے والے کل کی جگہ مقرر کر دی گئی ہے۔

ابریقِ میِ مرا شکستی ربی (۷۱۰) بر من درِ عیش را بیستی ربی
بر خاک ریختی میِ نابِ مرا خاکم بدھن مگر تو مستی ربی
معافی: ابریق: صراحی، شراب رکھنے کا مٹی کا برتن۔ مگر: شاید۔

ترجمہ: اے میرے پروردگار! میرے شراب کا مٹکا تو نے توڑ ڈالا اور مجھ پر عیش و عشرت

کا دروازہ بند کر دیا، میری خالص شراب کو زمین پر بہا دیا یا خاکم بدہن شاید تو مست ہو گیا ہے۔
ای دل جو بہ بزمِ آن صنم بنشستی (۷۱۱) از خویش بریدی و بدو پیوستی
از جام فنا جو جرعه ای نوشیدی از بود و نبود گان بہ کُلّی زستی
معانی: بزم: عیش و عشرت اور شباب و کباب کی مجلس۔ صنم: معشوق، محبوب۔ بدو: بہ+او۔ جام فنا: موت کا پیالہ، شراب عدم، رستن: آزاد ہو جانا، رہائی پالینا۔

ترجمہ: اے دل جب تو اس محبوب کی بزم میں بیٹھے تو خود کو بھول جا اور اسی سے رشتہ جوڑ لے،
جب شراب عدم سے ایک گھونٹ بھی پی لیا تو زندوں اور مردوں سے پورے طور پر آزاد ہو گیا۔
گہ گشتہ نہان روی بہ کس نمایی (۷۱۲) گہ در صور کون و مکان پیدایی
این جلوہ گری بہ خویش بنمایی خود عین عیانی و خودی بینایی
معانی: صور: صورت کی جمع، صورتیں۔ کون و مکان: دنیا اور ہر وہ چیز جو دنیا میں
ہے، دنیا و مافیہا۔ عین عیان: آشکار حقیقی، حقیقی ظاہر۔

ترجمہ: کبھی تو اس طرح چھپتا ہے کہ کسی کو اپنا چہرہ نہیں دکھاتا اور کبھی دنیا کی مختلف چیزوں
میں جلوہ گر نظر آتا ہے، یہ جلوہ گری خود تیرے لیے ہے تو ہی آشکار حقیقی ہے اور تو ہی دیکھنے والا۔
بر سنگ زدم دوش سبوی کاشی (۷۱۳) سرمست بدم کہ کردم این اوباشی
با من بہ زبان حال می گفت سبو من چو تو بدم تو نیز چو من باشی
معانی: بر سنگ زدن: پتھر پر مار دینا، توڑ ڈالنا۔ کاش: شیشہ، آگینہ۔ بدم: =
بودم۔ اوباشی: بچ حرکت، آوارہ گری۔

ترجمہ: کل رات میں نے شیشے کی صراحی توڑ ڈالی میں مدہوش تھا اس لیے یہ بچ حرکت کر
ڈالی، اس وقت صراحی زبان بے زبانی میں مجھ سے کہہ رہی تھی کہ میں بھی کبھی تیرے ہی جیسی تھی تو
بھی (ایک دن) میرے جیسا ہو جائے گا۔

ای دل اگر از غبار تن پاک شوی (۷۱۴) تو روح مجزّدی بر افلاک شوی
عرشست نشیمن تو شرمّت بادا کایی و مقیم خطّہ خاک شوی
معانی: مجزّد: محض، خالص۔ افلاک: فلک کی جمع، آسمان۔ نشیمن: آشیانہ، قیام کی

جگہ۔ مقیم: قیام کرنے والا، ساکن، موطن۔ خطہ: علاقہ، حصہ۔
ترجمہ: اے دل اگر تو بدن کی آلودگی سے پاک ہو جائے تو خالص روح ہے آسمانوں پر چلا
جائے گا، تیری قیام گاہ آسمان ہے تجھے شرم آنی چاہیے کہ تو آئے اور زمین کے کسی حصے میں سکونت
اختیار کرے۔

پیوستہ ز بہرِ شہوتِ نفسانی (۷۱۵) این جانِ شریف را ہمی رنجانی
آگاہ نہ ای کہ آفتِ جانِ تو اند آنها کہ تو در آرزوی ایشانی
معانی: پیوستہ: ہمیشہ۔ شہوتِ نفسانی: خواہشاتِ نفس۔ رنجاندن: تکلیف پہنچانا۔
ترجمہ: ہمیشہ خواہشات کی وجہ سے تو اپنی اس پاک جان کو تکلیف میں مبتلا کرتا ہے، تو
نہیں جانتا کہ وہ چیزیں جن کا تو آرزو مند ہے تیری جان کی آفت ہیں۔

شخصی بہ زنِ فاحشہ گفتا مستی (۷۱۶) هر لحظه به دامِ دیگری پا بستی
زن گفت کہ چنان کہ می نمایم هستم تو نیز چنان کہ می نمایم هستی
معانی: فاحشہ: بدکار عورت، بدچلن عورت۔ دام: جال، پھندا۔ پابستن: تیار رہنا،
آمادہ رہنا۔

ترجمہ: ایک آدمی نے ایک بدکار عورت سے کہا کہ تو مست ہو گئی ہے اور ہر وقت دوسروں
کو اسیر کرنے کی فکر میں رہتی ہے، تو اس عورت نے کہا کہ میں جیسی دکھتی ہوں ویسی ہی ہوں اب تو
بتا کہ جیسا تو خود کو ظاہر کرتا ہے ویسا ہی ہے؟۔

از مطبخِ دنیا تو ہمہ دود خوری (۷۱۷) تا چند غم بودہ و نابودہ خوری
دنیا کہ بر اہلِ دین زبا نیست عظیم گر ترکِ زیان کنی ہمہ سود خوری
معانی: مطبخ: کھانا پکانے کی جگہ، باورچی خانہ۔ زیان: نقصان۔ سود: فائدہ، نفع۔
ترجمہ: دنیا کے مطبخ سے تو صرف دھواں کھاتا ہے کب تک ہونے اور نہ ہونے کا غم
کھائے گا۔ دنیا دینداروں پر ایک بڑا نقصان ہے اگر (اس) نقصان کو ترک کر دے تو خوب
فائدہ اٹھائے گا۔

ای کوزہ گرا بکوش گر ہشیاری (۷۱۸) تا چند کنی بر گلِ آدمِ خواری

انگشتِ فریدون و سرِ کیخسرو بر چرخِ نہادہ ای چہ می پنداری
ترجمہ: اے کہارا اگر تو ہوش میں ہے تو کوشش کر، کب تک لوگوں کی مٹی پر ظلم و ستم کرتا رہے گا، تجھے کیا معلوم کہ تو نے فریدوں کی انگلیاں اور کیخسرو کا سر چاک پر چڑھا رکھا ہے۔

ہنگامِ صبح ای صنمِ فروخ پی (۷۱۹) بر سازِ ترا نہ و پیشِ آور می
کا فگندہ خاک صد ہزارانِ جم و کی این آمدنِ تیر مہ و رفتنِ دی
معانی: فروخ پی: مبارک قدم۔ جم: = جشید، ایرانِ قدیم کا ایک مشہور بادشاہ جس کے لیے مشہور ہے کہ اس کے پاس ایک ایسا جام تھا جس میں وہ پوری دنیا کا نظارہ کرتا تھا۔ گئی: = کیخسرو، سلسلہ کیان کا ایک مشہور بادشاہ جس کے باپ کا نام سیاوش تھا۔ تیر مہ: ایرانی سال کا چوتھا مہینہ۔ دی: ایرانی سال کا دسواں مہینہ۔

ترجمہ: اے مبارک قدمِ معشوق! صبح کی شراب کا وقت ہے کوئی ترانہ چھیڑ اور شراب لے آ کیونکہ اس تیر ماہِ اوردی کے آنے جانے نے ہزاروں جشید اور کیخسرو کو خاک میں ملا دیا۔

چندان کہ نگاہِ می کنم ہر سوی (۷۲۰) از سبزہ بہشت است و ز کوثرِ جوی
صحرا چو بہشت است ز دوزخ کم گوی بنشین بہ بہشت با بہشتی روی
معانی: کوثر: جنت کے ایک چشمے کا نام۔ صحرا: جنگل۔ بہشتی روی: محبوب، معشوق۔
ترجمہ: جہاں تک میں دیکھتا ہوں ہر طرف سبزہ زار کی جنت ہے اور کوثر کی نہر۔ جنگل بہشت کے مثل ہے اور دوزخ کے بارے میں بات نہ کر، کسی خوبصورت معشوق کے ساتھ جنت میں بیٹھ جا۔

چون واقفی ای پسر ز ہر اسراری (۷۲۱) چندان چہ خوری بیہدہ ہر تیماری
چون می نرود بہ اختیارتِ کاری خوش باش درین نفس کہ ہستی باری
معانی: بیہدہ: = بہبودہ، بے کار، بے فائدہ۔

ترجمہ: اے بیٹے! جب تو ہر راز سے واقف ہے تو اس قدر بے کار رنج و غم کیوں کھاتا ہے جب تیرے اختیار میں کوئی کام نہیں ہے تو اس ایک لمحے میں خوش رہ جس میں تو اس وقت موجود ہے۔

گر هست ترا در این جهان دسترسی (۷۲۲) هان تا نَرَنی پی می و ساقی نفسی
 پیش از من و تو بیازمودند بسی دنیا نکند و فا برادر، به کسی
 ترجمہ: اگر تجھے اس دنیا میں دسترس حاصل ہے تو بغیر شراب اور ساقی کے ایک سانس بھی نہ
 لے، ہم سے پہلے بہت سے لوگوں نے اس کو آزمایا مگر اے بھائی دنیا کسی کے ساتھ وفا نہیں کرتی۔
 ای دھر بہ کر دہ ہای خود مُعترفی (۷۲۳) در خانقہ جُور و ستم مُعْتکفی
 نعمت بہ خُسان دہی و زحمت بہ کسان زین ہر دو برون نیست ذری یا خزفی
 معانی: مُعترف: اعتراف کرنے والا، قبول کرنے والا۔ خانقہ: خانقاہ، درویشوں
 کے رہنے کے جگہ، کسی صوفی سنت کا مزار۔ جُور: ظلم و ستم۔ مُعْتکف: اعتکاف کرنے والا۔
 اعتکاف: نفس کو دنیاوی لذایذ سے باز رکھنا، مسجد میں معینہ مدت کے لیے گوشہ نشین ہو جانا۔
 خسان: خس کی جمع، کمینے، نا اہل افراد۔ ذر: موتی۔ خزف: کنکر، ٹھیکرا۔
 ترجمہ: اے زمانہ! تجھے اپنے کیے کا خود اعتراف ہے تو ظلم و ستم کی خانقاہ میں معتکف
 ہے، تو کمینوں کو نعمت اور اہلوں کو زحمت دیتا ہے، ان دو حال سے خالی نہیں ہے کہ یا تو موتی
 ہے یا ٹھیکرا۔

زنہار کنون کہ می توانی باری (۷۲۴) بر دار زخا طرِ عزیزی باری
 کین مملکتِ حسن نماند جاوید از دست تو ہم برون رود یکباری
 معانی: خاطر: ضمیر، قصد، طبیعت۔ مملکت: حکومت۔
 ترجمہ: خبردار! ابھی وقت ہے جہاں تک ممکن ہو اپنی محبوب طبیعت سے فائدہ اٹھالے
 کیونکہ یہ حسن کی حکومت ہمیشہ رہنے والی نہیں ہے آخر تیرے ہاتھ سے بھی یکبارگی چلی جائے گی۔
 چون جنسِ مرا خاصہ بداند ساقی (۷۲۵) صد فصل ز ہر نوع براند ساقی
 چون دامانم برسم خود بادہ دہد وز حد خودم در گذراند ساقی
 معانی: جنس: ماہیت، ہرکلی جو متعدد نوعوں کو شامل ہو۔ فصل: وہ ذاتی خصوصیت جو
 ایک جنس کو دوسری جنس سے جدا کرتی ہے۔ خاصہ: خاصیت، عرض عام کی ضد۔ نوع: صنف،
 وہ کلی جو ایک حقیقت رکھنے والے افراد پر بولی جائے۔ (یہ تمام چیزیں منطق سے متعلق ہیں)۔

ترجمہ: جب میری جنس کا خاصہ ساقی کو معلوم ہے تو وہ ہر نوع کی سیکڑوں فصلیں پیش کر دے گا، جب میں اپنا دامن بچاتا ہوں تو وہ خود شراب دیتا ہے اور میری حد (تعریف) سے وہ مجھے باہر نکال دیتا ہے۔

بر گیر ز خود حساب اگر با خبری (۷۲۶) کاؤل تو چه آوردی و آخر چه بری
گوی کہ نخورم بادہ کہ می باید مرد می باید مرد اگر خوری و نخوری
ترجمہ: اگر تو با خبر ہے تو اپنے نفس سے حساب لے کہ شروع میں تو کیا لایا اور آخر میں کیا لے جائے گا، تو کہتا ہے کہ شراب نہیں پیوؤں گا کیونکہ ایک دن مرنا ہے، (میں بھی یہی کہتا ہوں کہ) مرنا تو حتمی ہے چاہے شراب پیئے یا نہ پیئے۔

پیری دیدم بہ خانہٴ خماری (۷۲۷) گفتم نکنی ز رفتگان اخباری
گفتا می خور کہ همجو من بسیاری رفتند و کسی باز نیامد باری
معانی: خانہ خماری: شراب فروش کا گھر، شراب خانہ۔ رفتگان: رفتہ کی جمع، گزرے ہوئے لوگ۔

ترجمہ: میں نے شراب خانے میں ایک بزرگ کو دیکھا تو میں نے کہا کہ گذشتہ لوگوں کی کچھ خبر نہیں سنائے؟ تو اس نے کہا کہ شراب پی اس لیے کہ میرے جیسے بہت سے لوگ چلے گئے اور لمحے بھر کے لیے بھی کوئی واپس نہیں آیا۔

بر کوزہ گری پر بر کردم گذری (۷۲۸) از خاک همی نمود هر دم بتری
من دیدم اگر ندید هر بی بصری خاک پدرم بر کف هر کوزہ گری
معانی: پریر: پریر کا مخفف، پرسوں، گزرے ہوئے کل سے پہلا دن۔ بتر نمودن: ٹکڑے کرنا، جدا جدا کرنا۔ بی بصر: اندھا، جس کو دکھائی نہ دے۔

ترجمہ: پرسوں میں ایک کہہار کے یہاں سے گذرا تو کیا دیکھا کہ وہ مٹی پکل رہا تھا، اگرچہ ہر اندھے کو نہ دکھائی دے لیکن میں نے دیکھا کہ ہر کہہار کے ہاتھ میں میرے اجداد ہی کی مٹی تھی۔

بر گیر پیالہ و سبو ای دلجوی (۷۲۹) بخرام بہ سوی سبزہ زار و لب جوی
کین چرخ کہ صورت بتان مه روی صد بار پیالہ کرد و صد بار سبوی

ترجمہ: اے مہربان! پیالہ و صراحی اٹھالے اور کسی سبزہ زار اور دریا کے کنارے چلا جا کیونکہ اس آسمان نے بہت سے خوبصورت معشوقوں کے بدن کو سیکڑوں بار پیالہ و صراحی بنایا۔
ای آنکہ نتیجہ چہار و ہفتی (۷۳۰) در ہفت و چہار دایم اندر تفتی
می خور کہ ہزار بار پینشت گفتم باز آمدنت نیست چو رفتی رفتی
معانی: تفت: سوزش، جلن، مصیبت۔

ترجمہ: اے وہ ذات جو چار غصہ اور سات آسمانوں کا نتیجہ ہے اور ہمیشہ انھیں سات آسمانوں اور چار غصہ کی وجہ سے مصیبت میں مبتلا ہے، شراب پی کیونکہ میں نے ہزاروں بار تجھ سے کہا کہ اس دنیا میں تجھے دوبارہ آنا نہیں ہے جب تو چلا گیا تو چلا گیا۔

شاد آمدی ای راحتِ جانم کہ تویی (۷۳۱) تو آمدی و من نہ بدانم کہ تویی
از بہر خدا نہ از برای دلِ من چندان می خور کہ من ندانم کہ تویی
معانی: راحت جان: روح کا سکون، دل کا قرار۔

ترجمہ: خوش آمدی اے میرے معشوق، تو ہی میرے دل کا قرار ہے، تو آ گیا اور بے خودی کی وجہ سے میں نہیں جان سکا کہ تو ہی ہے۔ میرا دل رکھنے کے لیے نہیں خدا کے واسطے تواتنی شراب پی کہ میں پہچان نہ سکوں کہ تو کون ہے۔

ای بادۂ خوشگوار در جامِ مہی (۷۳۲) بر پایِ خوردِ تمام بند و گری
ہر کس ز تو خورد امانش ندھی تا گوہر او بر کف دستش نہی
معانی: خوشگوار: لذیذ، مزے دار، گوارا۔ مہ: بڑا۔ بند: قید۔ کف: ہتھیلی۔

ترجمہ: اے لذیذ شراب جو بڑے پیالے میں ہے تو عقل کامل کے پیر کی قید و بند ہے۔ جو شخص بھی تجھ سے (تھوڑی سی) پیتا ہے اسے امان نہیں دیتی یہاں تک کہ اس کے جوہر کو اس کے ہاتھ کی ہتھیلی پر نہ رکھ دے (یعنی اس کا اصلی چہرہ سامنے نہ پیش کر دے)۔

بکشایِ درم کہ در کشایندہ تویی (۷۳۳) بنمایِ رهم کہ رہ نمایندہ تویی
من دست بہ ہیچ دستگیری ندھم کایشان ہمہ فانی اند و پایندہ تویی
معانی: در کشادن: مشکلیں آسان کرنا۔ در کشایندہ: مشکلیں آسان کرنے والا۔

فانی: فنا ہو جانے والا، نابود ہو جانے والا۔ پایندہ: ہمیشہ رہنے والی۔

ترجمہ: میری مشکلیں آسان کر دے کہ تو ہی مشکلیں آسان کرنے والا ہے اور مجھے سیدھے راستے کی ہدایت کر کیونکہ تو ہی راہنما ہے۔ میں اپنا ہاتھ کسی مددگار کو نہیں دوں گا کیونکہ یہ سب فانی ہیں اور تیری ہی ذات ہمیشہ رہنے والی ہے۔

زو بی خبری گزین اگر با خبری (۷۳۳) تا از کفِ مستانِ ازل بادہ خوری
تو بی خبری، بی خبری کار تو نیست ہر بی خبری را نرسد بی خبری
معانی: گزین: اختیار کر، گزیدن سے فعل امر۔ مست ازل: مجذوب کامل۔

ترجمہ: اگر تو عقلمند ہے تو جادو دنیا و مافیہا سے ناطہ توڑ لے تاکہ مستانِ ازل کے ہاتھوں سے شراب نوش کرے، تو نہیں جانتا ہے کہ بے خبری تیرا کام نہیں ہے کیونکہ ہر بے خبر بے خبری کی حقیقت تک نہیں پہنچ سکتا۔

ای چرخِ ہمہ خسیس را چیز دہی (۷۳۵) گرمابہ و آسیا و کاریز دہی
آزادہ بہ نانِ شبِ گروگانِ ننہند شاید کہ براین چنینِ فلکِ تیز دہی
معانی: گرمابہ: حمام۔ آسیا: چٹکی۔ کاریز: پانی کا چشمہ، پانی کی نہر جو زمین میں جاری ہو۔ گروگان: مرہون، رہین منت، وہ چیز جو گروی رکھی گئی ہو۔ گروگانِ ننہاد: کسی چیز یا شخص کو گرو کے عنوان سے کسی کے پاس رکھنا۔ تیز دادن: رتخ خارج کرنا، پادنا، حقارت بھری نظر سے دیکھنا۔

ترجمہ: اے آسمان تو ہمیشہ کمینوں کو نوازتا ہے اور انھیں حمام، چٹکی اور پانی کا چشمہ دیتا ہے۔ آزاد وہ لوگ ہیں جو نانِ شبینہ کے لیے (خود کو) گروی نہیں رکھتے شاید ایسے آسمان کو تو حقارت کی نظر سے دیکھے۔

چندین غمِ بیہودہ مخور شاد بزی (۷۳۶) و ندر وہ بیداد تو با داد بزی
چون آخرِ کار این جہان نیستی است انگار کہ نیستی تو آزاد بزی
ترجمہ: اس قدر بے فائدہ غم نہ کھا، خوشی سے زندگی گزارو نا انصافیوں کے راستے میں انصاف کے ساتھ زندہ رہ۔ جب اس دنیا کا انجام عدم ہے تو سمجھ کہ تو نہیں ہے اور آزاد زندگی گزار۔

در باغ چو بد غورۂ ترش اولِ دی (۷۳۷) شیرین ز چہ گشت و تلخ چون آمد می
از چوب بہ تیشہ گر کسی کرد رباب از بیشہ چہ گویی کہ ہمی سازد نی
معانی: غورہ: کچا انگور جو ابھی ترش ہو۔ تیشہ: تیر، ایک قسم کی کلہاڑی۔ تیشہ گر:
بڑھئی۔ بیشہ: نیساں، جھاڑی، چھوٹا جنگل۔

ترجمہ: باغ میں کچے انگور جو اول (ماہ) دی میں کھٹے تھے وہ کس وجہ سے میٹھے ہو گئے
اور شراب کڑوی ہو گئی، اگر لکڑی سے کسی نے رباب بنایا تو اس کو مورد الزام ٹھہراتے ہو اور جنگل
کے بارے میں کیا خیال ہے جوئے اگا تا رہتا ہے (مطلب یہ ہے کہ نغمہ اور شراب مطابق فطرت
ہیں۔ عبدالباری آسی)۔

یا رب بکشای بر من از رزق دری (۷۳۸) بی منتِ مخلوق رسان ما حضری
از بادہ چنان مست نگہدار مرا کز بی خبری نبا شدم دردِ سری
معانی: منت: احسان۔ مخلوق: اللہ کی پیدا کی ہو چیزیں۔ ماحضرو: سادہ غذا،
گزارے بھر روزی۔

ترجمہ: خدایا! مجھ پر رزق کا کوئی دروازہ کھول دے اور مخلوق کی منت و سماجت
کے بغیر مجھے رزق پہنچا، شراب سے مجھے اس طرح مست رکھ کہ مجھے بے خودی کی وجہ
سے دردِ سر لاحق نہ ہو۔

گر آمدنم بہ من بُدی نا مد می (۷۳۹) ور نیز شدن بہ من بُدی کی شدمی
بہ زان بُدی کہ اندرین دیرِ خراب نی آمدمی، نی شدمی، نی بُدمی
معانی: بُدی: = بُدوی۔ دیرِ خراب: ویران گھر، دنیا۔

ترجمہ: اگر میرا دنیا میں آنا میرے اختیار میں ہوتا تو میں نہیں آتا اور اگر میرا وجود میرے
اختیار میں ہوتا تو میں کب ہوتا؟ اس سے بہتر نہ ہوتا کہ میں اس دنیا میں نہ آتا، نہ ہوتا اور نہ رہتا۔
ای دل تو بہ سر این مُعمّا نرسی (۷۴۰) و از نکتۂ زیرِ کان و دانا نرسی
این جاز می و جام، بہشتی می ساز کانجا کہ بہشت است رسی یا نرسی

معانی: معمّا: پہیلی، پیچیدہ بات۔ زیر کان: زیرک کی جمع، عقلمند افراد، حکما۔
ترجمہ: اے دل تو اس پہیلی کے راز تک نہیں پہنچ سکتا، عقلمندوں اور حکیموں کے نکتے سے
بھی اس حقیقت تک نہیں پہنچ سکتا۔ اس دنیا کو جام و شراب سے جنت بنا لے کیونکہ وہاں پر جو جنت
ہے اس تک تو پہنچے گا یا نہیں (کون جانتا ہے)۔

خواہی کہ اساسِ عمر محکمِ یابی (۷۴۱) یکچند بہ عالمِ دلِ بی غمِ یابی
فارغِ منشین ز خوردنِ بادہ و می تا لذتِ عمرِ خود دَمادمِ یابی
معانی: محکم: مضبوط۔ دَمادم: ہر وقت، ہر لمحہ۔

ترجمہ: اگر تو چاہتا ہے کہ عمر کی بنیاد محکم پائے اور کچھ لمحہ کے لیے دنیا میں دل کو خوش پائے
تو ایک لمحہ بھی شراب پینے سے غافل نہ رہ تا کہ اپنی زندگی کی لذت ہر لمحہ حاصل کرے۔

ای چرخ چہ کردہ ام بہ من راست بگوی (۷۴۲) پیوستہ مرا فگندہ ای در تگ و پوی
نانم ندھی تا نبری کوی بہ کوی آہم ندھی تا نبری آب زروی
معانی: تگ و پوی: دوڑ دھوپ۔ آب از روی بردن: عزت لوٹنا۔

ترجمہ: اے آسمان میں نے تیرا کیا لگاڑا ہے سچ بتا کہ تو نے مجھے مسلسل تگ و دو میں کیوں
ڈال رکھا ہے، اس وقت تک تو مجھے روٹی نہیں دیتا جب تک کہ درد نہ بھٹکا لے اور اس وقت تک
مجھے پانی نہیں دیتا جب تک کہ میری آبرو برباد نہ کر لے۔

هان تا بر مستان بہ درشتی نشوی (۷۴۳) یا از درِ نیکوان بہ زشتی نشوی
می خور کہ بہ خوردن و بہ نا خوردن می گر در خورِ دوزخی بہشتی نشوی
معانی: درشتی: سختی۔ زشتی: بدسلوکی۔ درخور: لائق، قابل۔

ترجمہ: خبردار مستوں کے ساتھ سختی سے نہ پیش آ، یا نیکوں کے ساتھ بدسلوکی نہ کر۔ شراب
پی کیونکہ شراب پینے اور نہ پینے سے اگر تو جہنم کے قابل ہے تو جنتی نہیں ہو سکتا۔

خواہی کہ پسندیدہٗ اَنامِ شوی (۷۴۴) مقبولِ قبولِ خاصہ و عام شوی
اندر پیِ مومن و جہود و ترسا بدگویِ مباش تا نکو نام شوی

معانی: پسندیدہ اناام: ہر دل عزیز، لوگوں میں مقبول۔ مقبول قبول: منظور نظر۔ جہود: یہودی۔ ترسا: عیسائی۔

ترجمہ: اگر تو چاہتا ہے کہ تو ہر دل عزیز اور خاص و عام کا منظور نظر ہو جائے تو مومن، یہودی اور عیسائی میں سے کسی کے پیچھے بدگوئی نہ کرتا کہ تو نیک نام ہو جائے۔

روزی کہ دلم بہ رنگِ آبیِ یابی (۷۴۵) در کنجِ دلم بسی خرابیِ یابی
در بحرِ دو دیدہ ام اگر غوطہ خوری گر گم نشوی مردمِ آبیِ یابی
معانی: آبی: نیلگون، آسانی، لا جوردی، نیلا۔

ترجمہ: جس دن میرا دل نیلگون ہو جائے تو میرے دل میں بہت سے رخنے پڑ جائیں گے۔ اگر تو میری آنکھوں کے دونوں سمندر میں غوطہ لگائے تو اگر تو گم نہیں ہوگا تو لا جوردی انسان ہی پائے گا۔

در ده می لعلِ لاله گونِ صافی (۷۴۶) بکشای ز حلقِ شیشہ خونِ صافی
کامروز برون ز جام می نیست مرا یک دوست کہ دارد اندرونِ صافی
معانی: می: لعل: سرخ شراب۔ لاله گون: لاله نام، سرخ۔ اندرون: دل، باطن۔
ترجمہ: سرخ، لاله گون، صاف شراب دے، اور صراحی کے منہ سے صاف خون (شراب) نکال کیونکہ آج جام شراب کے علاوہ میرا کوئی دوست باقی نہیں ہے جس کا دل صاف ہو۔

تا کی غمِ آن خورم کہ دارم یا نی (۷۴۷) وین عمر بہ خوشدلی گذارم یا نی
پر کن قدح بادہ کہ معلوم نیست کین دم کہ فرو برم بر آرم یا نی
ترجمہ: کب تک اس چیز کا غم کھاؤں جو میرے پاس ہے یا نہیں اور اس عمر کو خوشی سے گذاروں یا نہیں، شراب کا جام بھر دے اس لیے کہ مجھے معلوم نہیں ہے کہ یہ سانس جو اندر لے رہا ہوں وہ باہر آئے گا یا نہیں۔

ای بادۂ ناب و ای می مینابی (۷۴۸) چندان بکشم ترا من شیدایی
کز دور مرا ہر کہ ببیند گوید ای خورده شراب از کجا می آبی
معانی: مینا: شیشہ، آگینہ، پیالہ۔ شیدا: عاشق، دیوانہ۔

ترجمہ: اے خالص اور شیشے والی شراب! میں تیرا دیوانہ تجھے اتنا پیوں گا کہ جو شخص بھی مجھے دور سے دیکھے کہے گا کہ اے شرابی تو کہاں سے آرہا ہے۔

آدم چو صراحی بود و روح چو می (۷۴۹) قالب چو نی بود صدایی در وی
دانی چہ بود آدم خاکی خیام فانوس خیالی و چراغی در وی
معانی: فانوس: شمع دان، قندیل۔ فانوس خیال: وہ فانوس جس میں مختلف قسم کی صورتیں بنائی جاتی ہیں جو آگ کی ہوا کے ساتھ گھومتی ہیں۔

ترجمہ: انسان صراحی کے مثل اور روح شراب کے مانند ہے، انسان کا جسم نے کی طرح ہے جس میں ایک خاص آواز ہوتی ہے۔ اے خیام کیا تجھے معلوم ہے کہ یہ خاکی انسان کیا ہے، یہ ایک خیالی قندیل ہے جس میں چراغ روشن ہے۔

با درد قناعت کن و آباد پزی (۷۵۰) در بند فزونی مشو آزاد پزی
منگر بہ فزونی ز خود و غصہ مخور در کم ز خودی نگہ کن و شاد پزی
ترجمہ: درد پر صبر کر اور خوشی سے زندگی گزار، اضافہ کی فکر میں مت رہ اور آزاد زندگی بسر کر، اپنے سے بڑے لوگوں کو نہ دیکھ اور افسوس نہ کر اپنے سے کمتر لوگوں کو دیکھ اور خوشی سے زندگی گزار۔

از دیر، برون آمدہ نا پاک تنی (۷۵۱) و ز دود جہنم بہ تنش پیرہنی
بشکست صراحی کہ عمرش کم باد وانگہ کہ چو می لطیف مردی چو می
معانی: دیر: بت خانہ، صنم کدہ۔ دود: دھواں۔ پیرہن: لباس۔ عمرش کم باد: کلمہ بددعا، اللہ اس کی عمر کم کرے۔

ترجمہ: بتکدہ سے ایک ناپاک شخص باہر آیا جس کے بدن پر جہنم کے دھوئیں کا لباس تھا، اس نے میری شراب کی صراحی توڑ ڈالی اللہ اس کی عمر کم کرے اور اس وقت اتنی لطیف شراب اور مجھ جیسے آدمی کی شراب!۔

با من تو ہر آنچہ گویی از کین گویی (۷۵۲) پیوستہ مرا ملجحد و بی دین گویی
من خود مقوم ہر آنچہ گویی ہستم انصاف بدہ ترا کی رسد کین گویی

معانی: کین: = کینہ، حسد، جلن۔ ملحد: بے دین، کافر۔ مفقو: اقرار کرنے والا۔
کین: = کہ + این، کہ یہ۔

ترجمہ: تو میرے بارے میں جو کچھ کہتا ہے کینہ اور حسد کی وجہ سے کہتا ہے، تو ہمیشہ مجھے ملحد و بے دین کہتا ہے، میں خود اقرار کرتا ہوں کہ جو کچھ تو کہتا ہے وہ میں ہوں لیکن انصاف سے بتا کہ تجھے کب حق پہنچتا ہے کہ تو مجھے یہ سب کہے (یعنی تو اس قابل نہیں ہے کہ مجھے نصیحت کرے)۔

از آمدنِ بہار و از رفتنِ دی (۷۵۳) اوراقِ وجودِ ما ہمی گردد طی
می خور، مخور اندوہ کہ گفت ست حکیم غمہایِ جهان جو زهر و تریاقش می
معانی: بہار: موسم بہار، فصلِ ربیع۔ دی: ایرانی سال کا دسواں مہینہ، اس سے مراد یہاں
پر موسمِ خزاں ہے۔

ترجمہ: موسم بہار کے آنے اور موسم خزاں کے جانے سے ہماری زندگی کے اوراق طے ہو رہے ہیں، شراب پی اور غم نہ کھا کیونکہ حکیم نے کہا ہے کہ دنیا کے غم زہر کے مثل ہیں اور اس کا علاج شراب ہے۔

تا در تنِ نشت استخوان و رگ و بی (۷۵۴) از خانۂ تقدیر مینہ بیرون پی
گردن منہ ار خصم بود رستم زال منت مکش ار دوست بود حاتم طی
معانی: استخوان: ہڈی۔ تقدیر: قسمت، بخت، مقدر۔ رستم: ایران کے ایک
پہلوان کا نام جس کا بیٹا سہراب تھا۔ زال: رستم کے باپ کا نام۔ منت: احسان۔ طی: حاتم کے
قبیلہ کا نام۔

ترجمہ: جب تک تیرے بدن میں ہڈیاں، رگیں اور پٹھے ہیں خانۂ تقدیر سے قدم باہر نہ
رکھ (یعنی تقدیر ہی پر عقیدہ رکھ)۔ اگر دشمن رستم زال کے برابر بھی ہو تو اس کے سامنے گردن نہ
جھکا اور اگر دوست حاتم طائی ہو تو بھی اس کا احسان مت لے۔

گر روی زمین بہ جملہ آباد کنی (۷۵۵) چندان نبود کہ خا طری شاد کنی
گر بندہ کنی بہ لطفِ آزادی را بہتر کہ ہزار بندہ آزاد کنی
ترجمہ: اگر تو پوری دنیا کو آباد کر دے تو اتنا اچھا نہیں ہے جتنا کہ تو ایک دل کو خوش کر دے،

اگر تو اپنے لطف و کرم (اور اخلاق و کردار) سے ایک آزاد کو اپنا غلام بنالے تو ہزار غلام آزاد کرنے سے بہتر ہے۔

گو بند منخور می کہ ہلا کش باشی (۷۵۶) در روز مکافات در آتش باشی
این هست ترا ز هر دو عالم خوشتر این یکدمی کز شراب سر خوش باشی
معانی: روز مکافات: جزا اور سزا کا دن، قیامت کا دن۔ سر خوش: مست، مدہوش، مخمور۔
ترجمہ: کہتے ہیں کہ شراب نہ پی کیونکہ اس کی وجہ سے ہلاک ہو جائے گا اور قیامت کے دن جہنم میں جائے گا، لیکن تمہارے لیے وہ ایک لمحہ دونوں جہاں سے بہتر ہے جس میں تو شراب سے مدہوش رہے۔

از کبر مدار هیچ در دل هوسی (۷۵۷) کز کبر به جایی نرسید ست کسی
چون زلف بتان شکستگی عادت کن زان پیش کہ بگسلد تار نفسی
ترجمہ: تکبر کی وجہ سے دل میں کوئی ہوس باقی نہ رکھ، کیوں کہ تکبر سے کوئی شخص کسی مرتبے تک نہیں پہنچا ہے، معشوقوں کی زلف کی طرح انکساری کی عادت ڈال اس سے قبل کہ (تیرا) تار نفس ٹوٹ جائے۔

تا کی ز غم زمانه محزون باشی (۷۵۸) با چشم پر آب و دل پر خون باشی
می نوش و عیش کوش و خوشدل می باش زان پیش کزین دایره بیرون باشی
معانی: محزون: غمگین، رنجیدہ۔ چشم پر آب: آنسوؤں سے بھری ہوئی آنکھ، پر خون، خون آلود۔ کزین: کہ + از + این۔ دایرہ: حلقہ، محیط، (مجازاً) دنیا۔

ترجمہ: کب تک زمانے کے غم سے رنجیدہ ہوگا، آنسوؤں سے ڈبڈبائی ہوئی آنکھ اور خون آلود دل کے ساتھ (جیتا) رہے گا۔ شراب پی، عیش کرا اور خوشیاں منالے اس سے پہلے کہ اس محیط (دنیا) سے باہر ہو جائے۔

دنیا نفسی و من درو یک نفسی (۷۵۹) اندر نفسی چند توان زد نفسی
شکرانه آن کہ زنده ای خوش می باش این عالم بی وفا نماند ہ به کسی
ترجمہ: دنیا ایک لمحہ ہے اور میں اس میں ایک سانس کے مثل ہوں ایک لمحہ میں کتنی سانس

لی جاسکتی ہے، اس کے شکرانے میں کہ تو زندہ ہے، خوش رہ (اس لیے کہ) یہ بے وفاد دنیا کسی کے ساتھ باقی نہیں رہتی۔

خِشْتی نَبِہِم پَا نَزَمِ بَرِ خِشْتی (۷۶۰) زین پس من و بادہ و کنارِ کشتی
آتش نشوم ز بھر ہر انگشتی خوبی نبود بسر برم با زشتی
معانی: انگشت: وہ کھلیان یا سوکھی لکڑی جس کو راکھ ہونے سے قبل بچھا دیا گیا ہو،
کھلیان۔

ترجمہ: میں کوئی اینٹ نہیں پھیکوں گا اور نہ کسی اینٹ پر (تکبر کے ساتھ) پیر رکھوں گا، اس کے بعد میں، شراب اور کسی کشتی کا کنارہ ہوگا، اس لیے کہ میں ہر کھلیان کے لیے چنگاری نہیں بن سکتا اب اگر میری زندگی اچھی نہیں ہوگی تو تنگی سے ہی گذار لوں گا۔

می خور کہ ظریفانِ جہان را دروی (۷۶۱) بر گرد بنا گوش ز می بینی خوی
تا کی گویم توبہ بشکستی ہی صد توبہ شکستہ بہ کہ یک شیشہ می
معانی: ظریفان: ظریف کی جمع، خوش طبع لوگ۔ بنا گوش: کان کا پچھلا حصہ، رخسار،
چہرہ، پیشانی۔ گویم: = گوئی + م، تو مجھ سے کہے گا۔

ترجمہ: شراب پی کہ دنیا کے خوش طبع لوگوں کو تو اس (دنیا) میں شراب کی وجہ سے پیشانی پر پسینہ دیکھے گا، کب تک تو مجھ سے کہے گا کہ ہائے تو نے توبہ توڑ ڈالی (ارے) سیکڑوں توبہ توڑنا بہتر ہے یا شراب کا ایک جام!۔

جز راہ قلندر بہ خرابات مہوی (۷۶۲) جز بادہ و جز سماع و جز یار مجوی
بر کف قلع بادہ و بر دوش سبوی می نوش کن و بہ کارِ بیہودہ مگوی
معانی: قلندر: درویش۔ پویدن: تگ و دو کرنا، تلاش کرنا۔ سماع: سرود، نغمہ۔

ترجمہ: درویشانہ انداز کے علاوہ مے خانہ میں نہ جا، سوائے شراب، نغمہ اور معشوق کے کوئی چیز مت طلب کر۔ ہاتھ میں شراب کا پیالہ اور کندھے پر صراحی ہو تو شراب پی اور بے فائدہ کاموں کا ذکر نہ کر۔

تا در ہوسِ لعل لب و جام می ای (۷۶۳) تا در پی آوازِ دف و چنگ و نی ای

این ها همه حشو است خدا می داند تا ترکِ تعلق نکنی هیچ نه ای
معانی: دَف: ڈفلی، موسیقی کا ایک ساز۔ حشو: زائد، اضافہ، بے فائدہ۔

ترجمہ: کب تک تو سرخ ہونٹ اور جام شراب کی ہوس میں رہے گا اور کب تک
ڈفلی، چنگ اور ٹے کی آواز کے پیچھے پھرے گا، خدا جانتا ہے کہ یہ تمام چیزیں بے فائدہ ہیں جب
تک تو ان سے ترک تعلق نہ کرے تو (تیری حیثیت) کچھ بھی نہیں ہے۔

زان پیش کہ از جامِ اجل مست شوی (۷۶۴) زیرِ لگدِ حادثہِ ہا پست شوی
سر مایہ بہ دست آر در این رہ کانجا سودی نکنی اگر تھی دست شوی
ترجمہ: اس سے پہلے کہ تو موت کے پیالے سے مدہوش ہو جائے اور حادثات کے
پیروں تلے روند ا جائے، اس راستے میں سرمایہ جمع کر کیونکہ وہاں اگر تو خالی ہاتھ ہوگا تو کچھ بھی
فائدہ نہ اٹھا سکے گا۔

ای آنکہ خلاصہ چہار ارکانی (۷۶۵) بشنو سخنی ز عالمِ روحانی
دیوی و ددی و ملک و انسانی با تست ہر آنچه می نمایی آتی
معانی: چہار ارکانی: عناصر اربعہ (آگ، پانی، مٹی، ہوا)۔ عالم: دنیا۔ دیو:
شیطان۔ دد: وحشی، درندہ۔ ملک: فرشتہ۔

ترجمہ: اے وہ ذات جو عناصر اربعہ کا نچوڑ ہے روحانی دنیا کے تعلق سے ایک بات سن
لے۔ تو ہی شیطان، درندہ، فرشتہ اور انسان ہے یہ تیرے اختیار میں ہے کہ تو جیسا اپنے آپ کو
ظاہر کرے گا تو وہی ہے۔

ہر چند ز دستِ دہر غم کش باشی (۷۶۶) وز جو رو جفایِ جرخ نا خوش باشی
زنہار ز دستِ نا کسان آبِ زلال بر لبِ مچکان اگر در آتش باشی
معانی: آبِ زلال: میٹھا پانی۔ نا کسان: ناکس کی جمع، نا اہل افراد، کمینے لوگ۔
چکاندن / چکانیدن: قطرہ قطرہ پکانا، قطرہ قطرہ گرانہ۔

ترجمہ: ہر چند تو زمانے کے ہاتھوں غم اٹھاتا رہے اور آسمان کے ظلم و ستم سے غمگین رہے،
ہرگز کینوں کے ہاتھ سے میٹھا پانی نہ پی اگرچہ تو آگ میں جلتا ہی کیوں نہ رہے۔

با درد بساز تا دوائی یابی (۷۶۷) از درد مَنال تا شفایابی یابی
می باش به وقت بی نوایی شاگرد تا عاقبت الامر نوایی یابی
معانی: مَنال: نالیدن سے فعل نہیں، گریہ وزاری نہ کر۔ بی نوایی: بے سروسامانی،
ناداری۔ عاقبت الامر: آخر کار، انجام کار۔

ترجمہ: درد کے ساتھ موافقت پیدا کرتا کہ دوا پائے، درد سے گریہ وزاری نہ کرتا کہ شفا
پائے، بے سروسامانی کے وقت شکر گزار ہو جاتا کہ بعد میں تجھے سروسامان فراہم ہو۔

اول بہ خودم چو آشنا می کر دی (۷۶۸) آخر ز خودم چرا جدا می کر دی
چون ترک مَنّت نبود از روزِ نخست سر گشته بہ عالمِ چرا می کر دی
ترجمہ: پہلے تو نے مجھے خود سے آشنا کر دیا تھا پھر مجھے خود سے جدا کیوں کیا، جب تجھے روز
اول ہی سے مجھ کو چھوڑنے کا ارادہ نہیں تھا تو دنیا میں بھیج کر مجھے حیران و پریشان کیوں کیا۔

از دفترِ غمِ می کشودم فالی (۷۶۹) ناگاہ زسوزِ سینہ صاحبِ حالی
می گفت خوش آن کسی کہ در خانہ او یاربست چون ماہی و شبی چون سالی
معانی: صاحب حال: عارف کامل۔ یاری چون ماہ: چاند جیسا معشوق، خوبصورت
معشوق۔ شب چون سال: سال جیسی رات، لمبی رات۔

ترجمہ: میں عمر کی کتاب سے فال نکال رہا تھا کہ اچانک ایک عارف کی دل خراش آواز سنی
جو کہہ رہا تھا کہ وہ شخص خوش نصیب ہے جس کے گھر میں خوبصورت معشوق اور لمبی رات ہو۔

آن مایہ زدنیہ کہ خوری یا نوشی (۷۷۰) معذوری اگر در طلبش می کو شی
باقی ہمہ رایگان ترا، رو هشدار تا عمر گران مایہ بدان نفروشی
ترجمہ: دنیا کا وہ سرمایہ جسے تو کھائے یا پیئے اگر اس کے طلب میں تو کوشش کر رہا ہے تو
معذور ہے، باقی تمام چیزیں تیرے لیے بیکار ہیں (اس لیے) خبردار ہو کر راستہ چل تا کہ اپنی قیمتی
عمران کے بدلے نہ بیچے۔

من ترکِ ہمہ کردم و ترکِ می نئی (۷۷۱) از جملہ گریز باشدم از وی نی
آیا بود آنکہ من مسلمان گُردم بس ترکِ می مُغانہ کردم ہی ہی

ترجمہ: میں نے تمام چیزیں چھوڑ دیں لیکن شراب نہیں چھوڑی، میں تمام چیزوں سے دوری اختیار کر سکتا ہوں مگر شراب سے نہیں۔ کیا ہو سکتا ہے کہ میں مسلمان ہو جاؤں پھر خالص شراب چھوڑ دوں، ہرگز نہیں۔

تن زن چو بزیر فلکِ بی باکی (۷۷۲) می نوش تو در جہانِ آفتِ ناکی
چون اول و آخرت بہ جز خاکی نیست انگار کہ بر خاک نہ ای در خاکی
معانی: تن زدن: خاموش رہنا، چپ رہنا۔ آفتِ ناک: فتنہ انگیز۔

ترجمہ: جب تو نذر آسمان کے نیچے ہے تو فروتن بن جا اور فتنے سے بھری ہوئی دنیا میں شراب پی، جب تیری ابتدا اور انتہا مٹی کے علاوہ نہیں ہے تو سمجھ کہ تو زمین کے اوپر نہیں زمین کے اندر ہے۔

گر شادیِ خوبشتن دران می دانی (۷۷۳) کاسودہ دلی را بہ غمی ہنشانمی
در ماتم عقلی خویش بنشین ہمہ عمر می دار مصیبت کہ عجب نادانی
ترجمہ: اگر تو اپنی خوشی اس میں دیکھتا ہے کہ کسی خوشحال دل کو غمگین کرے تو پوری زندگی اپنی عقل کے ماتم میں بیٹھ جا اور مصیبت میں مبتلا رہ اس لیے کہ تو بہت بڑا بے وقوف ہے۔

دانی کہ سپیدہ دم خُروسِ سحری (۷۷۴) ہر لحظہ چرا ہمی کند نوحہ گری
یعنی کہ نمودند در آیینہ صبح کز عمر شبی گذشت و تو بی خبری
معانی: سپیدہ دم: صبح کے وقت، سحر کے وقت۔ خُروس: مرغ۔ نوحہ گری: ماتم کرنا، آہ و زاری کرنا۔

ترجمہ: کیا تو جانتا ہے کہ صبح کے وقت مرغِ سحر ہر وقت کیوں فریاد کرتا ہے، سبب یہ ہے کہ صبح کے آئینے میں اسے دکھایا گیا ہے کہ تیری عمر کی ایک رات گزر گئی ہے اور تو بے خبر ہے۔

ای کاش کہ جای آر میدن بو دی (۷۷۵) یا این رہ دور را رسیدن بو دی
کاش از ہی صلد ہزار سال از دلِ خاک چون سبزہ اُمید بر دمیدن بو دی
ترجمہ: اے کاش دنیا آرام کرنے کی جگہ ہوتی یا اس طویل راستے کی کوئی منزل ہوتی، کاش ہزاروں سال بعد مٹی سے سبزہ کی طرح دوبارہ اگنے کی امید ہوتی۔

ای سوخته ای سوخته ای سوختنی (۷۷۶) وی آتشِ دوزخ ز تو افروختنی
 تا کی گویی کہ بر عمر رحمت کن حق را تو کجا به رحمت آموختنی
 ترجمہ: اے جلے ہوئے، جلے ہوئے اور جلنے کے قابل، اے وہ شخص جس سے جہنم کی آگ
 بھڑک اٹھے گی، تو کب تک کہے گا کہ عمر پر رحمت کر، تو خدا کو کہاں رحمت سکھانے کے قابل ہے۔
 ای دل می و معشوق مکن در باقی (۷۷۷) سالوس رہا کن و مکن ز زاقی
 گر پیرو احمدی خوری جامِ شراب زان حوض کہ مرتضاش باشد ساقی
 معانی: سالوس: ظاہرداری، ریاکاری، مکاری۔ ز زاقی: مکاری، فریب، دھوکا۔ حوض:
 وہ جگہ جو پانی کے لیے زمین میں بنائی جاتی ہے، اس سے مراد حوض کوثر ہے۔ مرتضیٰ: پسندیدہ،
 حضرت علی (علیہ السلام) کا لقب۔

ترجمہ: اے دل اب شراب و معشوق کا ورد مت کر، ظاہرداری چھوڑ اور مکاری سے باز
 آجا۔ اگر تو حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا پیرو ہے تو اس حوض (کوثر) سے جام شراب نوش
 کرے گا جس کے ساقی حضرت علی (علیہ السلام) ہیں۔

بہ پایان رسید
 ۱۵ شعبان المعظم ۱۴۳۶ھ

